جہانگیر

شکسپیر کے مشہور پلے ہملٹ کا ترجمہ

جسکو

منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے

فصیح اور بامحاورہ اردو مین ترتیب دیا

اور

حسب فرمائش منشی امراؤ علی صاحب

انوری پریس لکھنؤ گولہ گنج مین عبدالواحد کے اہتمام سے چھپا

اپریل ۱۸۹۸ء

اشتہارات

اشخاص ڈراما

شاہ فرخ۔ بادشاہ شہر سبز۔

جہانگیر۔ پسر شاہ متوفی و برادر زادہ شاہ حال۔

میرزا آغا حسن۔ وزیر شاہ۔

اختر مرزا۔ محب جہانگیر

منصور۔ پسر مرزا آغا حسن۔

اکبر علی۔ ⎫
امیر احمد ⎪
خواجہ ہاشم ⎬ مصاحبین بادشاہ
صفدر حسین۔ ⎪
مشتاق علی۔ ⎭

مظفر حسین۔ ⎫
[illegible]سمعیل ⎬ افسر

[illegible] خان۔ سپاہی

کریم بخش۔ خادم مرزا آغا حسن۔

اہل ناٹک۔ (تماشے والے)

دو دیہاتی گورکن۔

شاہزادہ ہمایون اختر۔ شاہزادہ اکبر آباد۔

کپتان۔

سفیر۔

ملکہ شمس النہار۔ ملکہ شہر سبز و مادر جہانگیر

مہربانو۔ دختر مرزا آغا حسن۔

مولوی۔

بادشاہ متوفی کی روح۔

مقام ڈراما۔ شہر سبز

باب اول

سین اول صفدر آباد- قلعہ کے سامنے کا چوک

یعقوب خان پہرے پر ... محمد اسمعیل پہونچے

محمد اسمعیل- کون ؟

یعقوب خان- تم کون ؟ ٹھہرو- بولو-

محمد اسمعیل- عمر شاہ دراز-

یعقوب خان- کون- داروغہ صاحب ہین؟

محمد اسمعیل- ہان-

یعقوب خان- خوب وقت پر تشریف لائے-

محمد اسمعیل- اچھا یعقوب اب تم جاؤ اور سوؤ-

یعقوب خان- حضور کس بلا کا جاڑا ہے کہ ہاتھہ پاؤن تنا ٹھٹھرے جاتے ہین اور دل کی کچھہ عجیب کیفیت ہے-!

محمد اسمعیل- کہو سب خیریت- کچھہ کھٹکا تو نہین ہوا؟ پہرا کیسا رہا؟

یعقوب خان- جی نہین- آپ کے اقبال سے پتا تک نہین کھڑکا-

محمد اسمعیل- اچھا اب تم جاؤ- خدا حافظ- ہان خوب یاد آیا- اگر تمہین اختر مرزا ملین تو کہدینا کہ ذرا قدم اٹھائے ہوے آئین-

یعقوب خان- مجھے کچھہ ان ہی کی سی آہٹ معلوم ہوتی ہے- شاید آ پہونچے- کون؟ ٹھہرو- (اختر مرزا اور مظفر حسین پہونچے)

اختر مرزا- دوست-

مظفر حسین- رعیت شاہ-

یعقوب خان- تسلیم عرض ہے- اب مین رخصت ہوتا ہون-

مظفر حسین- اچھا جوان خدا حافظ- تمھارا پہرا کسنے بدلوایا؟-

یعقوب خان- جی داروغہ صاحب نے- بندگی عرض کرتا ہون (چل دیا)

مظفر حسین- ارمان اسمعیل ہوشت!-

محمد اسمعیل- ارشاد- کیا اختر مرزا ہین

اختر مرزا- جی ہان- یہی خادم ہے-

محمد اسمعیل- خوش آمدی وصفا آوردی-

مظفر حسین- کہو کیا آج بھی وہ نظر آئی تھی؟

محمد اسمعیل- جی نہین مینے تو نہین دیکھا-

مظفر حسین- اختر فرماتے ہین کہ وہم ہے خلاق ہے یہ سانحہ دو دفعہ ہماری آنکھون کے سامنے گذر چکا ہے مگر انکو کسی طرح یقین ہی نہین آتا اسلیے انکو ساتھہ لیتا آیا ہون کہ اگر آج دکھائی دے تو ذرا اس سے اور ان سے دو دو باتین ہون اور انکو یقین بھی آجائے-

اختر مرزا- اجی بس وہ آچکی- واہیات!

محمد اسمعیل- اچھا ذرا بیٹھہ جائیے تو ایک مرتبہ پھر وہی خوف انگیز واقعہ جسکی کیفیت ہم بیان

دوراتون سے دیکھ رہے ہین آپکے
گوش گذار کرین - یہ اور بات ہے چاہیے
آپ مانین یا نہ مانین -

اختر مرزا - اچھا لو تمھارا ہی کہنا سہی - ہان یار
کہہ چلو -

محمد اسمعیل - کل شب کو جبکہ وہ ستارا جو قطب کے مغرب
طرف ہے اسی جگہہ پر پہونچ چکا تھا جہان
اب ہے بس ٹھیک بارہ پر ایک بجتے ہی
مظفر حسین اور مین .. .. ..

(روح نظر آئی)

مظفر حسین - چپ! چپ! دیکھو وہ پھر آتی ہے

محمد اسمعیل - بجنسہ اسی شکل مین یعنے ٹھیک صاحب عالم
جنت آشیان کی صورت -

مظفر حسین - ہان مرزا صاحب تم تو بفضلہ عالم باعمل
ہو ذرا اس سے بولو تو

محمد اسمعیل - مرزا صاحب ذرا غور سے دیکھو! شاہ نہ
بادشاہ کی صورت -

اختر مرزا - ہان بالکل وہی صورت! مارے حیرت کے
میرے تو حواس ٹھکانے نہین -

محمد اسمعیل - وہ چاہتی ہے کہ کوئی اس سے بولے -

اختر مرزا - تو کون ہے جو اس وقت رات کو ہمارے یہان
اور وجیہ صاحب عالم جنت آشیان کا بھیس
بناکے آئی ہے تجھے خداے پاک کی قسم سچ بتلا -

مظفر حسین - یار کچھ خفا ہو گئی -

محمد اسمعیل - اے دیکھو وہ کھسکی -

اختر مرزا - ٹھہر! ٹھہر! تجھے قسم ہے - بول! بول!

(روح چلی گئی)

مظفر حسین - وہ چل بھی دی - جواب کیا دیگی -

محمد اسمعیل - جناب مرزا صاحب تسلیم عرض ہے!
یہ آپ کانپ کیون رہے ہین! چہرے پر
بدحواسی کیون چھائی ہوئی ہے - آپ تو
فرماتے تھے کہ صرف خیال اور وہم ہی ہے
کہیے اب آپ کیا کہتے ہین - کیا یہ وہمی
تصور سے بڑھ کر نہین ہے ؟

اختر مرزا - بخدا مین اسکو بغیر آنکھون دیکھے نہین
باور کر سکتا تھا -

مظفر حسین - کیون صاحب کیا یہ صاحب عالم سے
مشابہ نہین ہے -؟

اختر مرزا - بس ہو بہو ویسی ہی سر مو فرق نہین
خدا جانتا ہے وہی زرہ جو صاحب عالم
نے شاہ اکبرآباد کے مقابلے کے دن زیب
بدن فرمائی تھی اور چہرے پر بھی ویسا ہی
قہر و غضب برستا تھا جیسا شاہ اکبرآباد
کی شرائط جنگ پر جب حضرت نے اسے
بگڑ کر مقابلہ کیا اور اُسے شکست دی
عجب حیرتناک معاملہ ہے

مظفر حسین بس ٹھیک اسی طرح دو مرتبہ اور اس سے
پیشتر یہ اسی خونخوار اور خوف انگیز شکل
مین اسطرف سے نکلی تھی -

اختر مرزا - اسکی بابت کوئی خاص خیال دل مین قائم
کرنا تو مشکل ہے مگر میری راے ہے کہ ضرور
کوئی نہ کوئی انقلاب ہمارے ملک مین
عنقریب ہونے والا ہے -

مظفر حسین - ہان کچھ آثار تو ہین - ورنہ رعایا سے

بدگمانی کی وجہ ؟ کیون ایسی سخت
نگہداشت ہے ؟ یہ روزانہ توپون پہ
توپین کیون ڈہالی جاتی ہین ؟ غیر ملکون
سے کیون اس کثرت سے اسلحہ چلے آتے
ہین ؟ قلعہ بندی اور سامان جنگ
کی درستی مین بیچارے سپاہیون پر جبر
اور تشدد کے آرے کیون چل رہے ہین
معلوم نہین کیا ہونے والا ہے کہ اس
عریزی نے دن رات ایک کر دیا ہے۔

اختر مرزا۔ سنو مین بتاؤن۔ لوگ یون سرگوشیان
کرتے ہین کہ شاہ اکبر آباد کو ایک زمانے
مین اپنی بسالت اور شجاعت پر بہت
کچھ گھمنڈ تھا زعم حکومت اور نشۂ جوانی
اُسکے دماغ مین کچھ ایسا سما گیا تھا کہ وہ
خیال کرنے لگا کہ ہمچو من دیگرے نیست۔
آخرکار ولولۂ رزم نے دل مین چٹکیان
لے کر اُسے یہان تک اُبھارا کہ ہمارے
صاحب عالم جنت آشیان سے لڑنے کی
ٹھہرائی۔ حضرت گو سیدھے سادے آدمی
تھے۔ مگر انتہا کے جری۔ اور حد کے سپاہی
اُنکے سامنے اچھے اچھے بہادرون اور
منچلون کے پاؤن اوکھڑ جاتے تھے۔
غرضکہ شاہ اکبر آباد مجادلت پر مصر ہوے
بادۂ تکبر نے اُنکی دستار عاقبت اندیشی
کچھ ایسی لٹ پٹی کر دی کہ جنگ کی
ٹھان دی اور یہ عہد نامہ لکھدیا کہ اگر
ہم مغلوب ہو جائین تو ہمارا ملک و مال
سب آپ کا۔ جب صاحب عالم جنت آشیان
نے دیکھا کہ یہ بیڈ ہب اڑے ہین اور
مرنے پر تلے ہین کسی کی سنتے ہی نہین تو
بمجبوری اُنھون نے بھی منظور کیا۔ آخرکار
انجام وہی ہوا جو غرور کا ہونا چاہیے۔
یعنی ایک ہی وار مین جسم تو میدان جنگ
مین رہا اور روح عدم آباد رسدہاری۔
آپ نے سنے شہزادۂ ہمایون اختر کو بیٹھے بیٹھے
خفقان اُچھلا ہے۔ اپنے باپ کے ہارے
ہوے مُلک و مال پر دعوے کرتے ہین۔
خام جوش ہمت لڑنے بھڑنے کی سوجھا رہا ہے
اسلیے آجکل فوج کی خوب بھرتی ہے۔
جس کسی نے جھوٹون بھی کہا۔ چہرہ لکھ لیا
بھوکا۔ ننگا۔ محتاج۔ مفلس۔ کوئی ہو
جو آیا داخل دفتر میرے خیال مین تو ہمارے
بادشاہ کا کیل کانٹے سے درست ہونا اور
غنیم کی سُن گُن لینا سب اسی وجہ سے ہے

محمد اسمٰعیل۔ بھئی سچ کہتے ہو۔ بس یہی بات ہے۔
بیشک اسی وجہ سے یہ روح ہو بہو اُسی
بادشاہ کی شکل مین جو اس جنگ کا خاص
باعث تھا مُسلح آیا کرتی ہے۔

اختر مرزا۔ گو یہ بات اور بدشگونیون کے مقابلے
مین کچھ بھی نہین۔ مگر چشم دل مین ذرا سے
بال کی بھی کھٹک بہت ہے جس زمانے
مین روم کا آفتاب عروج کے چرخ چہارم پر
جلوہ فگن تھا اور جس وقت دور دور از کے
ملک بنظر استفادۂ تہذیب و ترقی تمدن

روم کی طرف قبلہ نما ہو رہے تھے یعنے وہی
کچھ تھوڑے ہی دن قبل قتل جولیس قیصر
کے وہان کا یہ نقشہ تھا کہ قبرون نے مردے
اُگل دیے تھے۔ جا بجا ہر گلی کوچے مین اپنے
اپنے کفنون مین لپٹے ہوے منمناتے پھرتے
تھے۔ شب کو آسمان کی طرف نظر اٹھائی
تو دُنبالہ دار ستارے دکھائی دیتے تھے۔ شبنم
کے قطرے لہو کی بوندین ہو کے گرتے تھے۔
دھوپ کا رنگ دھوپ چھان کی طرح
بدلتا تھا۔ چاند گہن کے ہاتھون ایسا ہو گیا
تھا جس سے خوف ہوتا تھا کہ قیامت سر پہ
آ پہنچی۔ وہی حال یہان کا بھی معلوم ہوتا ہے
وہی بدشگونیان اور اسباب انقلاب یہان
بھی نظر آتے ہین۔ خدا ہی خیر کرے۔

(روح نظر آئی)

چُپ۔ چُپ۔ چُپ! دیکھو وہ پھر آتی ہے
ابکی تو بھئی مین ضرور روکونگا۔ چاہے میری جان
پر کیون نہ بنجائے۔ ٹھہر! اگر خدا نے تجھے
گویائی عطا کی ہے تو بول کہ کون ہے اور
کیون آئی ہے اگر کوئی ایسا کام ہو جس سے
تجھکو راحت و تسکین اور ہمارے لیے فخر و
ثواب کا باعث ہو تو ہم بسر و چشم تعمیل کو
موجود ہین۔ یا اگر تو جانتی ہے کہ اس پیارے
اور عزیز ملک پر کوئی ایسی آفت آنیوالی
ہے جسکا دفعیہ ممکن ہے تو برائے خدا ہمین جلد
آگاہ کر۔ یا اگر تو نے کوئی خزانہ تشدد یا تعدی
سے فراہم کر کے کہین دفن کیا ہے اور اسکے
دیکھنے کو بیقرار ہے تو صاف صاف بتا
بول۔ بول۔

(مرغ بولا) مظفر! روکو۔ روکو!

مظفر حسین۔ "اگاؤن ایک ولایتی کا ہاتھہ؟
اختر مرزا۔ ہان اگر نہ ٹھہرے تو دو ایک۔
محمد اسمعیل۔ دیکھو یہ آئی۔
اختر مرزا۔ یہ آئی یہ آئی"

(روح نظر سے غائب ہو گئی)

مظفر حسین۔ اے لو وہ چل بھی دی۔ یار بُرا کیا۔
ہمکو مارنے وارنے کا ارادہ بھی نکرنا چاہیے
تھا۔ بھائی صاحب یہ تو ہوا ہے۔ ہوا کو
بھی بھلا کوئی گزند پہونچا سکتا ہے۔ اُلٹی
اپنی ہی کرکری ہوئی۔
محمد اسمعیل۔ وہ بولنے ہی کو تھی کہ اتنے مین کمبخت
مُرغے نے بانگ دی۔
اختر مرزا۔ اور اسپر وہ ایک مرتبہ ایسی چونک پڑی
جیسے کوئی ملزم ہو۔ مین سُنا کرتا تھا کہ
ان روحون بھوتون کا حال بھی شیطان
کی طرح ہے۔ ادھر لاحول سنی اور وہ بھاگے
ادھر مُرغون کی کھنک انکے کانون
مین پڑی اور اپنے اپنے ویرانون کو
چلتے ہوے۔ پھر کیا مجال جو پلٹ کر بھی
دیکھین۔ سو اسکی تصدیق آج پوری پوری
ہو گئی۔
مظفر حسین۔ ہان۔ ہان مینے بھی سنا ہے۔
اختر مرزا۔ آہا۔ دیکھو وہ صبح کی ہلکی ہلکی سپیدی
آسمان پر ظاہر ہونے لگی۔ صبح قریب ہے۔

آؤ چاہین اور اِس جانخراش اور حسرتناک
واقعہ کا تذکرہ شاہزادہ جہانگیر سے کرین
گو وہ روح ہمسے نہ بولی مگر مجھے یقین ہے
کہ جہانگیر کو ضرور جواب دیگی۔ کہو تم کیا
کہتے ہو۔ میری راے مین مقتضاے
محبت اور فرض تو یہی ہے کہ ہم اُن سے
آج کی مفصل کیفیت بیان کرین۔

مظفر حسین۔ ہان ضرور بالضرور۔ مگر پہلے موقع
سے کہین ملنا چاہیے۔

سین دوم۔ قلعہ کی بارہ دری

فرخ شاہ۔ ملکہ۔ شاہزادہ جہانگیر۔ نواب مرزا آغا حسین
منصور۔ اکبر علی۔ امیر احمد و دیگر امرا

فرخ شاہ۔ اے ارکین سلطنت۔ اور اے اعیان دولت
یہ تو یقینی بات ہے کہ ایک ایسے ہر دلعزیز
اور عادل شاہ کے سایے کا ہمارے
سرون سے اُٹھ جانے کا غم ممکن نہین کہ
یکایک ہمارے دلون سے مٹجاے۔ اور
ہماری آنکھین اُس اندوہگین سمان کو
جلد بھول جائین۔ انسان کوئی خوفناک
خواب دیکھ لیتا ہے تو اُسکا اثر بھی کم
سے کم کئی پہر تک ضرور رہتا ہے نہ کہ
ایسے رحم دل منصف مزاج۔ رعایا پرور
بادشاہ کا انتقال۔ حق تو یون ہے کہ
ایسا غم ہے جسکے واسطے اگر ملک برسون اور
ملکہ مدت العمر سیاہ پوش رہے تو بھی تھوڑا ہے
مگر ہزار رومال پر رومال بھگوئیے۔ ہزار
سینہ کوبی کیجیے۔ لاکھ رو رو کے دریا بہائیے
مگر وہی یاس وہی ناامیدی ہے۔ عرفی

اگر بگریہ میسر شدے وصال بصد سال میتوان
بہ تمنا گریستن

پس اے میرے مددگار دوستو
اپنے اپنے زخم دل پر صبر کا پھاہا رکھنا چاہیے
اور آنجہانی کے لیے دعاے مغفرت کرنا اور وہ
کام کرنا چاہیے کہ جس سے اُنکی روح خوش ہو
یعنے انتظام ملک۔ لہذا مینے تمھاری مرضی کے
موافق کہ استحکام سلطنت مین کسی طرح کا فتور
نہ پڑے اور اداے فرض بھی ہو یعنے خدا اور رسول
کی خوشنودی ہو ملکہ سے عقد کر لیا۔ واقعی دنیا
کا یہی حال ہے۔ اِدہر چشم پر آب اشک ریز ہے
اُدہر زبان پر اقرار مسرت خیز ہے۔ مینہ بھی برستا ہے
دھوپ بھی نکلتی ہے۔ ابھی خزان ہے ابھی
بہار۔ تجہیز و تکفین مین شادمانی اور شادی
مین مرثیہ خوانی۔ کہین بزم ماتم برپا ہے اور
کہین محفل رقص و سرود گرم۔ غرضکہ راحت
و مصیبت باہم ہین اور شادی و غم توام ہے

درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است

المختصر جب دنیا کا یہ حال ہے تو غم ہو یا شادمانی
بہرحال انسان کو زمانے کی چال پر خیال رکھنا
چاہیے۔ اب جس امر کے واسطے آپ سب صاحبونکو
تکلیف دی گئی ہے یہہ ہے۔ مجھے بخوبی
یقین ہے کہ اتنے صاحبون مین سے شاید کوئی
بھی ایسا نہ نکلے جسکو اس بات سے واقفیت نہو
کہ شاہزادہ ہمایون اختر آجکل جنگ پر

تُلے ہوئے ہین - بڑی بڑی طیاریان
کررہے ہین - وہ دھوم مچا رکھی ہے
کہ الحفیظ والامان - خدا کی شان اُنکو
بھی یہ جرات ہوئی کہ میرے مقابلے پر
آئین اور اپنے باپ کے ہارے ہوے ملک
کے واپس لینے کا خیال دل مین لائین -
حقیقت یہ ہے کہ اُنکو وہم اور خبط نے گھیرا
ہے جو یہ سمجھے ہین کہ ہماری سلطنت مین
بھائی صاحب جنت آشیان کے انتقال
سے ضرور تغیر اور انقلاب ہوا ہوگا تخت
اور تاج کی بحث مین باہمی فساد نے ضرور
سر اُٹھایا ہوگا - امرا بددل اور رعایا
الگ پریشان ہوگی اور اپنی ناتجربہ کاری
سے جانتے ہین کہ ایسے وقت مین وہ ہمپر
فتحیاب ہوجائینگے - حالانکہ یہان
خدا کے فضل وکرم سے یہ باتین کوسون
دور ہین - چنانچہ اسی وجہ سے اُنھون نے
ایک پیغام بھی اس مضمون کا بھیجا ہے
کہ میرے باپ کے ہارے ہوے ملک کو
واپس دو تو بہتر ہے ورنہ ہوشیار ہوجاؤ -
اب ہم خاص مطلب بیان کرتے ہین
ہمنے شاہ اکبر آباد کو جو بیچارے آجکل
سخت علیل ہین اور جنکو اپنے بھتیجے کی
اس کارروائی کی کانون کان خبر
نہین - لکھا ہے کہ ان صاحبزادے کو
چشم نمائی کردین - مفت خدا اُنکی رعایا
پر آتش اجل کی آنچ کیون آئے -
بندگان خدا کا اُنکی گردن پر کیون خون
ہو - ہماری خواہش ہے کہ نواب اکبر علی صاحب
آپ اور نواب امیر احمد صاحب آپ بطور
سفیر اس رقعے کو لیجایئے اور احتیاط کیجیے
کہ سواے اسکے مضمون کے اپنی طرف سے
کچھ نہ بڑھایئے گا - ہمکو امید ہے کہ جس
خدمت پر آپ سرفراز کیے جاتے ہین اُسکو
نہایت جانفشانی وایمانداری سے بہت جلد
بجا لائینگے اور عطیات گرانمایہ اور مراحم
شاہانہ کے مستحق ہونگے -

اکبر علی وامیر احمد - انشاءاللہ حضور کے اقبال سے
ہم بہت جلد اُس خدمت کو بجا لاکے قدمبوسی
حاصل کرینگے -

بادشاہ - بیشک آپ سے ہمین ایسی ہی امید ہے
اچھا - خدا حافظ -

(اکبر علی وامیر احمد رخصت ہوے)

ہان منصور - کہو کیا خبرین ہین ؟ تمنے حضور
مین کچھ درخواست کی تھی ؟ کیا کی تھی ؟
بھلا تمھارے واسطے کچھ کمی ہے - ممکن ہے
کہ تمھاری درخواست قبول نہ کیجاے - بولو
منصور کیا چاہتے ہو - ؟ کیا تم نہین جانتے کہ
ہم سے اور تمھارے والد سے کسطرح کا اتحاد
ہے اور تعلق جیسے دماغ سے اور دل سے یا
ہاتھ سے اور منہ سے سمجھے - دماغ کا کیا کام ہے
وہ خواہش پوری کرنے کی تدبیر کرتا ہے منصور
کہو - کچھ کہو - تم تو ہان نان کچھ کرتے ہی
نہین - بولو کیا چاہتے ہو -

منصور- حضور جان بخشی ہو تو عرض کرون
بخارا[1] جانے کی اجازت - خیر خواہ حاضر
ہوا تھا کہ جشن شاہی مین شریک ہو کر
سعادت ابدی حاصل کرے - زہے طالع
کہ اس سے بہرہ اندوز ہوا - اب مین تو
یہان ہون اور دل وہان - پس حضور
کی اجازت کا خواستگار ہون سوا اسکے
اور کچھہ خواہش نہین -

بادشاہ- اپنے والد سے اجازت لیچکے ؟ کیون
مرزا صاحب ؟

مرزا آغا حسن- حضور مین تو اجازت نہ دیتا مگر اسنے
وہ فیل مچایے کہ آخرکار جبراً قہراً دینا ہی
پڑی - لہذا اب میری بھی گذارش ہے
کہ جہان پناہ بھی اسکو اجازت عطا
فرمایئن -

بادشاہ- اچھا ہمنے بھی اپنے منصور کو بخوشی اجازت
دی - خدا اسکو توفیق دے کہ تم اپنے
شباب کی ایک ایک لمحے کی جو نہایت
ہی بیش بہا ہے اچھی طرح سے قدر کرو
اور ایسی لیاقت اور جوہر کی تحصیل مین
صرف کرو کہ جس سے تعریف اور توصیف
کے پھول تمپر برسائے جائین - ہر دلعزیز رہو
اور عیش و عشرت سے بسر کرو ... ہان
میرے پیارے بھتیجے جہانگیر اسنو تو بیٹا !

جہانگیر- (چپکے سے) خدا بچائے ایسے رشتہ
اور ایسی محبت سے -

بادشاہ- "یہ کیا - ابھی تک تمپر ابر غم چھایا ہوا ہے
آخر یہ کبتک !

جہانگیر- جی ابر و بر تو خاک نہین مگر مان غم کا[2] آفتاب
سر پر آ گیا ہے -

ملکہ- بیٹا جہانگیر (ٹھوڑی مین ہاتھہ دے کر) بیٹا
اب یہ ماتمی لباس اوتار ڈالو - آج سے
اپنے چچا جان کو اپنا سرپرست سمجھو - بیٹا
کیسے ناسمجھ بنے جاتے ہو - ہائے کیسا ذرا سا منہ
نکل آیا ذرا یہ تو ہمین سمجھا دو جب تم ہی اپنا
یہ حال بنائے رہوگے تو ہمکو کون ڈھارس دیگا
بیٹا ہزار روؤ تو کیا ہوتا ہے - ان آنسو بھری
آنکھون سے خاک مین ڈھونڈھنے سے
کہین آبا جان ملجائینگے تم تو جان بوجھ کے
انجان بنے جاتے ہو - بیٹا یہ تو عام ہے -...

جہانگیر- جی ہان بجا ہے - یہ عام ہے !

ملکہ- پھر تم اتنا رنج کیون ظاہر کرتے ہو .

جہانگیر- ہان ! ظاہر ! جی نہین - سچ سچ - ظاہر کرنا
کسکو کہتے ہین مین جانتا ہی نہین - اماجان
صرف میرا ماتمی لباس - سیاہ پوشش
گستہ سرد آہین - یا خون چکان
آنسو - اوترا ہوا چہرہ یا اور تمام
لوازمات اور آثار غم ہی نہین ہین جن سے
میرا سچا رنج ظاہر ہو - یہ بلاشک
ظاہری باتین ہین جنکو انسان ریاکاری
سے بھی برت سکتا ہے مگر نہین میرے قلب
پر وہ صدمہ - وہ کاوش اور وہ خلش ہے
کہ جو ان سب سے بڑھی ہوئی ہے اور یہ تو صرف
غم کی نشانیان ہین -

---

[1] یہ ایکزمانے مین اسلام کا دار العلوم تھا ۱۲ [2] یعنی مین سلطنت دیانے سے پہلے خانمان ہون ۱۲

بادشاہ - بیٹا جہانگیر - بلاشک یہ جو تم اپنے باپ
کی عزاداری کرتے ہو تمپر زیبا ہے -
باپ کے چہیتے اور پیارے ایسے ہی ہوتے
ہین - مگر سمجھو تو بیٹا تمھارے باپ کے
باپ سدہارے - اُنکے باپ سدہارے
اور اُنکے باپ سدہارے حضرت آدم
اور حضرت عیسےٰ کی بات جانے دو -
اِسمین شک نہین کہ باپ کا اُٹھ جانا
ایک سخت مصیبت ہے مگر کیا کیجیے
خدا کے کامون مین کسی کو دم مارنے
کی جگہہ نہین - سواے صبر و شکر کے
چارہ ہی کیا ہے - صابر کا رتبہ بڑا ہے -
ان اللہ مع الصابرین - پس انسان
کو لازم ہے کہ عنان صبر و شکیب ہاتھ
سے نہ دے - غم کے ہاتھون بک نہ جاے
کیونکہ ایسے غم کو غم نہین کہتے بلکہ یہ بیچ
خدا کی ناشکری ہے اور نافرمانی -
ایسے شخص سے نہ خدا راضی نہ بندہ خوش -
یہ سراسر بزدلی ہے - جب کہ ہم اچھی طرح
جانتے ہین کہ یہ ایسی نیند ہے جو سب کو
آئیگی - یہ ایسا وقت ہے جو سب پر
پڑیگا - یہ ایسا وعدہ ہے جو سب کو پورا
کرنا ہوگا - جو ہست ہے وہ نیست ضرور
ہوگا - گر لاکھ برس جیے تو پھر مرنا ہے
پس اسکے واسطے بیکار کو کڑھ کڑھ کر
گور کے منہ کا نوالا ہو جانا اور مفت خدا
جان بوجھ کر گرفتار عذاب ہونا کا بر
عقلمندان نیست - اِس پر وقت کی
گریہ وزاری سے تم دنیا کے لوگون کو
الگ رنج دیتے ہو - اور اپنے باپ کی
روح کو جدا بےچین کرتے ہو - اسلیے
بیٹا کہنا مانو - اُنکی جگہہ مجھے سمجھو -
ہاے مین کوئی غیر ہون لِللہ - یہ
مہمل خیال دل سے نکال ڈالو - کیونکہ
تم تو کیا دنیا بھر خوب جانتی ہے کہ
ہمارے بعد مستحق اور قابل تاج و تخت
اگر کوئی ہے تو تمہین ہو - بیٹا جہانگیر
مین تمکو اتنا چاہتا ہون کہ اگر کوئی
باپ بھی چاہے گا تو اتنا ہی چاہیگا
اب تم کہتے ہو کہ ہم بخارا پڑھنے جائینگے
تمھین انصاف کرو کہ ہم دل کو کسطرح
سمجھائین - بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ
تم آنکھون سے دور رہو اور ہمارے
دل کو چین آئے - تمکو تو لازم ہے کہ
تم ہمارے پاس سے دم بھر جدا نہو -
بھائی مرحوم کی یادگار ہو - تمھین
دیکھ کر آنکھون مین ٹھنڈک اور دل
کو تسکین ہوتی ہے -

ملکہ - جہانگیر (بلائین لےکے) میری جان دیکھو
بخارا نہ جاؤ - بیٹا مین تڑپ تڑپ کے
مرجاؤنگی - (پیشانی پر بوسہ دےکے)
دیکھو اپنی نازبردار اماجان کا کہنا
مان لو -

جہانگیر - بہت بہتر - مین حتی الامکان آپکے

حکم کی تعمیل مین کوتاہی نکرونگا-

بادشاہ- یہ تو نہایت محبت آمیز اور پیارا
جواب ہے- ہان بیٹا یہین رہو- ملکہ
مین اسوقت جہانگیر کے اس جواب سے
نہایت محظوظ ہوا- اس مسرت کا مین
کیونکر اظہار کرون- انشاءاللہ ایک
جشن کرونگا- آؤ ملکہ آؤ-

(جہانگیر اکیلا رہ گیا)

جہانگیر- اس جسم کثیف کی قید سے رہائی کوئی
بڑی بات نہین- خاک سے ملا اور
خاک ہو گیا- اے خدا- کاش خودکشی
حرام نہوتی- لعنت اس دنیا کی قبیح
اور نفرت خیز رسمون پر- اف رے
دنیا- بری بلا ہے- اسیر شیطان کی
مار- یہ وہ باغ ہے جسکے ہر نخل اور شجر کو
زہریلی گھاس نے چھا لیا ہے اور ہر
خوشبودار اور خوشنما پھول کو مسموم
کر دیا ہے ؎ باغش کہ چمن چمن شگفتہ است
درغنچہ او خسک نہفتہ است ؎
بگریز ز بوے این چمن زار ؎ پیچیدہ
بہین بہ صندلش مار ؎
فسق و فجور- عصیان و معصیت سے
یہ بالکل مملو ہے- ارے آسمان کیا دیکھتا
ہے- پھٹ کیون نہین پڑتا- غضب
خدا کا! دو مہینے انتقال کو ہوے-
نہین نہین ابھی دو کہان- ہاے
ایسا نیک نفس اور عادل بادشاہ-
ہاے کہان وہ کہان یہ کہان زہر
کہان فسق- کہان گل کہان خار-
کہان نور کہان نار! اللہ اللہ-
ابا جان کی وہ محبت اور جان نثاری
اور انکی یہ سنگدلی اور بیرحمی!
ملال اور افسوس کیسا- خیال تک
نہین- اور پھر ایک ہی مہینے کے اندر!
ہاے ایک ہی مہینے کے اندر- !! نہین
مجکو اس جگر خراش خیال سے دور بھاگنا
چاہیے- عورتون کی عصمت نقش
بر آب ہے!! اے تلون تجکو عورت
کہنا چاہیے- افسوس! ایک ہی مہینے
مین- اف وہ پچھاڑین کھانا وہ رونا
پیٹنا- اور پھر یہ غضب کی جلدی کہ
ابھی ہاتون کی سوجن بھی نہین گئی تھی
کہ مہندی رچائی گئی- -ایک حیوان
بھی جو مطلق حیوان اور غیر ذی عقل ہے
اس سے زیادہ مدت تک اپنے آقا کی
ماتم داری کرتا- مگر انھون نے اور ہاے
انھون نے قبل اسکے کہ ان آنکھونکی
جنھون نے جھوٹے آنسوؤنکی ندیان
بہائین سرخی جاے چچا سے شادی کرلی
جنکو بابا جان سے کوئی نسبت نہین
ذرہ اور آفتاب کا فرق ....
یہ یہ فریب- یہ یہ تدبیرین ....
کسواسطے؟ ہاے رے جوش فسق!
اب سنبھلنا اور راہ پر آنا معلوم! ابا میرے نے اللہ

کیا کروں - کچھ نہیں اے مرغ روح
تجھکو یہ قفس جسم خالی کرنا پڑے گا -
کیونکہ اس جگر کی کھولن تیرے ساتھ
ہی نکلے گی ؎

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

اختر مرزا - مظفر حسین - محمد اسمٰعیل آئے -

اختر مرزا - آداب عرض ہے -

جہانگیر - بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ؎
کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں - یا یہ
واقعی اختر ہے - نہیں نہیں نظر کی
غلطی ہے -

اختر مرزا - جی نہیں حضور وہی ہے آپ کا خانہ زاد
غلام -

جہانگیر - میرے پیارے دوست میں یہ نام تمسے
بدل لونگا - ہان یہ بتاؤ اسے تم کیونکر
چلے آئے ؟

مظفر حسین - خداوند . . .

جہانگیر - تم دونوں کے ملنے سے اسوقت مجھے
ایک عجب خوشی ہوئی کہ بیان سے
باہر ہے ؎

خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

خدا کی قسم تمہارے دیکھنے کو آنکھیں
بیچین تھیں - مگر تمھیں ہمارے سر کی
قسم سچ کہو بخارا کیسے چلے آئے ؟

اختر مرزا - وحشت -

جہانگیر - نصیب دشمنان - للہ ایسے الفاظ
زبان سے نہ نکالا کرو - میرے کانوں کو
صدمہ پہنچتا ہے - تمھیں ... کی
قسم تم صفدر آباد کیسے آئے - !

اختر مرزا - حضور صاحب عالم جنت آشیان
کی ماتم پرسے میں شریک ہونے آیا تھا!

جہانگیر - اختر - کیوں مجھے شرمندہ کرتے ہو -
تم میری ماں کی شادی دیکھنے
آئے تھے -

اختر مرزا - حضور ہوئی تو بہت جلد -

جہانگیر - ہا! ابھی ماتمی کپڑے میلے بھی نہوے
تھے کہ شہانہ جوڑے پہنے گئے - کاش کہ
میں اپنے دشمن کو بہشت میں دیکھتا نہ
کہ یہ خوشی کا دن - اختر ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ میں ابا جان کو دیکھ رہا ہوں

اختر مرزا - کہاں حضور!

جہانگیر - چشم تصور میں -

اختر مرزا - مجکو البتہ ایک مرتبہ آنجہانی کی زیارت
ہوئی تھی - واہ کیا شکل رعنا تھی -

جہانگیر - اسمیں تو کوئی شک نہیں اختر ابا جان
کا نظیر نہیں تھا -

اختر مرزا - حضور ابھی کل ہی رات کو تو میں نے
دیکھا ہے -

جہانگیر - دیکھا! کسکو؟

اختر مرزا - اے حضور صاحب عالم آپ کے
والد ماجد کو -

جہانگیر - ابا جان کو!

اختر مرزا۔ حضور تھوڑی دیر کے واسطے حیرت
کو برطرف کرکے ذرا غور سے ساعت
فرمائین۔ مین یہ تعجب انگیز اور حیرت انگیز
واقعہ ان دونون صاحبون کی شہادت
پر بیان کرتا ہون۔

جہانگیر۔ برائے خدا جلد کہو۔ اب تاب ضبط
نہین۔

اختر مرزا۔ حضور دو شب متواتر مظفر اور اسمٰعیل
نے پہرا دیتے وقت ٹھیک آدھی رات
کو جبکہ چارون طرف سناٹے کا عالم
تھا اور تاریکی بھی ایسی تھی کہ پناہ
بخدا۔ ایک صورت ہو بہو جنت آرام گاہ
کی سی دیکھی کہ بعینہ انھین کیطرح
مسلح ہے اور سر سے پاؤن تک ایک
لبادہ اوڑھے ہوے وہ آہستہ آہستہ
مغرورانہ رفتار اور شاہانہ رعب وجلال
سے انکے پاس سے ہوکر نکل گئے۔ پھر
ایکمرتبہ نہین بلکہ تین بار وہ اسیطرح
انکی متحیر اور خوف زدہ آنکھون کے
سامنے سے ہوکر نکلی۔ اور انکی یہ کیفیت
ہوئی کہ گھگی بندھ گئی۔ ہکا بکا سے
جہان کھڑے تھے بشکل تصویر
خاموش کھڑے رہگئے۔ اسسے ٹوکنے کا
کسے یارا۔ دوسرے روز انھون نے
پہلے مجھسے قسم لے لی تو پورا ماجرا بیان کیا
چنانچہ شوق تماشا مین تیسری رات
مین بھی پہونچا۔ جب وقت آیا تو دیکھتا
کیا ہون کہ وہی شکل وہی آن بان
حضور یقین لائین اس ہاتھ اور اس
ہاتھ مین چاہے فرق ہو مگر او ہمین
اور صاحب عالم مین بال بھر کا
بھی فرق تھا۔

جہانگیر۔ کہان ؟

مظفر حسین۔ حضور اس چوک مین جہان ہمارا
پہرا ہے۔

جہانگیر۔ پھر تمنے اس سے کچھ پوچھا بھی ؟

اختر مرزا۔ جی ہان۔ پوچھا کیون نہین۔ مگر
اسنے کچھ جواب ہی نہین دیا۔ ایکمرتبہ
مجھے ایسا شبہہ ہوا کہ اسنے اپنا سر اٹھاکر
ہونٹون کو ہلانا چاہا مگر اتنے مین
مرغے نے ککڑون کون کی ہانک لگائی
اور وہ سنتے ہی کھسکی اور دیکھتے ہی دیکھتے
دفعتاً غائب ہوگئی۔

جہانگیر۔ سخت تعجب کی بات ہے !

اختر مرزا۔ حضور کے سر مبارک کی قسم۔ ہمین
ذرا بھی جو خلاف ہو۔ ہمنے اپنا فرض
سمجھکے حضور مین عرض کیا۔

جہانگیر۔ بلاشک۔ بلاشک۔ یہ سنکر میری تمام
رگ وپے مین ایک عجیب طرح کا اضطراب
ساری ہوگیا ہے۔ کیا آج کی رات
بھی تمھارا ہی پہرا ہے ؟

مظفر و اسمٰعیل۔ جی ہان خداوند۔

جہانگیر۔* ہان تمنے کیا کہا تھا ؟ مسلح ؟

مظفر و اسمٰعیل۔ جی ہان حضور مسلح !۔

* توضیح کرکے یہ سوال جرح کرتا ہے ۱۲

جہانگیر۔ از سر تا پا؟

مظفر و اسمعیل۔ جی ہان حضور۔ از سر تا پا۔

جہانگیر۔ تو تمنے اسکا چہرہ نہین دیکھا؟

اختر مرزا۔ جی نہین۔ خود پہنے ہوسے تھی۔

جہانگیر۔ کیا کچھ غصے مین معلوم ہوتی تھی؟

اختر مرزا۔ جی نہین حضور چہرے سے حسرت ٹپکتی تھی۔

جہانگیر۔ چہرہ زرد تھا یا سرخ؟

اختر مرزا۔ حضور بے انتہا زرد۔

جہانگیر۔ کیا اوسنے تمھاری طرف غور سے دیکھا تھا؟

اختر مرزا۔ کیا عرض کرون۔ ٹکٹکی باندھ دی تھی۔

جہانگیر۔ کاش مین بھی ہوتا!

اختر مرزا۔ حضور تو دیکھ کر بہت متحیر ہو جاتے۔

جہانگیر۔ اسمین کیا شک ہے۔ کیا دیر تک کھڑی رہی تھی؟

اختر مرزا۔ بس حضور اتنی ہی دیر تک جتنی دیر مین کوئی سو تک گن جاے۔

مظفر و اسمعیل۔ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔

اختر مرزا۔ بھائی مین اُسوقت کی کہتا ہون جب میری نظر اسپر پڑی تھی۔

جہانگیر۔ ڈاڑھی بالکل سفید تھی یا کچھ کچھ؟

اختر مرزا۔ حضور بس جیسی مینے عالم حیات مین دیکھی تھی۔ اکا دو کا بال سفید تھا۔

جہانگیر۔ آج مین بھی چلونگا۔ کیا تعجب کہ پھر آسے۔

اختر مرزا۔ حضور مین شرط کرتا ہون کہ آیئے اور ضرور آسیئے۔

جہانگیر۔ اگر ابا جان کی شکل مین آسے گی تو مین ضرور باتین کرونگا۔ چاہے وہ روح مُنہ کھولے ہوسے میرے اوپر ہی کیون نہ آپڑے۔ مگر مین ماننے کا نہین۔ مین تمسے تاکید اً کہتا ہون کہ ضرور باتین کرکے جیسا تمنے ابھی تک اسکو پوشیدہ رکھا ہے۔ یونہی رکھنا۔ اور آج جو کچھ معاملہ پیش آسے تم اسکو بھی زبان سے نہ نکالنا انشاء اللہ اس اخفاے راز کا صلہ جہانگیر ضرور دے گا۔ اچھا خدا حافظ جاؤ۔ مین وہان گیارہ۔ بارہ کے درمیان مین آجاؤن گا۔

سب مل کر۔ تسلیم عرض ہے۔ خدا حضور کو سو سال سلامت رکھے۔

جہانگیر۔ خدا حافظ۔ (جہانگیر تنہا رہ گیا) ابا جان کی روح مسلح! کچھ دال مین کالا ضرور ہے۔ افسوس غمزدگان آ جلد آ۔ اے شب آ جلد آ۔ خیر اے دل بیتاب تھوڑی دیر تک صبر کر اور وقت کا منتظر رہ۔ دیکھ کیا ہوتا ہے۔ پاپ اچھلے اور اچھلے وہ چاہے تحت الثرے ہی مین کیون نہ دبا ہو۔

سین سوم۔ مرزا آغا حسن کے محل
کے ایک کمرے مین
منصور اور مہربانو بیٹھے ہین

منصور۔ سب سامان سفر کشتی پر لد چکا ہے
اب مین تم سے رخصت ہونے آیا
ہون۔ دیکھو بانو۔ بھول نہ جانا
خط ضرور ہی بھیجتی رہنا۔

مہربانو۔ بھیا یہ تمھارے کہنے کی بات ہے۔

منصور۔ ہان ایک ضروری بات تو کہنا
بھول ہی گیا تھا۔ بانو تم اس بات
کو خوب یاد رکھو کہ جہانگیر اور اسکی
محبت بعینہ دھوپ چھاؤں اور
تغیر زمانہ ہے۔ شاہون کے مزاج
کا کیا ٹھکانا۔ گاہے بسلامے برنجند
وگاہے بدشنامے خلعت دہند۔
ابھی نظر لطف ہے ابھی نظر قہر۔
کچھ قابل اعتبار نہین۔ انکی یہ
جھوٹی محبت اور زمانہ سازیان
اسی وقت تک ہین کہ جسوقت
تک تم انکے سامنے آجاتی ہو۔
از دیدہ دور از دل دور۔ یہ تم
خوب سمجھ لو کہ انکی محبت کا قیام
اس گلاب کے پھول کی شادابی
کے زمانے سے زیادہ نہین جسکی بہار
صرف چند روزہ ہوتی ہے اور جو
آغاز موسم بہار ہی مین پھول کے
کچھ دن لطف دکھا جاتا ہے مگر کیا۔
چار دن کی چاندنی اور پھر
اندھیرا پاکھ

مہربانو۔ بس اتنی ہی۔!

منصور۔ ہان اتنی ہی۔ یہ تو بدیہی بات ہے،
کہ جسم کی نشو و نما کے ساتھ خیالات
اور دماغ کو بھی ترقی ہوتی ہے۔
شاید ابھی اسکی محبت کا پھول
فریب و دغا کے کانٹون سے پاک ہو
مگر یہ تو سمجھو کہ جس وقت اسکو
اپنے رتبے کا خیال آیا اسوقت کیسی
ہوگی۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ
بذاتہ خود اسکی مرضی کچھ بھی نہین ہے
مقدم رضامندی جمہور کی ہے۔
اسکے علاوہ خلاف شان شاہی
وہ کرنے سے رہا۔ کچھ یہ تو ہے ہی نہین
کہ جس سے محبت ہوگئی اس سے عقد
ہوگیا۔ ازدواج تو خوب سوچ سمجھ
دیکھ بھال کے ہوگا کیونکہ اسی پر تمام
سلطنت کی بہبودی و بربادی منحصر
ہے۔ پس اسکے اظہار محبت پر تمکو
مفتون نہونا چاہیے بلکہ صرف ان
قولون پر اعتبار کرنا چاہیے جنکا
پورا کرنا اسکے حد اختیار مین ہے
اچھا اب تم سے مین ایک بات پوچھتا
ہون۔ فرض کرو کہ اسکی میٹھی میٹھی
باتون نے تمھاری ناتجربہ کار طبیعت

اور تمھارے بھولے بھالے دل پر کچھ
اُلٹا اثر پیدا کیا - اور اُسکے دست
شوق کی روک تھام تمھاری جانب
سے کچھ نہوئی اور نصیب دشمنان
معاملہ برعکس ہوا تو اُسوقت تبلائیے
کیا حال ہوگا - بانو - حرمت عزت
بس موتی کی آب ہے - اسلیے
ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید
پشیمانی -
مین صرف تمھاری بہتری کے لیئے
کہتا ہون - اس میری نصیحت کو گرہ
مین باندہ رکھو اور اونچ نیچ دیکھہ
اور انجام سوچ کے کام کرنا - زمانہ
نازک ہے - پھونک پھونک کے قدم
رکھنا چاہیے - ایسا کوئی نہین
جسکو کچھہ نہ کچھہ کھٹکا نہ لگا ہو -
موسم بہار کے نونہالان چمن ہی کو
دیکھو تو وہ بھی خزان کی دستبرد
سے محفوظ نہین رہتے - ابھی غنچے
کھلے تک نہین کہ گلچین کی نگاہ
پڑنے لگی - کیڑون نے داغ لگا دیا
جو کلیان اور آفتون سے بچین اُنکو
باد مخالف نے افسردہ کر دیا - اسلیے
تمکو خوب ہوشیار اور خبردار رہنا چاہیئے
کیونکہ ایسے موقع پر اگر حفاظت ممکن
ہے تو احتیاط ہی سے ہے - عالم شباب
جنون کا عالم کہلاتا ہے - اکثر ایسا
ہوا ہے کہ آتش شوق خود بخود بھڑک
اوٹھی ہے اور پیشانی پر داغ بنکے
چمکی ہے -

مہربانو - ہان بھائی مین ان باتون کو تمھاری
یادگی طرح دل مین رکھونگی اور
انشاءاللہ یہ میرے دل کی محافظ رہنگی
مگر دیکھو بھیا وہ مثل نہو کہ خود را فضیحت
و دیگران را نصیحت - مجھکو تو اس
احتیاط کی کٹھن اور پرخطر راہ پر
لگا جاؤ جسمین یہان سے وہان تک
کانٹے ہی کانٹے بکھرے ہین اور خود آزادی
کی اون روشون پر چہل قدمی کرو
جن پر پھول بچھے ہین -

منصور - اس سے خاطر جمع رکھو - اب بہت دیر
ہو گئی - اے لو آپا جان بھی تشریف
لاتے ہین -

(مرزا آغا حسن پہونچے)

بزرگون کی دعا سے مگر چھوٹون کے لیے سعادتمندی ہے

مرزا آغا حسن - ابھی تم منصور یہین ہو - چلو
چھٹ پٹ - میان جلدی سوار ہو -
باد موافق چل رہی ہے اور بادبان
کھلا چاہتا ہے - بیٹا تمھین خدا اور
خدا کے رسول کو سونپا - ہان یہ چند
نصیحتین اپنی یادداشت کی بیاض
مین ٹانک لو - دیکھو -
اپنے دل کی بات ہونٹون تک نہ لانا
ہر کام سوچ سمجھ کے کرنا - دوستی کرنا

اگر ہر کس وناکس کی محبت کے اسیر
نہو جانا۔ ؎
اے بسا ابلیس آدم روے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست
سچے دوستون کو آنکھو نمین جگہہ دینا۔
ہر مُرغ نو کے رشتہ محبت مین پہنس جانا
نامی عقل کی دلیل ہے۔ یونتو شرفا
سے حتی الوسع احتیاط ہی بہتر ہے لیکن
اگر کہین اتفاق پڑ جاے تو پھر اُٹھا
بھی نرکھنا چاہیے ؎ دست بگیر و سر
شمشیر تیز۔ سب کی سُنئے۔ مگر اپنی کہی
سے نہ کیے۔ کپڑا جب پہنے اپنی حیثیت
اور اپنے مرتبے کے مواقق۔ بھونڈی
آرائش وزیبائش نہو۔ اور نہ بجز شائستگی
وضع سے آوارگی نہ پائی جاے کیونکہ
لباس کے تراش وخراش سے آدمی کا
رنگ ڈھنگ صاف معلوم ہوجاتا ہے
ہان ایک بات اور ہے قرض نہلے نہ
دے۔ کسی تجربہ کار کا قول ہے "القرض
مقراض المحبت" روپیہ بھی جاتا ہے
اور محبت بھی۔ اسکے علاوہ قرض دام
سے کفایت شعاری یک لخت خیرباد
کرجاتی ہے۔ خیر یہ تو سب ہے ہی مگر
جس مطلب کے لیے جاتے ہو بیٹا اُسمین
کوشش بلیغ اور سعی مشکور کرنا۔
اچھا خدا کو سونپا۔

منصور۔ آداب عرض ہے۔

مرزا۔ ہان اب دیر بھی ہوتی ہے۔ نوکر منتظر
ہو نگے۔

منصور۔ بابا۔ خدا کے سپرد کیا۔ دیکھو میری
نصیحتون کا خیال رہے

مہربانو۔ بیٹے ہم انکو تمھاری یاد کی طرح
دل مین رکھا ہے

منصور۔ اچھا خدا حافظ۔ (چلا گیا)

مرزا۔ کیون بیٹی۔ تم سے کیا کہہ گیا ہے؟

مہربانو۔ جی ابا جان۔ یہی کچھہ اس شاہزادے کے
بارے مین۔۔

مرزا۔ خدا جانتا ہے خوب یاد آیا۔ اسکی نسبت
ہم کچھہ سن بھی چکے ہاین۔ آجکل چرچا
ہے کہ شاہزادے بے روک ٹوک
آنے جاتے ہاین اور انکو اکثر آنے کی
جرات بھی دلائی گئی ہے۔ ہم لوگ
کُل راز سے خوب واقفیت ہے۔ اسلیے
ہم تمھارے کان کھولے دیتے ہاین
دیکھو بیٹی تم اپنی نازک حالت کو
اچھی طرح نہین سمجھتی ہو۔ تمھین
اپنی عزت اور میری لڑکی ہونے کا
بھی کچھہ خیال ہے یا نہین؟ مجھسے
صاف صاف بیان کرو کہ یہ کیا
بات ہے۔

مہربانو۔ ابا جان سچ تو یون ہے کہ ادہر کئی
مرتبہ انھون نے مجھسے سچی محبت کا
اظہار کیا ہے۔ (شرمندگی اور دلی ریا سے)

مرزا۔ محبت! اونہون! بچون کی طرح

باتین کر رہی ہو۔ اتنا سمجھ بھولی اور بچہ
بنی جاتی ہو! محبت کرنا چاہتے ہین۔
مین پوچھتا ہون تمھین اسکا یقین
آتا ہے۔

مہربانو۔ ابا جان مین خود حیران ہون کہ اسکو
کیا خیال کرون کیا نکرون۔

مرزا۔ اچھا دیکھو ہم تمھین سمجھائے دیتے ہین
تم مین ابتک نرا لڑکپن ہے۔ تم سمجھتی ہو
کہ وہ صادق القول ہے۔ ہرگز نہین۔
ع وعدہ آسان ہے وعدہ کی وفا
مشکل ہے۔ بیٹی کہنے اور کرنے مین
بڑا فرق ہے۔ دیکھو تم اپنے کو ذرا روکے
ہوے رہو۔ بیٹی۔ اپنے ابا جان کی سفید
ڈاڑھی کا لحاظ رہے۔

مہربانو۔ (نیچی نظرون اور دبی زبان سے)
وہ میری محبت کا اقرار کرتے ہین۔ اور
قول دے چکے ہین

مرزا۔ بس اسکو تم دم ہی سمجھو۔

مہربانو۔ اونھون نے خدا کو درمیان کیا ہے۔

مرزا۔ یہ بھولی بھالی چڑیون کے پکڑنے کے
لیے پھندے ہین۔ ایسی نشتر ہزار باتین
میری جیب مین پڑی ہین۔ مین خوب
جانتا ہون فرط جوش مین زبان گز
بھر کی ہو جاتی ہے۔ بانو یہ چمکتی ہوئی
چنگاریان جنھین برائے نام آگ باقی
ہے جگنو کی طرح ہین ابھی چمکین
اور ابھی کچھ بھی نہین۔ انکو تم ایسا پا
سے کم نہ سمجھو۔ آج سے اپنے کو روکے
ہوے۔ تم اتنا نہین سمجھتین کہان
وہ شہزادہ کہان تم۔ خلاصہ یہ ہے
کہ تم اُسکا اعتبار کم کرنا بلکہ نکرنا۔
کیونکہ یہ اچھی طرح سے سمجھ لو کہ اُسکی
محبت پاک نہین۔ وہ مثل اُس گل کے
ہے جو ظاہر مین خوشرنگ اور باطن
مین سراپا خار ہے۔ مین سچ کہتا ہون
کہ ڈھول مین پول ہے۔ اسوقت مین
خوب اچھی طرح تمھارے ذہن نشین
کیے دیتا ہون خبردار شہزادے
سے اب اگر تم بولین یا کسی طرح کا
تعلق رکھا تو تم جانوگی۔ سمجھین۔
بس یہ آخری جملہ ہے کہ مین تم سے
کہتا ہون۔ ہوش مین آؤ۔ اور سنبھلو۔

مہربانو۔ ابا جان۔ آپ کا ارشاد سر آنکھون پر

سین چہارم۔ چوک

(جہانگیر۔ اختر مرزا۔ مظفر حسین موجود)

جہانگیر۔ اُفوہ! ہوا ہے کمبخت! کہ ہاتھ پاؤن
ٹھٹھرے جاتے ہین۔

اختر مرزا۔ نشتر کا کام کر رہی ہے۔

جہانگیر۔ کے بجے ہونگے؟

اختر مرزا۔ حضور کوئی بارہ کا عمل ہوگا۔

جہانگیر۔ نہین نہین۔ بارہ کب کے بج چکے۔

اختر مرزا۔ بجا ہے۔ شاید مینے سنا نہین۔ بس

اب تھوڑی دیر مین آتی ہوگی۔

(نوبت اور توپ کی آواز آئی)

این! یہ کیا؟

جہانگیر۔ ہون! شاہ آج جشن مین ہین۔
رقص و سرود کی دھوم دھام ہے۔
طبلون پر تھاپ پڑ رہی ہے۔ شرابین
لنڈھ رہی ہین۔ حکم ہے جسوقت ساغر
منہ سے لگائین توپ سر ہو۔ یہ اُسی
کی آواز ہے۔

اختر مرزا۔ حضور رسم ہی یون ہے۔

جہانگیر۔ ہان۔ ہان۔ کیون نہین ——
مگر میرے دل سے پوچھو کہ میرے سینے
مین کیسا گولہ لگتا ہے۔ گو کہ بچپن سے
مین انھین رسمون مین اتنا بڑا ہوا ہون
تاہم پھر بھی ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ
مقامے دارد۔
اس دخت رز کو خدا غارت کرے
جسنے اسکو منہ لگایا منہ دکھانے کا نرہا۔
اسکی عادت نے ہمکو بالکل حقیر اور ذلیل
کر دیا ہے۔ علانیہ لوگ نفرت ظاہر
کرتے ہین۔ اور کراہیت۔ غیر ملکون کے
باشندون کی نظرون سے ہم نشہ کی طرح
اوتر گئے ہین۔ وہ ہمپر طعن و تشنیع
کرتے ہین اور ہم شربت کے گھونٹ
کی طرح اوتارتے چلے جاتے ہین۔ کان
پر جون تک نہین رینگتی۔ ساری عزت
و آبرو خاک مین مل گئی اور پھر بھی
کان نہین ہوتے۔ سنکتے تک نہین۔
حلال حرام۔ کسی مین تمیز نہین۔ نعوذ باللہ۔

(روح آ پہونچی)

اختر مرزا۔ دیکھیے! دیکھیے! وہ آ پہونچی۔

جہانگیر۔ اللھم احفظنا —— خواہ تم نیک نفس ہو
خواہ شریر النفس۔ تمہارے ارادے
نیک ہون یا بد۔ مگر تم ایسی شکل مین
آئی ہو کہ مجھکو خواہ مخواہ بولنا ہی پڑا۔
مین باز نہین رہ سکتا۔ کیونکہ آپ
میرے باپ ہین اور یہان کے بادشاہ۔
للہ جلد فرمایئے یہ سکوت کیون کیے دیتا
ہے۔ ہم تو اچھی طرح آپ کو کنج مرقد
مین سُلا آئے تھے وہ کیونکر شق ہو گیا
اور اس پوست و استخوان خاک پیرہ مین کیونکر
جان پڑ گئی۔ اور آپ کسطرح نکل آئے۔
یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے! آپ تو مزار مین
بے کھٹکے میٹھی نیند سو رہے تھے یہ اسوقت
سنسان رات مین ڈرانے کو کیونکر
آ پہونچے! یہ ہتھیار کہان پائے! ہم
ضعیف البنیان ہین۔ ملک عدم کی
باتین کیا جانین۔ یا اللہ یہ کیا ہے!

(روح نے جہانگیر کو اشارے سے بلایا)

اختر مرزا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تخلیہ چاہتا ہے اور
آپ سے کچھ کہنا۔

منظفر حسین۔ دیکھیے کس تہذیب سے پاس بلاتا ہے
مگر جایئے گا نہین۔

اختر مرزا۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ دیکھیے برائے خدا

جائیے گا نہین -

جہانگیر - مین کچھ بولون وولون گا نہین - صرف اُسکے پیچھے ہولون گا -

اختر مرزا - للّٰہ کہین ایسا نہ کیجیے گا -

جہانگیر - کیون ؟ آخر ڈر ہی کیا ہے - کچھ ہوا آخر جو کھا جاے گا - یہان جان ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین - جب اسکا ڈر نہین تو یہ جسم چیز ہی کیا ہے - ہوا تو کیا - ہوا تو کیا - روح کو تو کسی طرح کا گزند پھونچ ہی نہین سکتا - دیکھو پھر بُلا رہا ہے - مین تو جاتا ہون بھائی -

اختر مرزا - اور اگر حضور کو اوس نہر کی جانب بہکا لیگیا تو پھر کیا ہوگا - یا اُس پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا جو سمندر کیجانب سر بفلک ہے اور وہان جاکر کوئی ایسی مہیب ڈراؤنی صورت بنگیا جسکو دیکھکر شاید آپ کے حواس بگڑ جائین اور تن بدن کا ہوش نرہے - ذرا خوب سوچ لیجیے اسکے علاوہ وہ جگہہ انسان پر کچھہ ایسا اثر سحر پیدا کرنے والی ہے کہ وہ بیچارہ اپنی پیاری جان کو ضایع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے - نیچے سمندر اگ منہ پھیلاے ہوے ہے -

جہانگیر - دیکھو مجھے ابتک اشارہ کر رہا ہے - اچھا چلو - مین آتا ہون -

منظر حسین - نہین حضور ہرگز نہین جاسکتے -

جہانگیر - چھوڑ دو مجھے میرے ہاتھہ ع ہر کسے مصلحت خویش نکو مے داند -

اختر مرزا - بس بس حضور ہرگز نہین جاسکتے - ہمکو مار ڈالیے تو جائیے -

جہانگیر - میری قسمت مجھے بُلا رہی ہے - میرے بدن کی تمام رگین فولاد کا تار ہوئی جاتی ہین - تم دیکھتے نہین ہو جب سے برابر وہ اشارے کر رہا ہے - بس مجھے آپ چھوڑ دیجیے ورنہ مجھسے بُرا کوئی نہین - مین کہتا ہون ہٹ جاؤ ورنہ مین کچھہ کر بیٹھون گا - چلو چلو مین بھی تمھارے پیچھے آتا ہون -

(جہانگیر اور روح چلے گئے)

اختر مرزا - ہاے اِس کمبخت کو آگا پیچھا کچھہ نہین سوجھتا - کیسی مت پلٹ گئی اِسکی !

منظر حسین - چلو ہم بھی چلین - اسوقت اسکا کہنا ماننا ضرور ہے -

اختر مرزا - اچھا آؤ - دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے -

منظر حسین - آجکل خاندان شاہی کا ستارا گردش مین ہے - ضرور سلطنت پر کچھہ نہ کچھہ آفت آنیوالی ہے -

اختر مرزا - اللہ ہے - جو چاہے سو کرے -

منظر حسین - نہین نہین - چلو اُسکے پیچھے پیچھے چلین -

(چل دیئے)

سین پنجم - چوک کا دوسرا حصہ

(جہانگیر و روح)

جہانگیر- آخر آپ مجھے کہانتک لیجائین گے؟
جواب دیجیے- اب مین آگے بڑھنے کا
نہین-

روح- اچھا بگوش دل سنو-

جہانگیر- بہت خوب- فرمائیے-

روح- فرصت قلیل ہے اور صبح قریب-

جہانگیر- افسوس!

روح- اب تم مجھپر افسوس نکرو- جو کچھ مین
کہتا ہون کان دہر کے سنو-

جہانگیر- مین اپنا عین فرض سمجھتا ہون-
ہان فرمائیے-

روح- ہان- اور بعد سننے کے قصاص کو
بھی ایسا ہی فرض عین سمجھنا-

جہانگیر- کیا فرمایا آپ نے-؟

روح- سنو مین تمھارے باپ کی روح ہون
اور اک عذاب مین گرفتار ہون-
شب بھر تو اسی طرح مارا مارا پھرا
کرتا ہون دن کو ایک آتشخانہ مین
مقید رہتا ہون- جبتک میرے
اعمال مذموم کا کفارہ نہین ہوتا
اسوقت تک مین اسی مصیبت مین
رہونگا- اور راز وہان کے مین تم
سے نہین کہہ سکتا- مگر ہان تم سے
مین ایک اور ایسا قصہ بیان کرونگا
جسکا ایک ایک فقرہ تمھاری روح
کو تلملا دےگا- تحیر سکتے کا عالم
طاری ہوجائیگا- حیرت کے مارے
خون رگون مین جم کے رہجائےگا-
آنکھین غصے سے لال ہو جائینگی- رونگٹا
رونگٹا کھڑا ہو جائےگا- اور چہرے کا
رنگ اوڑ جائےگا- اچھا جہانگیر سنو-
اگر تمکو اپنے پیارے باپ سے کچھ بھی محبت
ہے تو ——

جہانگیر- یا اللہ-

روح- اسکے خون ناحق کا قصاص ضرور لینا

جہانگیر- خون!

روح- ہان بیٹا خون- یونتو ہر خون گناہ ہو
مگر یہ خون ایسا ہوا ہے کہ کبھی نہوا ہے
نہو گا-

جہانگیر- للہ جلد بتائیے- اب جہانگیر کو تاب نہین
غصے سے برا حال ہو رہا ہے- اس
قصاص لینے کے لیے میرے ہاتھ پانون
مین برق اور تصور کی سی سرعت
آگئی ہے-

روح- مین دیکھتا ہون کہ واقعی تم اپنا فرض
خوب سمجھتے ہو- مگر دیکھو ایسا نہو کہ یہ خون کا
جوش جو اسوقت اس شدت سے موجزن
ہے تھوڑی دیر مین تالاب کے پانی
کی طرح ساکت ہو جائے- اچھا جہانگیر
سنو- ایک زمانہ مین یہ خبر مشہور کر دیگئی
تھی کہ باغ مین سوتے وقت مجھے ایک
سانپ نے کاٹ لیا- مگر بیٹے تمھین نہین
معلوم کہ جس سانپ نے تمھارے پیارے
باپ کو ڈسا وہ اب اسی کا تاج سر پر

رکھے ہوے ہے۔

جہانگیر۔ ہاے یہ چچا !۔

روح۔ ہان ہان وہی بدکار۔ وہی فسق و فجور کا پتلا۔ اسی خبیث النفس نے خدا جانے کس کس فریب و دغا سے اور کیا کیا لالچ دے کر میری ملکہ کو جو کیسی نیک باطن اور پارسا معلوم ہوتی تھی اپنا کر لیا۔ بیٹا جہانگیر۔ ہاے یہ دغابازی اور بیوفائی اُس شوہر سے جو اسکو جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ ہاے صدمہ تو اسکا ہے کہ ایسے منحوس اور کمبخت پر مائل ہوئی جو مجھسے کسی بات مین اچھا نہین۔ سچ ہے کہ سچی عفت کو شش کے سامنے اگر فرشتہ بھی اُتر آئے اور اپنے زہرہ فریب ناز و انداز سے اُسکو لبھانا چاہے تو بھی اُسکو ہرگز لغزش ممکن نہین۔ اسی طرح بدکار عورت چاہے اُسکا شوہر یوسف ثانی ہی کیون نہو مگر وہ اپنی بازی سے کبھی نہ چوکے گی۔ خواہ غیر شخص حبشی ہی کیون نہو۔ ٹھہرو ! ٹھہرو ! مجھے نسیم سحری کی بو آتی ہے صبح قریب ہے۔ لہذا مین اختصار کرتا ہون۔ مین حسب معمول اپنے باغیچے مین سہ پہر کو بے کھٹکے سو رہا تھا کہ اتنے مین تمھارا چچا پوشیدہ ایک زہر کی شیشی لیے ہوے آیا اور میرے کانون مین اُسے چھوڑ دیا۔ بس اُسکے چھوڑتے ہی میرے تمام جسم کا خون دہی کی طرح بالکل جم گیا۔ اور میرے بدن کی کھال درخت کی چھال کی طرح کھُردری ہو گئی بعینہ جذام کی سی کیفیت۔ بس اسطرح اوس کافر نے سوتا پا کر مجھ پر یہ ستم ڈھایا اور ہاے میری جان۔ میری ملکہ۔ میرا تاج و تخت سب چھین لیا۔ خیر یہ تو ہے ہی۔ قیامت یہ ہوئی کہ دم آخر مین خدا کے سامنے توبہ و استغفار بھی نکر سکا۔ اعمال بد کی گٹھری سر پر لادے گرتا پڑتا عدم کو سدھارا۔ افسوس ! صد افسوس !! اگر تمکو کچھ بھی محبت ہے تو اس تاج و تخت کو اس پلید و نابکار سے پاک کر دو گے لیکن ایک بات یاد رہے کہ یہ عوض اُس سے جس طرح چاہے لینا مگر اپنی مان کو اذیت نہ پہونچانا۔ اُسکو حشر پر چھوڑ دو اور اُسکے دل کو خار انفعال سے چھلنی ہونے دو۔ اچھا بیٹا اب مین رخصت ہوتا ہون۔ جگنوؤن[1] کی چمک دھیمی ہو چلی۔ چڑیون کی آواز آنے لگی۔ صبح صادق کے آثار نمایان ہین۔ خدا حافظ۔ دیکھو بیٹا بھول نہ جانا۔

(چلا گیا)

جہانگیر۔ اے آسمان ! اے زمین ! اور اے جہنم ! تو بھی شاہد رہنا۔ اے دل ! بس

[1] جگنوؤن کے جسم الیسے بخارات سے مرکب ہوتے ہین کہ شعاع آفتاب اور روشنی کے ساتھ بجھ جاتے ہین +

اب یہی وقت امتحان ہے - اپنی
جرات وہمت دکھلا دے - اے رگون
تار تو لا دھو جاؤ - بھول نہ جانا !
حشر تک - نہین - جبتک اس پریشان
دماغ مین حافظہ باقی ہے ایسے
مظلوم وستم رسیدہ کو بھولنے کا
نہین - خدا شاہد ہے - مین اپنی لوح
حافظہ سے تمام کتابون کے مسئلے -
تمام شکلین - تمام تجربے - مٹا کر
صرف ایک تیرا ہی نقش حکم رکھونگا
اے کمبخت عورت - مٹنے بدکردار !
ہان وہ بات مجھے نہ بھول جانا چاہیے
کیا ؟ "بھول نہ جانا !" -

مظفر حسین واختر مرزا - (اندر سے)
حضور شاہزادی صاحب !

مظفر - شاہزادے -

اختر مرزا - خدا رحم کرے -

جہانگیر - آمین !

اختر مرزا - حضور ! حضور !

جہانگیر - ہان - اللہ - اللہ -

(اختر مرزا و مظفر پہونچے)

مظفر - کیون حضور کیا تھا ؟

اختر مرزا - ہان بتلایئے تو کیا تھا ؟

جہانگیر - کیا کہون - سا -

اختر مرزا - یا میرے اللہ بتلایئے تو سہی ؟

جہانگیر - نہین تم مشہور کردوگے -

اختر مرزا - مین آپکے نمک کی قسم واللہ
حشر تک نہین -

مظفر - افسوس ! ہماری نسبت یہ بدگمانیان

جہانگیر - اسکی قدرت ہے ! بھلا انسان کے
وہم وگمان مین بھی کبھی آسکتا ہے
مگر دیکھو بھائی افشائے راز نہو -

اختر مرزا و مظفر - واللہ - باللہ نہین - حضور
کے کہنے کی باتین ہین -

جہانگیر - شہر سبز مین جو بدمعاش ہے وہ
نامعقول ہے !

اختر مرزا - اے حضور یہ ایسی کیا بات تھی جو روح
اسکے لیے قبر سے کہنے دوڑی آتی -

جہانگیر - ہان یہ بھی ٹھیک ہے - تم بھی سچ کہتے
ہو بھائی - اسلیے مین بہتر سمجھتا ہون
کہ فضول وپیچیدہ باتون کو ترک کر رکھون
بس آپ اپنے کام کو تشریف لیجائین
اور مین اپنے کام کو -

اختر مرزا - حضور واللہ یہ تو قیامت کی وحشت آمیز
اور ملال انگیز گفتگو ہے -

جہانگیر - مجھے افسوس ہے کہ یہ باتین آپ کو
ناگوار گذرین -

اختر مرزا - جی - نہین نہین -

جہانگیر - نہین کیا واللہ ضرور گذرین اور مین
بھی اسی قابل - تم اسوقت کسے واقعہ
کو کہتے ہو ؟ اچھا سنو - وہ روح نیک
تھی - مگر دقت یہ ہے کہ اسنے بتلانے
کی سخت ممانعت کردی ہے - اور مین
بھی امید کرتا ہون کہ تم بھی اسکو یونہی

رہنے دوگے۔ چونکہ تم میرے دوست
ہو۔ عقیل ہو۔ فہیم ہو۔ اسلیے ــــ
اختر مرزا۔ آخر کچھ فرمائیے توسہی۔ ہم سب
حاضر ہین ۔
جہانگیر۔ آج کے واقعہ کا راز افشا نہو۔
اختر مرزا / مظفر حسین } حضور خاطر جمع رکھین۔ ہرگز نہین
جہانگیر۔ اون ہون! قسم کھائیے۔
اختر مرزا۔ حضور۔ حشر تک نہ کہونگا۔
مظفر حسین۔ قیامت آجاے مگر زبان سے
نہ نکالون۔
جہانگیر۔ اچھا میری تلوار کی قسم کھاؤ۔
مظفر حسین۔ اور قسم تو ہم کھا ئی چکے ہین۔
روح۔ (زمین کے نیچے سے) نہین۔ قسم کھاؤ۔
جہانگیر۔ اللہ۔ اللہ۔ یہ بات۔ آپ بھی موجود
ہین۔ سُنتے ہو۔ کہان سے آواز
آتی ہے! زمین کے اندر سے! اچھا
توقسم کھاتے ہو۔؟
اختر مرزا۔ اچھا فرمائیے۔ کس کی قسم کھائین۔
جہانگیر۔ اس تلوار کی قسم کھائیے کہ آج کے
واقعہ کا حال کسی سے نہ کہینگے ۔
روح۔ (زمین کے نیچے سے) قسم کھاؤ۔
جہانگیر۔ یا اللہ! یہان بھی موجود۔ اچھا ہم
یہان سے بھی ہٹے جاتے ہین۔ آئیے
صاحب یہان آئیے۔ اور میری تلوار
پر ہاتھ رکھیے اور قسم کھائیے کہ آج کے
واقعہ کا حال کسی سے نہ کہینگے ۔

روح۔ (زمین کے نیچے سے) قسم کھاؤ۔
جہانگیر۔ کیا خوب۔ ع بہر زمین کہ رسیدیم
آسمان پیداست۔
اختر مرزا۔ یا اللہ! یہ کیا!۔
جہانگیر۔ اختر زمین و آسمان مین ایسی ہزارون
باتین ہین جو فلسفہ کے خواب و
خیال مین بھی نہین گذرتین۔ ؎
دنیا ہمہ آئینۂ حُسن ازلی ست
مے باید دید و دم نمے باید زد
اچھا آؤ۔ اس قسم کی شرم رہے۔
اب چاہے کیسی ہی تعجب انگیز ہو
مجھے تو کسی نہ کسی طرح نباہنا چاہیے
مین دیکھتا ہون کہ مجنون اور دیوانہ
بننا پڑے گا۔ مگر دیکھو ایسا نہو کہ تم
مجھے سر جھکائے یا سر ہلاتے دیکھ کر
کنایتاً یا اشارتاً کچھ زبان سے
نکال بیٹھو جس سے یہ مترشح ہو کہ تم
میری نسبت کچھ جانتے ہو مثلاً تم
بے تحاشا کہہ اُٹھو۔ "ہم خوب
مے شناسیم" "یا ہم مانتا ہون واللہ"
ایسے ایسے کلمات کا ذرا خیال رہے۔
اچھا اب قسم کھائیے۔
روح۔ (زمین کے نیچے سے) قسم کھاؤ۔
جہانگیر۔ صبر کر۔ اے مضطرب روح صبر کر۔
(اوتھون نے قسم کھائی)
میرے دوستو مجھکو تمھاری محبت پر
ناز ہے۔ یہ فقیر جہانگیر تمھارا شکریہ

ادا نہین کرسکتا۔ مگر ہان خدا نے چاہا تو اسکا صلہ ——— ٹھہریئے ہم سب ساتھ ہی ساتھ چلینگے۔ اگر تبہ مین پھر تمسے نہ سیتے کہتا ہون کہ فدا ہون پر پھر خاموشی رہے کیونکہ زمانہ برسر جنگ ہے۔ ارے کم بخت اخیر آئیے ہم آپ سب ساتھ ہی چلین۔

(چلدیئے)

باب دوم

سین اول۔ مرزا آغا حسن کے قصر کا ایک کمرہ

مرزا آغا حسن و کریم بخش

مرزا صاحب۔ کریم بخش یہ روپیہ اور ہنڈوی اُنکو دینا۔

کریم بخش۔ بہت بہتر۔ خداوند نعمت۔

مرزا صاحب۔ ارمیان کریم بخش۔ ایک بات کرو تو ہم نہایت ہی خوش ہون۔ پیشتر تم یہ کرنا کہ ادھر ادھر اُنکے چال چلن کی ٹوہ لینا۔ دیکھو لوگ کیا کہتے ہین۔ اسکے بعد اُنکے پاس جانا۔

کریم بخش۔ حضور یہ تو مین پہلے ہی سے سوچے بیٹھا تھا۔

مرزا صاحب۔ شاباش۔ ہان تو پہلے اسکو ضرور دریافت کرلینا کتنا خرچ ہے کن لوگون مین آنا جانا ہے اور کس کس سے محبت ہے۔ بلکہ اسکے ملنے والون سے پہلے تم ملنا۔ اور باتون باتون مین اُسکا حال اسطور پر دریافت کرنا کہ گویا تم اوسکے حالات سے ناواقف ہو۔ مگر دیکھو ذرا احتیاط رہے۔ کہین موقع سے اُسکی بُرائی بھی کردینا تاکہ لوگونکو اوسکی بُری عادتون کی نسبت کہنے کا موقع ملے۔ کہین کہنا کہ مزاج خراب ہے۔ کسی جگہ ظاہر کرنا کہ عیش پسند ہے۔ غرضکہ اسی قسم کی باتین کرنا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ سب باتین ایسی ہون کہ اُسکی عزت مین فرق نہ آئے۔

کریم بخش۔ جی ہان حضور مین سمجھا۔ جیسے عیش و نشاط۔ جلسے۔ تماشے۔ وغیرہ جنکا شوق جوانون مین اکثر پایا جاتا ہے اور جن باتون سے آجکل کچھہ بیعزتی بھی نہین ہوتی۔

مرزا صاحب۔ ہان ٹھیک۔ ٹھیک۔ یا جیسے

لڑائی جھگڑے وغیرہ - اس سے یہ ہوگا
کہ لوگ جو کچھ اُسکی بابت جانتے ہونگے
فوراً کہد ینگے - اُسکے چال چلن کا
حال آپ ہی معلوم ہو جائے گا -

کریم بخش - جی ہان حضور مین سمجھا -

مرزا صاحب - اچھا خدا حافظ !

کریم بخش - آداب عرض ہے -

مرزا صاحب - دیکھو خوب پوشیدہ طور سے -

کریم بخش - بہت مبارک حضور -

مرزا صاحب - اور ہم اسکو (منصور) تم روکنا
تو نامناسب - اُسکی مطلق العنانی اُسکا
چال چلن دریافت کرنے کے لیے
بہت مفید ہے -

کریم بخش - بجا ہے پیر و مرشد -

مرزا صاحب - اچھا خدا حافظ ! (کریم بخش چلا گیا)

مہر بانو آئی

کیون کیا ہے ؟

مہر بانو - اُفوہ - ابا جان میرے حواس ٹھکانے
نہین -

مرزا - کیون کیون کیا ہوا ؟

مہر بانو - کیا عرض کرون - مین اپنے کمرے مین
بیٹھی کاڑھ رہی تھی - دیکھتی کیا ہون
کہ شاہزادہ جہانگیر بدحواس ننگے سر
ننگے پاؤن - میلا کچیلا انگرکھا - بند
ٹوٹے ٹاٹے - چہرے کا رنگ فق -
منہ پر ہوائیان چھوٹتین - آنکھین
پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے لٹ پٹی چال سے
میرے کمرے مین در آتے چلے آئے مین

مرزا صاحب - کیا تمھاری وجہ سے ؟

مہر بانو - خدا جانے یا شاید !

مرزا - اچھا تو کیا کیا ؟

مہر بانو - اُنھون نے میرا پہونچا پکڑ لیا اور
زور سے تھامے رہے - تھوڑی دیر
کے بعد بہت گھبرائے ہوئے - پھر دوسرا
ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھ لیا اور میری
طرف ٹکٹکی باندھ کے دیکھتے رہے
جیسے کوئی تصویر بے زبان ہو - تھوڑی
دیر تک اسی طرح کھڑے رہے - آخرکار
آہستہ سے میرا ہاتھ ہلایا اور پھر
اپنے سر کو جنبش دی - ہچکی سی
ایک ٹھنڈی سی سانس بھری گویا
تو سمجھی جسم کا بند بند ٹوٹ گیا
مگر زنجیر گسستہ آخرکار میرا پہونچا
چھوڑ کر چلے مگر چلتے تو اسی طرح
پشت دروازے کی جانب اور رخ
میری جانب -

مرزا - (دل مین) یہ تو سب جنون عشق ہے
بلا شک جب عشق درجۂ اعتدال
سے متجاوز ہوا - جنون ہو جاتا ہے
اور انسان کو بالکل مسلوب العقل
و مفقود الحواس کر دیتا ہے -
افسوس ! کیون ان دنون تمھاری
زبان سے اُنکی شان مین کوئی
سخت کلامی تو نہین ہوئی -

مہر بانو- نہین تو ابا جان- لیکن آپ کے ارشاد کی تعمیل ضرور کی- اُنکے نامہ وپیام اور اُنکی آمد ورفت یک قلم موقوف کر دی تھی-

مرزا- (دل مین) بس اسی نے اُسکو دیوانہ کر دیا- لاحول ولا- ہم اتنا نہ سمجھے تھے سخت غلطی ہوئی- مین اُسکی محبت کا ٹھیک اندازہ نہ کر سکا- خدا اس کمبخت شبہہ کو غارت کرے- واللہ باللہ- بہت درست ہے- خیر الامور اوسطہا- سچ ہے جو خیال اپنی حد سے بڑھا وہ مٹا ہوا- اس زمانے مین بڈھون کی احتیاط جوانون کی بے پروائی کے درجے پر پہونچگئی ہے- آؤ اچھا جہان پناہ کی خدمت مین چلو- اُن سے ضرور اسکا اظہار کر دینا چاہیے- اس موقع پر اظہار اخفا سے مناسب تر ہے کیونکہ اخفا شاید زیادہ قہر وغضب کا باعث ہو- اچھا لے آؤ-

---

سین دُوم قلعہ کا ایک کمرہ

بادشاہ- ملکہ- خواجہ ہاشم- میر صفدر حسین ودیگر ملازمان

بادشاہ- کہیے سب خیریت- آپ کو یاد کرنیکا سبب یہ ہے کہ ایک تو آپ کے دیکھنے کو بہت جی چاہتا تھا- دوسرے ایک خاص امر ضروری تھا- آپنے جہانگیر کے تغیر مزاج کا حال سنا ہی ہوگا- مین اُسکو تغیر کہتا ہون کیونکہ اُسکے جسم ودماغ مین پیشتر سے ایسا انقلاب ہوگیا ہے کہ کچھ کہا نہین جاتا مین ایک عجیب شش وپنج مین ہون- یہ نہین کھلتا کہ اس خلل دماغ کا باعث کیا ہے- میری سمجھ مین تو یہ آتا ہے کہ باپ کے صدمہ نے اُسکی یہ گت کر دی ہے اسلیے آپ سے مین نہایت منت سے کہتا ہون چونکہ آپ بچپنے سے اُسکے ساتھ رہتے کھیلے کودے- اور اُسکی خو بوسے اچھی طرح واقف ہین- آپ دربار مین کچھ دن قیام فرمائیے- اُسکے ساتھ ہل مل سے رہیے- کھیل تماشہ مین مشغول کیجیے- اور اس بات کی ٹوہ رکھیے کہ کون صدمہ ہے- تاکہ ہم اُسکے علاج کی فکر کرین-

ملکہ- ہان ہان آپ کا تو وہ اکثر ذکر کیا کرتا تھا- مین خوب جانتی ہون جتنی آپ دونون صاحبون سے وہ محبت رکھتا ہے اور کسی سے نہین- اگر آپ براہ عنایت اس کار خیر مین کوشش کیجیے گا تو اسکا صلہ حضور سے کافی پائیے گا-

خواجہ ہاشم- ہم حضور کے بندہ بندگان ہین

خادمانِ بارگاہ کا حکم بسر وچشم بجالانے
کو مستعد ہین - حضور منت کے لفظ
سے ہمین کیون شرمندہ فرماتے ہین -

صفدرحسین - ہم ہر طرح سے فرمانبردار ہین -
تعمیل حکم مین اگر جان درکار ہو
تو مین فخر اور سعادت ہے -

بادشاہ - مین اسکا شکریہ ادا نہین کر سکتا -

ملکہ - مین نہایت ممنون ہوئی - میری تمنا
یہ ہے کہ آپ اسی وقت جہانگیر کے
پاس جائیے -

اچھا (نوکرون کی طرف اشارہ
کرکے) تین چار آدمی آپ کے ساتھ
شہزادہ کے یہان جائین -

خواجہ - خدا کرے ہماری صحبت وتدابیر
شاہزادے کو اصلاح پر لے آئین -

ملکہ - آمین - (خواجہ ہاشم وصفدر حسین
مع چند خادمون کے گئے)

(مرزا آغا حسن آئے)

مرزا - حضور دولت آباد سے سفیر شادان
وخندان واپس آئے ہین -

بادشاہ - تم ہمیشہ خوشخبری لاتے ہو!

مرزا - یہ حضور کی قدر شناسی ہے - مین کس
قابل ہون - کمترین بندگان حضور
ہون - اور اپنے فرض کو اپنی جان
کے برابر سمجھتا ہون - خداوندین
شاہزادہ جہانگیر کے جنون کی خبر کو
بھی پہونچگیا - اسکا مجھے یقین

واثق ہے اور اگر غلط ہو تو آج سے
مین مزاج شناس نہین -

بادشاہ - ہان بالعنقد جلد بیان کرو -

مرزا - پیشتر سفیرون کو حضوری مین آنے
بجا لانے کا حکم ہو - اُس بادہ پیمائی
کے بعد یہ نقل ہو تو بہتر ہے -

بادشاہ - اچھا تمھین اُنکی عزت افزائی کرو -
اور لے آؤ -

(مرزا گئے)

ملکہ یہ کہتے ہین کہ وہ تمھارے جہانگیر
کے جنون کی، تم کو پہونچگئے -

ملکہ - میرا دل کہتا ہے کہ سوائے اُس اصلی سبب
کے اور کوئی نہین - وہی اُسکے
باپ کا انتقال اور ہمارا جھٹ پٹ
عقد -

بادشاہ - دیکھیے! پہلے مجھے اچھی طرح پوچھ
پاچھ لینے دیجیے -

مرزا صاحب - اکبر علی - امیر احمد آئے

خوش آمدید - کہیے شاہ اکبر آباد کے
پاس سے کیا خبرین لائے -

اکبر علی - حضور جیسے ہی ہمنے عرض کیا اور حضور
کا نقشہ دیا - حضرت نے فوراً قطعی حکم
دیا کہ فوج کی بھرتی موقوف وہ
سمجھتے تھے کہ یہ طیاریان ترکستان
پر ہو رہی ہین - اُنکو اپنے بھتیجے کے
کرتوتون کی کانون کان بھی خبر نہ تھی
مگر جب بخوبی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ

یہ سب سامان حضور کے آگے [illegible] پر
حملہ کرنے کے لیے [illegible] بہت سخت
افسوس ہوا۔ اور یہ خیال کر کے کہ
[illegible] اور حقیقت
سمجھ کر یہ [illegible] آگ بگولا
ہوگئے اور فی الفور شاہزادے کی
حراست کے [illegible] حکم دیا۔ قصہ مختصر
شاہزادہ [illegible] صاحب حاضر ہوئے۔
حضرت نے بہت سخت سست کہا۔
شاہزادے نے اپنے حرکات سے معافی چاہی
اور فسخ [illegible] کیا۔ اس سے حضرت
بہت شاد ہوئے اور فرط خوشنودی
سے شاہزادے کو ہزار سالانہ آمدنی کی
جاگیر عطا فرمائی اور ترکستان پر
حملہ کی اجازت دی۔ جب پہنچا حضور
کی خدمت مین آئین (ایک خط
دیکر) یہ التجا کی ہے کہ براہ عنایت
اُس فوج کو اپنے ملک مین ہو کر [illegible]
مندرجہ جانے کی اجازت دیجیے تو
بغایت ممنون ہونگا۔

بادشاہ۔ کیا مضائقہ ہے۔ فرصت کے وقت
اسپر غور کرکے جواب تحریر کیا جائیگا۔
ہم آپ کی اس خیرخواہانہ خدمت کا
شکریہ ادا کرتے ہین۔ اچھا اب اسوقت
آپ جا کر آرام کیجیے شب کو شریک
خاصہ ہوجیے گا۔
(اکبر علی و امیر احمد گئے)

مرزا۔ الحمد للہ۔ اس معاشقہ کا انجام خاطر خواہ
ہوا
حضور اس بات پر بحث کہ شہزادہ [illegible] کیا
ہے اور فرض کیا چیز ہے دن
کیون ہے اور رات رات کیون ہے
محض تضییع اوقات ہے اور چونکہ
انتصار جان فرسا ہے طوالت
محض بیکار۔ اسلیے مائل بہ اختصار
ہوتا ہون۔
حقیقت یہ ہے کہ مرشدزادے مجنون
ہین مین مجنون کہتا ہون کیونکہ
اگر جنون کی تعریف کیجائے تو محض
جنون ہے۔ پیر مرشد ..

ملکہ۔ وقت اظہار لیاقت نہین ہے۔ اصلی
بات کہیے۔

مرزا۔ قسم ہے اوسی پروردگار کی جسنے اک
نفس پاک سے تکوین عالم کی شمع
خورشید روشن کرکے تمام انجمن کائنات
کو منور کیا۔ اظہار لیاقت میرا وتیرہ
نہین انکا مجنون ہونا صحیح اور صحیح
ہونا قابل افسوس۔ اور افسوس یہ ہے
کہ صحیح ہے۔ خیر اسکو زیادہ طوالت
نہین دیتا۔ کیونکہ اظہار لیاقت میرا
شیوہ نہین۔ بہرحال حضور یہ فرض
کرلین کہ وہ مجنون ہین۔ اب باقی
رہی اسکی وجہ یا یون کہیے کہ اسی
نقص کی وجہ کیونکہ یہ جنون بذاتہ

ایک نقص ہے - اچھا اسکو بھی جانے
دیجیے - اب باقی ماجرا یہ ہے کہ میری
ایک لڑکی ہے - حضور خیال فرمائیے
تا وقتیکہ میرے پاس ہے میری ہے
گو لڑکی دوسرے ہی گھر کی کہلاتی
ہے - اُسنے اپنا فرض عین اور سعادتمندی
جان کے مجکو یہ دیدیا ہے - جہان پناہ
خود ملاحظہ فرمائیں -
(پڑھنے لگا)

ای چارہ گر مریض بیتاب | ای نور فزای چشم بیخواب
مرہم نہ زخمہاے عاشق | درد دیدہ عاشق و دوای عاشق
ای نبض شناس جان مضطر | ناسور زدای دیدہ تر
ای مایہ لطف زندگانی | جان بخش وفای جاودانی
دھیان آپکا اندنون کدھر ہے | کچھ حال کی میری بھی خبر ہے
اب عشق ہوا ہے مہربان پھر | بیتاب ہے جان ناتوان پھر
پھر داغ کہن ہے تازہ و تر | پھر زخم جگر بنے ہے دلبر
پھر چشم ہے خون فشان و خونبار | پھر چہرہ بنا زعفران زار
پھر دیدہ تر ہے وقف اماں | پھر ہاتھ ہے مائل گریبان
پھر ناوک درد دل نشین ہے | پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر ہے تہ ہی پیچ و تاب دلکو | پھر ہے وہی اضطراب دلکو
پھر ہمدم و ہم نفس ہوئی آہ | دمساز ہے نالۂ سحرگاہ
گستاخ ہے آہ خون چکان پھر | منہ لگنے لگا ہے کچھ فغان پھر
غم کرنے لگا ہے غمگساری | دیتی ہے قرار بیقراری
پھر کوچۂ یار کی ہوس ہے | پھر گرم سے واسطے نفس ہے
پھر دل مین مرے لگی ہے آتش | نالہ سی برس رہی ہے آتش
پھر جھڑنے لگے شرار مین سخن سے | پھر اٹھنے لگے ہین شعلے دہن سے
دریاب کہ خاک خوردہ غم | ہم آتش بدماغ زدہ جنونم
دریاب کہ من ز دست رفتم | دریاے امید پست رفتم
دریاب کہ بردم انتظار است | ایجان و جہان ہمہ نثارت
این نامہ کہ غم نگار عشق است | گلدستۂ نو بہار عشق است
این خط کہ ز دل نہفتہ راز است | از من بسوے تو صد نیاز است
این نغمہ ترکہ در نورد است | یک نالہ بصد ہزار درد است
بپذیر خروش این جرس را | عذر یست درازی نفس را
کوتاہ کنم سخن کزین بیش | وصل است جواب نامۂ ویش

"پیاری مہربانو مین شعر و شاعری کے
کوچہ سے بالکل نابلد و بیگانہ ہون -
اسکی وساطت سے عشر عشیر حزن
والم بھی ادا نہین ہوسکتا - مگر تم
اسکو صحیح سمجھ لو کہ میری محبت سچی ہے
اور تمکو از حد چاہتا ہون ع

مین وفادار ہون خدا کی قسم | تیری حسرت فزا جفا کی قسم
بیوفا بندۂ خدا اگر ہون | لیک تجھسے پھرون تو کافر ہون

تادم زیست تمھاری محبت کا اسیر
خستہ جگر جہانگیر"
بانو نے یہ بمقتضاے سعادتمندی مجھے
دکھلا دیا اور علاوہ برین جو جو محبت آمیز
کلمات شاہزادے کی زبان گل فشان
سے نکلے تھے وہ سب بھولے پن سے
دوہرا گئی -
بادشاہ - پھر جہانگیر کی محبت کو تمنے کیسے
برتا -
مرزا - آخر جہان پناہ مجھے کیا خیال فرماتے ہین
بادشاہ - وفادار و وضعدار -
مرزا - (مودب آداب بجا لا کر) انشاءاللہ

مین اسکا ثبوت دونگا۔
یہ تو مین نے پہلے ہی جان لیا تھا
کہ اِن دونون مین مراسم دوستی
کے حد سے بھی متجاوز ہین۔ پھر اگر
مین انکی محبت کا بازار گرم دیکھکے
چشم پوشی کرتا اور اپنے تئین صم بکم
بنا دیتا تو فرمایئے غلام کو حضور کیا
خیال فرماتے۔ مینے قطع تعلق کیواسطے
بانو کو نہایت احتیاط سے سمجھا دیا
کہ کہان وہ کہان تم۔ تمھارے راجگے
مین وہ ستارا خانۂ ازدواج مین
نہین پڑا۔ عقل بھی کوئی چیز ہے۔
مناسب کہ ان سے بالکل ترک تعلق کردو
خبردار۔ خبردار۔ نامہ و پیغام یکقلم
موقوف۔ تحفے تحائف لیے تو تم جانوگی
تو خداوند اس روک ٹوک کا یہ نتیجہ
ہوا کہ شہزادے دل ہی دل مین گھٹنے
لگے اندوہ و غم کی گھنگھور گھٹا
دل پر چھا گئی خواب و خور نے استعفا
دیدیا۔ ضعف و ناتوانی نے اپنا
عمل کرلیا۔ یبوست نے ایسی ہوا
باندھی کہ چراغ عقل گُل جنون
کے سامان بالکل۔ اب ہم سب کے
سب رو دھو رہے ہین۔
بادشاہ۔ کیون تم کیا کہتی ہو؟
ملکہ۔ کیا تعجب ہے۔
مرزا۔ اے حضور بھلا کبھی ایسا بھی ہوا ہے
کہ جس بات کو مینے کہہ دیا کہ یون ہے
اور پھر وہ ویسی نہ نکلی۔
بادشاہ۔ ہان ہمین تو یاد نہین۔
مرزا۔ (اپنے سر اور کاندھے کی طرف اشارہ
کرکے) اسکو اس سے جدا کرڈالیے
اگر یہ بات نہو۔ یہ کیا معنے کہ واقعات
سے مجھے ذرا بھی ٹوہ ملے اور مین تہ
کو نہ پہونچ جاؤن چاہے وہ تحت الثری
ہی مین کیون نہو۔
بادشاہ۔ بھلا یہ تو بتلایئے اگر ہم اسکا امتحان
کرنا چاہین تو کسطرح کرین؟
مرزا۔ شاید حضور کو معلوم ہوگا کہ وہ اکثر
چار چار گھنٹے برابر اس دالان مین
ٹہلا کرتے ہین۔
ملکہ۔ ہان ہان بیشک۔
مرزا۔ تو مین یہ کرونگا کہ اُسوقت مہربانو
کو اُنکے پاس باتین کرنے کو بھیجدونگا
ہم آپ اس پردہ کے پیچھے چھپ رہین
اور دیکھین کیا ہوتا ہے اگر وہ اُسپر
مفتون نہون اور اسی سبب سے
مجنون نہون تو آج سے مین مدبر
نہین بلکہ کندۂ ناتراش۔
بادشاہ۔ بہتر ہے۔
ملکہ۔ اے دیکھو وہ کچھ پڑھتا چلا آتا ہے۔
مرزا۔ ہان حضور ہٹ جائین۔ اللہ جلد
ہٹ جائین اور ملاحظہ فرمائین کہ
مین کسطرح چھیڑتا ہون۔

(بادشاہ- ملکہ- نوکر چلے گئے)

(جہانگیر پڑھتا ہوا آیا)

حضور کا مزاج عالی ؟

جہانگیر- شکر ہے-

مرزا- حضور مجھے جانتے ہین-؟

جہانگیر- اجی خوب- آپ ماہی فروش ہین

مرزا- جی نہین- حضور کو سہو ہوا-

جہانگیر- کاش آپ ایماندار ہوتے-!

مرزا- ایماندار!

جہانگیر- جی ہان مین جو عرض کرتا ہون
ایماندار فی زمانا دس ہزار مین
کہین ایک-!

مرزا- اسمین تو کوئی شک نہین حضور-

جہانگیر- شیطان کے گھر مین ولی- آپکے
ایک لڑکی بھی تو ہے!

مرزا- جی ہان حضور ہے-

جہانگیر- اچھا تو اسکو ہوا سے بچانا- آفتاب
مین نہ آنے دینا کہ اسمین نمو کی
قوت زیادہ ہے- ایسا نہو کہ بارور
ہو جائے جو اور ہی گل کھلے اور پھر
کسی اور بات پر محمول ہو-

مرزا- (دل مین) واقعی خلل دماغ ہے- تاہم
بانو کا خیال ہے مگر مجھے نہین پہچانا-
ماہی فروش بتلاتا ہے- بلاشک
جنون عشق بڑھا ہوا ہے- سچ ہے
مین بھی عنفوان شباب مین قریب
قریب اسی حالت کو عشق کے ہاتھون
پہونچ گیا تھا- پھر کچھ ذکر
چھیڑنا چاہیے- حضور یہ کیا پڑھ رہے
ہین ؟

جہانگیر- ایک مضمون ہے-

مرزا- مطلب-؟

جہانگیر- مجھسے آپ سے نا- کچھ نہین-

مرزا- جی نہین- اسکا کیا مطلب ہے-؟

جہانگیر- ہجو لکھتا ہے کم بخت کہ بڈھون کی
ڈاڑھی سن کی طرح ہوتی ہے
ناک کے اسطرف اسطرف جو دو
سوراخ ہوتے ہین انمین بھنگے
بھرے رہتے ہین- چہرہ پر اُتو کیا
ہوتا ہے- عقل طاقت کی طرح
دھتا بتا جاتی ہے- پنڈلیان
سوکھ کے کانٹون سے ہم پلو ہوتی ہین
سر گھڑی کا لٹکن بنجاتا ہے- اسمین
کوئی شک نہین کہ یہ سب باتین ٹھیک
مین تول تول کے لکھی ہین مگر تسپر
بھی تو آخر ہے کوئی چیز بڈھون کو
ایسے سخت الفاظ نہ کہنے چاہیین

مرزا- (اپنے دل مین) چاہے یہ جنون ہی
کیون نہو مگر غضب کی چٹکیان لیتا
ہے- خداوند ہوا اور دھوپ سے
تو بچ جائے-

جہانگیر- تو کیا قبر مین چلا جاؤن-!

مرزا- سچ ہے- (اپنے دل مین) کیا بات کہی ہے
بعض وقت اسکے جواب غضب کے

ہوتے ہین - کیا برجستہ کہا ہے واقعی
یہ جنون ہی کا حصہ ہے عقل سلیم
ہزار سر مارے نہ لاکھہ جگر کھائے
مگر یہ ممکن ہی نہین - خیر اب یہ
فکر ہونا چاہئے کہ اسکا اور بانو کا
آمنا سامنا ہو جائے اچھا اب
حضور رخصت مانگتا ہون

جہانگیر - وہ مانگنا، کوئی اور بیکار چیز تو میرے
پاس ہی نہین جو آپ کو دون ہان
جان حاضر ہے - آپ مجھ سے کچھہ
نہین مانگ سکتے -

مرزا - خداوند آداب عرض ہے -

جہانگیر - جان ضیق مین ہے کمبخت کے
مارے - جب آتا ہے - کان کھاجاتا ہے

(خواجہ ہاشم میر صفدر حسین آئے)

مرزا - آپ شہزادے کی تلاش مین ہین - دیکھیے
وہ ہین -

خواجہ ہاشم - آپ کے نہایت ممنون ہوے -
(مرزا گئے)

صفدر حسین - حضور عالی !

خواجہ - شہزادے صاحب !

جہانگیر - شفقی - مزاج لطیف -

خواجہ - شکر ہے اعتدال پر ہے -

میر صفدر حسین - اسمین خوش ہین کہ خوشی
و خرمی درجۂ اعتدال سے متجاوز
نہین - نہ کلغی تاج رہتا ہین -

جہانگیر - اور نہ کفِ پاپوش دولت -

خواجہ - جی ہان حضور نہ یہ نہ وہ - وسطے مین

جہانگیر - یہ فرمائیے تو آپ تاف و دولت ہین
یعنے اسکی عنایتون سے محیط - آشنا ہے
دولت -

میر صفدر حسین - جی نہین خادم سمجھیے یا خانہ زاد
حضور -

جہانگیر - ہان بلا تکلف ہمیشہ کہا تو وہ خاک
ہے - آج اسکی بغل مین سہنا تو کل
اسکی بغل مین - اچھا فرمائیے کیا
خبرین ہین

خواجہ - کچھہ نہین حضور - ہان تازہ خبر یہ ہے
کہ زمانہ ایماندار ہوتا جاتا ہے -

جہانگیر - تو قیامت کی خیر ہے - مگر اس خبر کی
صحت مین کلام ہے - ہان یہ تو فرمائیے
آپ سے کون ایسی خطا سرزد ہوئی کہ
آپ یہان قید خانہ مین پھنسائے گئے ؟

صفدر حسین - قید خانہ !

جہانگیر - شہر سبز قید خانہ تو ہے ہی -

خواجہ - تو دنیا بھر پھر ایسی ہے -

جہانگیر - لاریب - وہ تو ایک نہایت وسیع
قید خانہ ہے اسمین اور بہت سے
محبس اور کال کوٹھریان ہین اور
شہر سبز سب سے بدتر ہے -

خواجہ - ہم تو نہین خیال کرتے حضور -

جہانگیر - ہان تمکو نہو گا - کیونکہ بذاتہٖ کوئی
چیز ناقص نہین صرف قوت متخیلہ یہ
امتیاز پیدا کر دیتی ہے -

خواجہ۔ البتہ۔ آپ کی وسعت خواہش کے
سامنے ایسا ہی ہے وہ آپ کے حوصلے
کے مقابلے مین بیشک تنگ ہے۔
جہانگیر۔ خدا گواہ ہے۔ مین قفس مین بھی اپنے
تئین سلیمان سمجھتا اگر خواب خواہش
مین مبتلا نہوتا۔
صفدر حسین۔ اور یہ خواب یقیناً خواہشین ہین
کیونکہ جو ہر خواہشمند محض سایہ خواب
ہے۔
جہانگیر۔ خواب تو بذاتہ ایک سایہ ہے۔
خواجہ۔ مین خواہش کو حد سے زیادہ خیالی
سمجھتا ہون حتیٰ کہ سایہ سایہ۔
جہانگیر۔ تو اس حالت مین صرف مفلس ہی
اجسام اصلی ہین اور بادشاہ وغیرہ
صرف سایہ مفلس۔
کیا دربار چلیئے گا۔ آپ کے سر کی قسم
اب مجھے زیادہ بحثنے کا دماغ نہین۔
خواجہ و میر صفدر حسین } ہم تو حضور کے ساتھ ہی ہین۔
جہانگیر۔ ہان ہان صاحب مین آپ کو
خدمتگارون مین تھوڑے ہی ملائے
دیتا ہون کیونکہ اگر سچ پوچھیے تو
آجکل میرے پیچھے بہت لگے ہوئے ہین
مین تم سے دوستانہ پوچھتا ہون
کہ تم صفدر آباد کیسے آئے۔
خواجہ ہاشم۔ صرف تمنائے ملاقات کھینچ لائی۔
جہانگیر۔ کیسے شکریہ ادا کرون۔ کیونکہ افلاس
نے ادائے شکر مین بھی مفلس کردیا
ہے تاہم مین آپ کا شکریہ ادا کرتا ہون
مگر میرا شکریہ کہ تر زبان کے سوا (نہین)
نہین۔ بھائی تمہین قسم ہے سچ کہنا
تم خود آئے۔ بلائے ہوئے تو نہین آئے؟
میر صفدر حسین۔ کیا عرض کرین حضور۔
جہانگیر۔ کچھ ہی ہو مگر مطلب کے لیئے آپ
بلائے گئے ہین۔ آپ کی نظر زبان سے
اقبال ٹپک رہا ہے۔ آپ کی صفائی
اسکو چھپا ہی نہین سکتی۔ مین جانتا
ہون بادشاہ اور ملکہ نے آپ کو
یاد فرمایا ہے۔
خواجہ ہاشم۔ حضور کسواسطے!
جہانگیر۔ واہ اسکو آپ ہم سے پوچھتے ہین۔
تمکو اسی ہم سبقی اسی صغیر سنی کے
ربط ضبط۔ اسی بے تکلفی اسی میل
جول اور محبت کی قسم بتلاؤ بلائے
گئے ہو یا نہین؟
خواجہ ہاشم۔ (چپکے سے میر صفدر حسین سے)
کیا کہتے ہو!
جہانگیر۔ واہ ہم دیکھ رہے ہین۔ اگر ہمارے
دوست ہوگے تو بتلا دوگے۔
خواجہ ہاشم۔ جو کچھ حضور نے فرمایا وہ ٹھیک ہے
جہانگیر۔ یہ ہانا۔ اب مجھسے سنیئے کہ کسواسطے بلایا ہے
مین خود ہی کہے دیتا ہون۔ تمہین
کاہے کو راز فاش کرنا پڑے گا
تھوڑے دنون سے نہ معلوم میری کیا کیفیت

ہو گئی ہے۔ طبیعت مین کچھ ایسا اختلال
پیدا ہو گیا ہے کہ عرض نہین کر سکتا۔

؎ آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہین آتی

معلوم نہین کیا سبب۔ سیر و تفنن سے
نفرت سی نفرت ہو گئی ہے۔ ؎

ما را ہوائے گلشن و باغیچہ نماندہ است
ای بوئے گل برو کہ دماغم نماندہ است

ہر شی کی ہیئت متغیر معلوم ہوتی ہے۔
جس طرف آنکھ اٹھاتا ہون اندوہ و
غم اپنی بھیانک صورت دکھلاتے
ہین۔ زمین جو گلہائے رنگین سے
پھولی نہین سماتی اور ہجوم نکہت سے
اترائی جاتی ہے مجھے ہولناک اور
وحشت انگیز نظر آتی ہے اور یہ
سائبان زنگارین یہ سقف رنگین جو
نور کے قمقموں سے مزین ہے محض ایک
اجتماع ابخرات وبائی معلوم ہوتا ہے
انسان اشرف المخلوقات [illegible]
[illegible] ہے۔
فرشتہ سیرت [illegible]
زبدۂ کائنات و افضل الحیوانات
میرے سامنے ہیچ۔ صورت ذکور
و اناث [illegible] نفرت خیز۔ اگر چہ آپ کے
تبسم سے کچھ اور ہی مترشح ہوتا ہے۔

خواجہ ہاشم۔ جی نہین [illegible]
جہانگیر۔ جب مین نے یہ کہا کہ صورت ذکور
و اناث ... آخر آپ مسکرائے کیون؟

خواجہ ہاشم۔ یہ خیال کر کے کہ جب صورت ذکور
نفرت خیز ہے تو آپ تماشے والون سے
کیون ملتفت ہونے لگے ابھی ہمارے
ساتھ ہی ساتھ تو آئے ہین اور تھوڑی
دیر مین آپ کی خدمت مین تماشے
کیواسطے آتے ہی ہونگے۔

(ڈھول کی آواز آئی)

خواجہ ہاشم۔ تماشے والے آپہونچے۔
جہانگیر۔ آپ یہان تشریف لائے مین نہایت
ممنون ہوا۔ آئیے آپ سے معانقہ
کر لون (خواجہ و میر صاحب سے)
مین آپ کا شکریہ ادا نہین کر سکتا۔
لیکن میری مان اور چچا نے بہت
دھوکھا کھایا۔
خواجہ ہاشم۔ کس بات مین سرکار۔
جہانگیر۔ مین دیوانہ ہون مگر اسی وقت تک
جبتک باد شمال چلتی ہے۔ اور جسوقت
باد جنوب چلی اسوقت مین بخوبی امتیاز
کر سکتا ہون کہ وہ باز ہے اور وہ[1]
لک لک ہے۔

---

[1] لک لک کا قاعدہ ہے جسطرف کی ہوا ہوتی ہے اسی طرف اڑتا ہے
باد جنوب مین جنوب کی طرف۔ مگر اسوقت شکاری کی آنکھون مین بسبب تمازت
آفتاب کے خیرگی آجاتی ہے مگر جب باد شمال چلتی ہے وہ شمال کی جانب بہاتا ہے
اوسوقت شکاری بخوبی باز اور لک لک مین امتیاز کر سکتا ہے
مطلب یہ کہ مین ان باتون کے واسطے (مثلاً اسرار قدرت الٰہی)
دیوانہ ہون مگر آپ ایسے شہزادے میری جیب مین تھے ہین آپ
مجھے کیا اڑاتے ہین ... ...

(مرزا آغا حسن آئے)

مرزا۔ آہا آپ صاحبون کا فراق لطیف۔

جہانگیر (خواجہ صاحب و میر صاحب سے) مقفل شیر غرا تا ہے۔

میر صاحب۔ جی ہان پیرزا بالغ۔

جہانگیر۔ کہئے مین پیشتر ہی سے بتلا دون۔ یہ کسواسطے آرہے ہین۔ تماشے والون کی خبر لا رہے ہین۔ یہ نہو جیسا کہ کہا ہوگا

جی ہان آپ صحیح فرماتے ہین۔ پیر کی صبح کو۔ بس اسی دن۔

مرزا صاحب۔ حضور مین ایک مژدہ لایا ہون۔

جہانگیر۔ حضور مین ایک مژدہ لایا ہون۔

مرزا صاحب۔ تماشے والے یہان آئے ہین۔

جہانگیر۔ بس رہنے دیجیے۔

مرزا۔ حضور یہ تماشے والے فرد ہین۔ واقعات رزم و بزم عبرت خیز او مسرت انگیز کی تصویر کھینچ دیتے ہین۔ مرقع اوتار اور سمان باندھنے مین نظیر نہین رکھتے۔ انہین انکے جھنڈے گڑے ہین۔ واللہ اعلم کیا سحر کر دیتے ہین۔ خدا جانے الفاظ مین کیا جادو بھر دیتے ہین کہ یہان سے وہان تک ناظرین ہین جسکو دیکھیے ٹپ ٹپ آنسو گرا رہا ہے اور تھوڑی دیر مین کچھ ایسی بہ اچھلاتے ہین کہ ہر شخص زیر لب مسکرا رہا ہے صراحت بیان شستگی زبان حسن ادا سے بیان مین ید طولے رکھتے ہین۔

(دو چار پانچ تماشے والے آئے)

جہانگیر۔ آؤ۔ آؤ۔ مین تم لوگون کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا۔ آپ میرے مہربان و عنایت فرما ہین۔ تشریف رکھیے۔

(ایک سے) کہو شفق یہ تمھارے چہرے کا کیا نقشہ ہوگیا۔ میرے سامنے تو یہ تنی رنگت کچھ پھیکی تھی۔ معلوم ہوا۔ بھائی تمہارے لئے تشریف لائے ہین آپ۔ اور آپ (دوسرے سے) فرمائیے آپ تو روز بروز آسمان کی طرف کھنچے جاتے ہین مگر خدا کرے یہ دلفریب آواز جون کی تون ہی رہے پھوٹے روپیہ کی طرح نہو جائے۔ اچھا لے آپ اپنے ہنر اور قابلیت کی بانگی تو دکھائین۔ لگے ہاتھون ایک نقل سریع الاثر دل دکھانے والی تو شروع کر دو۔

اول تماشے والا۔ کون نقل حضور۔

جہانگیر۔ وہی جو ایک مرتبہ تمنے سنائی تھی نا۔ مگر وہ پسندیدہ نہوئی۔ کیونکہ مجھے خوب یاد ہے کہ عوام کے مذاق کی تھی منہ کا نوالا تو تھی ہی نہین۔ پھر انکو کیسے پسند آتی۔ وہ تو اس بات کی تعریف کرینگے جو انکو لوٹن کبوتر بنا دے چاہے وہ غیر مہذب سی غیر مہذب اور ثقیل سی ثقیل ہی کیون نہو لیکن جو اہل مذاق اور قدر شناس تھے

ؔ بات ٹال دی جسمین مرزا صاحب کو شک ہوکہ سیر ہی کر رہا تھا۔

آنکے دل سے کوئی پوچھتا۔ کلیجہ
تھام تھام کے رہ گئے۔ کچھ عجیب سماں
بندھ گیا تھا۔ یہ ایک بات اس
موقع لطافت اور حسن اعتدال سے
ادا کی گئی تھی کہ خود تعریف صدقے
ہوتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک
صاحب نے فرمایا تھا۔ کچھ چٹ پٹا پن
نہیں ہے۔ نری سادگی اور پھیکا پن
بھرا ہے۔ شاعر مبالغہ و تصنع تو بھیا
ہی گیا پھر لطف کیا خاک آئے۔ مگر
میرے کانوں میں وہی چبھتی اور دل آویز
آواز گونج رہی ہے۔ وہی مقام
جہاں فیروز گلنار کی بیوفائی سے
سرگرم فغان ہے۔ اے جلوہ برق خانمان سوز

اول تماشے والا۔

اے جلوہ برق خانمان سوز — اے شعلہ آتش جہان سوز
اے فتنہ زن فسون نگاہان — اے موجد قتل بیگناہان
اے مہر چہرہ کج ادائی — اے ماہ بروج بیوفائی
اے موجب آہ و زاری دل — اے باعث بیقراری دل
تجھسا نہیں کوئی شوخ جلاد — کرتا نہیں کوئی ایسی بیداد
یہ تو نے نئی طرح نکالی — معشوقی ہے اک تری نرالی
یہ ناز و ادا ستمگری ہے — عاشق کشی آہ دلبری ہے
جو جو کہ ستم کیے ہیں تو نے — جو داغ مجھے دیے ہیں تو نے

(ہاتھ ملنے لگا)

جو تو نے بنائی میرے جی پر — یہ ظلم کوئی کرے کسی پر
دشمن سے بھی ہو گر کسی کو — چاہے کوئی کاہے کو کسی کو
دیکھو تو نگاہ غور سے خوب — لیلیٰ بھی تو تھی کسی کی محبوب

مجنون سے بھی کیا سلوک کیجے — ایسے ہی تھے یا سلوک ایسے

مرزا۔ ذرا طوالت ہے۔

جہانگیر۔ صبر کیجیے۔ یہ اور آپ کی ڈاڑھی
دونوں حجام کے پاس بھیجی جائینگی
ہاں بھیا تم پڑھے جاؤ۔

سب کرتے ہیں پاس پاس صادق — ہوتا ہے کسی کو درد عاشق
ہوتی ہے جو گرم نالہ بلبل — کر ڈالتی ہے چاک پیرہن گل
پروانہ جو ہووے شمع پر جان — ہوتا ہے نثار شمع ہر آن
وہ بھی تو نہیں وفا میں تجھ کم — بنجاتی ہے آپ نخل ماتم
جل جائے ہے سر سے تا قدم تک — روتی ہی رہتی ہے مرتے دم تک
ایک تو ہی کہ یہ حال میرا — اور تجھکو نہیں خیال میرا
کب تک یہ ستم کے طور ظالم — کب تک یہ جفا و جور ظالم
کب تک یہ ستمگری کا شیوہ — کچھ عیب ہے دلبری کا شیوہ
کیوں بھاتے ہیں اتنے جور تجھکو — آتا نہیں کیا کچھ اور تجھکو
کیوں رنج پسند ہم کشتان کا — کیا یہ ہی ہنر ہے مہوشوں کا
یا ہے ترے زعم میں وفا عیب — یا ہی تو نہیں ہوا ہے کیا عیب

مرزا۔ افوہ ذرا دیکھیے گا! چہرے کا رنگ کیسا
ہو گیا۔ آنسو ڈبڈبا آئے۔ للہ اب
رہنے دو۔

جہانگیر۔ ہاں ہاں بھیا
کیوں جناب آپ اپنے اوپر اتنی تکلیف
گوارا کر سکتے ہیں کہ انکے (تماشے والوں
کے) نگران رہیے۔ سنتے ہیں آپ۔
ذرا انکی اچھی طرح خاطر تواضع کیجیے گا
کیونکہ یہ آئینہ تہذیب و دفتر آرائے
اہل زمانہ ہیں۔ بعد مرگ جو فضیحت و
رسوائی ہو وہ سر آنکھوں پر۔ مگر

انکے ہاتھوں ایک عالم مین بدنام
ہونا گوارا نہین۔
مرزا۔ اے حضور کے فرمانے کی بات ہے۔ مین
انکے مرتبہ وشان کے لائق انکے ساتھ
مدارات کرون گا۔
جہانگیر۔ سبحان اللہ ع برین عقل و دانش
ببایدگریست۔ اے حضور۔ الانسان
مرکب الخطاء والنسیان۔ عیب سے
کون پاک ہے۔ اُنکے ساتھ ایسی مدارات
کیجیے جو آپ کے جاہ و مرتبت کے شایان
ہو کیونکہ جتنے وہ کم حیثیت و فرومایہ
ہونگے اُتنی ہی آپکی سخاوت اخلاق
قابل تعریف ہے۔ اچھا لیجائیے۔
مرزا۔ آئیے حضرات۔
جہانگیر۔ جی ہان آپ کے ساتھ تشریف لیجائیے
تماشا کل دیکھین گے۔
(مرزا سوای اول تماشے والے کے اورسکو لیگیا)
کیون مشفق تم قتل شاہجہان
کا تماشا کر سکتے ہو۔؟
اول تماشے والا۔ جی ہان کیون نہین۔
جہانگیر۔ اچھا پھر کل شب کو۔ کوئی پندرہ یا
سولہ سطرین اُسمین زیادہ ہوا چاہین۔
تم یاد کرلوگے نا ؟
اول تماشے والا۔ کیا مضائقہ۔ کون بڑی
بات ہے حضور۔
جہانگیر۔ بہت خوب۔ اچھا اب آپ بھی انھین
کے ساتھ جائیے۔ مگر دیکھیے (مرزا کو)
اُنکو بتائیے گا نہین للہ۔
(تماشے والا گیا)
اب رات زیادہ آگئی۔ اسوقت
آپ کی خدمت مین گستاخی ہوتی ہے
مگر خانۂ دوست بے تکلف۔
خواجہ ہاشم۔ آداب عرض ہے۔
جہانگیر۔ خدا حافظ۔
(خواجہ ہاشم گیئے)
مجھسا بھی نالائق اور سُست اِس دنیا
کے پردے پر تو ممکن نہین! غضب خدا!!
اِس تماشے والے نے جھوٹی کہانی
مین محض ایک بے بنیاد رنج و الم کا
اظہار کرنے مین کیسا سچا جذبہ اور جوش
قلب دکھایا ہے۔ لیکن ایکایک
تمام چہرہ زعفران زار ہوگیا۔ آنسو
ڈبڈبا آئے۔ ہچکی بندھ گئی۔ مجسم وحشت
و تعجب بنگیا۔ اور ہو بہو فیروز
کی تصویر کھینچدی۔ اور یہ سب
کسکے واسطے! فیروز کے واسطے!
فیروز اُسکا کون اور وہ فیروز کا
کون! مگر اُسکے واسطے زار قطار
رونے لگا۔ اگر میری سی اسکی حالت
ہوتی تو نہین معلوم کیا کچھہ نہ کر گذرتا۔
قیامت برپا کر دیتا۔ محفل کو آنسوون
سے ڈبو ہی دیتا اور بیان سے سامعین
کو ماہی بے آب اور مرغ بسمل بنا دیتا
جنکے دل مین چور ہے وہ تو دہولنے

بہ جاتے تھے ۔ دیو زادے تھے! اور پاک طینت
دیو زادیاں تصویر حیرت بنجاتے ۔
جہانگیر کا بچن ہو کے رہ جاتے ۔ واہ وا
واہ وا ۔ تجلیات الٰہی کی شعشہ
گر گئے ۔ ہائے میں تو میں انصاف سے
اور کان اسی طرح سنتے ہوئے ۔ ہائے میں
تو بیچا ہے ۔ اور ایک ہم ہیں کہ ۔ ۔ ۔ منہ
وکاہل ۔ زنگ لگے ہوئے پڑے ہیں ۔
تصور و اندیشہ کے پتلے ۔ کرنا دھرنا
کچھ نہیں ۔ اور پھر کیسے بادشاہ
کے واسطے سبکی دولت جہاں کس
بیرحمی کے ساتھ لوٹ لی گئی!
کیا میں بزدل ہوں؟ یہ کون مجکو
بے حیا کہہ رہا ہے؟ اس پر طمانچے
کون لگا رہا ہے؟ لعنت ملامت
کی بوچھار کون کر رہا ہے؟ بیحیائی
اور بے شرمی کا ٹوکرا سر پر کون
رکھے دیتا ہے ۔ آخر یہ ہے کون؟
چپ رہو جہانگیر سزا ہے تمھاری
اسی قابل ہو ۔ اسمیں کوئی شک
نہیں کہ تم سے بڑھ کر بزدل ۔ بیشرم
ویسے حیا دنیا میں کاہے کو کوئی نکلے گا
ورنہ کب کی اس ظالم کی بوٹیاں
چیل کوؤں کو کھلا دی ہوتیں ۔
کمبخت ۔ خونی ۔ دغا باز ۔ بیوفا ۔
بدکار ۔ مگر میں بھی کہتا گدھا ہوں
قربان اس جرات و بسالت کے

ایسی پیارے باپ کا بیٹا ہو کے اسکے خون
ناحق کے قصاص سے آنکھ چراتا پھروں
تف ہو ایسے لڑکے پر! ہاں اے دماغ
مدد کر ۔ اونہوں! یہ تو میں نے بارہا
سنا ہے اور اکثر ہوا ہے کہ مجرموں کے دل
پر نقل سے کچھ ایسی چوٹ لگی ہے کہ انھوں
نے فوراً اپنا جرم قبول دیا ہے! ع
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے
اور خون بھی کہیں چھپائے چھپتا ہے
گونڈہ کی طرح ایک دن نہ پھوٹے
تو ہی ۔ ابھی پھوٹے اور پھر پھوٹے ۔
ایک حکمت نہ کروں؟ میں بھی چچا کے
سامنے ابا جان کے قتل سے ملتا ہوا تماشا
دکھاؤں پھر اسوقت انکے چہرے کی
کیفیت دیکھنا چاہیے ؎
تار رگ دل کی پھر صدا کو
مضراب نظر سے خوب جانچو
اگر ذرا بھی جھجکے پھر کیا ہے ثبوت کامل
کیونکہ پھر بھی ابھی تذبذب ہے واللہ اعلم
وہ روح غول بیابانی سے ہو اور صورت
پاک میں آکر مجھکو ضعیف الاعتقاد اور
دیوانہ سمجھکر فریب و تلبیس سے میرے
ہاتھ خون ناحق سے آلودہ کرائے ۔
اس سے مناسب ہے کہ پہلے اچھی طرح
اطمینان تمام خوب چھان بین کر لیں
انشاءاللہ اس تماشے سے بادشاہ کے
دل کا چور پکڑ لینگے ۔

باب سوم

سین اول - قلعہ کا ایک کمرہ

(دربار شاہ - ملکہ - مرزا آغا حسن - مہر بانو - خواجہ ہاشم - میر صفدر حسین)

بادشاہ - تو آپ پیچیدہ طور سے اتنا نہ دریافت کر سکے کہ اس خلل دماغ کا جسنے اسکی ہنسی خوشی کے دن تلخ کر دیے ہین اور اسکو جنون و وحشت کا پتلا بنا رکھا ہے باعث کیا ہے!

خواجہ ہاشم - حضور اقرار وحشت تو وہ خود ہی کرتے ہین - مگر ہان جب ہم اسکا سبب پوچھیے تو ٹال جاتے ہین -

میر صفدر حسین - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افشاء سبب منظور نہین - جب کبھی ہم انکو اس پہلو پر لائے وہ پردہ جنون مین اسکو چھپا گئے - اس بات ہی کو اوڑا گئے -

ملکہ - پیش تو آپ سے اچھی طرح آیا تھا؟

خواجہ ہاشم - بہت مہذبانہ -

میر صفدر حسین - مگر جبریہ -

خواجہ ہاشم - خود تو کوئی امر کم پوچھتے تھے مگر باتون کا جواب برابر دیتے تھے -

ملکہ - بھلا یہ تو کہیے - آپنے تفنن و تفریح کی طرف بھی کچھ مائل کیا -

خواجہ ہاشم - حضور خدا کی قدرت کے قربان غیب سے سامان موجود ہو گئے - جاتے وقت راستہ مین تماشے والے مل گئے - انکا تذکرہ ہمنے چھیڑ دیا یقین مانیے شہزادے کے چہرے پر ایک بشاشت چھا گئی - پھر کیا تھا انکو دربار مین حاضر رہنے کا حکم ہو گیا اور آج کی رات تماشے کو بھی فرمایا -

مرزا آغا حسن - جی ہان حضور - اور جہان پناہ اور شہنشاہ بیگم کے شریک جلسہ ہونے کے واسطے نہایت منت و سماجت بھی کی ہے -

بادشاہ - الحمد للہ شکر اسکا - اسکو اسطرح مائل دیکھ کر مجھے کمال مسرت ہوئی حضرات - للہ - ہم پہ احسان کیجیے اسکو تفنن و تفریح کی طرف ابھاریئے -

خواجہ ہاشم - بہت مبارک پیر و مرشد -

(خواجہ و میر گئے)

بادشاہ - ہمعین آپ - ذرا تکلیف کیجیے - یہان سے ہٹ جائیے - ہمنے جہانگیر کو بلایا ہے تاکہ اس سے اور مہر بانو سے ملاقات ہو مگر اس حکمت سے

کہ وہ اسکو محض حسن اتفاق سمجھے۔
ہم اور مرزا صاحب پوشیدہ ہوکر
دیکھتے ہین کیا معاملہ گذرتا ہے۔
دیکھین یہ اندوہ وغم جسکا وہ شکار
ہو رہا ہے عشق کے ہاتھون ہے یا
اور کسی وجہ سے۔

ملکہ۔ بہت خوب۔ مہربانو خدا کرے کہین
جہانگیر تمھاری بھولی بھالی صورت
کا دیوانہ ہو تو دوا بھی ممکن ہے
اللہ کرے تمھارا حسن اسکے لیئے
مسیحائی کرے اور وہ بھلا چنگا
ہو جائے۔

مہربانو۔ کاشکے یون ہی ہو (دبی زبان سے)
(ملکہ چلی گئی)

مرزا صاحب۔ بانو تم یہان ٹہلو پیر و مرشد اور
ہم یہان چھپ رہینگے (مہربانو سے)
اے لو یہ کتاب مقدس پڑھو یہ تنہائی
کے واسطے عذر کافی ہے اکثر مصنوعی
تقویٰ افعال مذموم کے لیئے پردہ
ہو جاتا ہے۔

بادشاہ۔ (اپنے دل مین) لاریب یہ بات
میرے دل مین نشتر سا تیر گئی۔ خار سا
ندامت چبھ رہے ہین۔ میرے خیالات
مذموم پاکیزہ الفاظ کے ملمع مین ایسے
بھونڈے معلوم ہوتے ہین جیسے کسی
عجوزۂ فاجرہ کے جھرّیون پڑے
رخسار سے غازہ اور افشان مین۔

آفت رسے کا دشِ سرزنشِ ایمان
زخم پر انگور نہین بندھنے دیتی۔

مرزا صاحب۔ (آہٹ پاکر) وہ آتے ہین۔
پیر و مرشد آیئے ہٹ چلین۔
(مرزا اور بادشاہ ہٹ گئے
جہانگیر تنہا آیا

جہانگیر۔ رباعی

سر مد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد
یا قطع نظر زیار می باید کرد

ہست یا نیست! آیا دل کو ہدف تیر
رنج و الم و نشانۂ خدنگ اندوہ وغم
ہوکے چھلنی ہونے دین یا فوج حزن
و ملال کو جو سیلاب بلا کی طرح امنڈتی
چلی آتی ہے اپنا منچلا پن دکھا دین؟
شور سے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم
مرنا کیا ہے! یہی میٹھی نیند سونا آنکھ
لگتے ہی سارا درد سر کافور۔ انواع
انواع غم کی سوئیون کی کھٹک۔
جو جگر انسان کے حصہ مین پڑی ہین
موقوف ہوگئی۔ ادھر شربت مرگ کا
گھونٹ حلق سے اترا۔ ادھر رنج و
الم کی تلخی جاتی رہی۔ ادھر آمد و شد
نفس موقوف ادھر مصائب دنیا
کا خاتمہ۔ پھر ایسی امن و عیش کی

زندگی کے واسطے جو تمام تکدرات و مکروہات سے مترا ہے کیون نہ چاہیے ع بر نگار شمع بفانوس سوختن تا کے -

مرنا اور سونا برابر ہے - سوتے وقت خواب دکھلائی دیتے ہین بس مشکل ہے تو یہ ہین - کیونکہ جس وقت قرص آفتاب غروب ہوا اور شب مرگ نمودار ہوئی واللہ اعلم پھر اسوقت کیا کیا خواب نظر آئین - ہاے بس یہی خیال شعلہ ہمت پر پانی ڈالے دیتا ہے !

- ع ورنہ مر جانے مین کچھ دیر نہین

کوئی فرد بشر دنیا مین ایسا ہے جو یہ چاہتا ہو کہ زمانہ کے دلخراش طعن و تشنیع شربت خوشگوار کی طرح پیتا چلا جاے ؟ ظالم حکام کے جور و ستم کو ناز حسینان سمجھکر اٹھاتا جاے ؟ مغرور شخص کی نظر حقارت آمیز کو کسی کی ترچھی نگاہ کی طرح دل مین رکھ لے ؟ کسی کے تغافل اور بیوفائی سے دل کو تھلتی ہوئے دے ؟ حکام کی آئے دن کی نا انصافی اور جنبہ داری کی بجلی کشت حقوق کو خاک سیہ کر ڈالے - ؟ بھلا کوئی بھی یہ چاہے گا کہ یہ آفت کھائے ہوئے آلام کی تلے پڑا ایسا کرے اور سیرو تن کا جھگڑا صاف نکر دے ؟ مگر تو یاس آ رہا ہے کہ خوف معاملہ آخرت ہی اگر پیدا ہو جاتا ہے بار ان پر دست درازی نہین کرنے دیتا - عذاب بعد الممات کی دہشت کے مارے دامن حیات سے ہاتھ آلودہ کرنے کو جب ہاتھ بڑھانے کا قصد کرتے ہین تھر تھرا کے رہجاتے ہین - -

ع حسرت اے ذوق خرابی کہ وہ طاقت نہی
عذاب نا معلوم کا ہول کچھ کرنے دھرنے نہین دیتا اسلیے طوعاً و کرہاً جملہ مصائب دنیا برداشت کرتے ہین - ہاے سہ

کس سے محرومی قسمت کی شکایت کیجے
ہمنے چاہا تھا کہ مر جائین سو وہ بھی نہوا

غرضکہ ایمان نے ہمکو بزدل کر رکھا ہے اور اس جانگداز خیال فردا نے ہماری جبلی ہمت کے وضو شکست کر ڈالے ہین جس سے بڑے بڑے ضروری کام رک کے رہجاتے ہین اور کبھی انجام کا منہ نہین دیکھنے پاتے - بس بس ! خاموش ! مہر بانو آتی ہے - اے حور لقا اپنے غمزدون کو دیکھو بھولنا مت ع

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا -

اگر غرور بے نیازی اجازت دے تو ہمارے واسطے دعاے مغفرت ضرور کرنا -

مہربانو - قیامت عرض ہے - مزاج عالی حضور کا ؟

جہانگیر - تسلیم تسلیم - شکر ہے - بہت اچھا ہون

ع فراقِ یار مین دن زندگی کے
اپنے بھرتے ہین سب کٹتے ہین پیٹے
عاشق نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین ٹ

مہربانو- عرصہ سے میری یہ خواہش ہے کہ جو
کچھہ آپ نے مجھے دیا تھا واپس کر دون
براہ عنایت آپ لے لیجیے-

جہانگیر- مین نے- انہین نہین. آپ کو سہو
ہوا ہو گا. مین نے تو کبھی کچھہ دیا ہی
نہین- !

مہربانو- اللہ- اللہ- یہ فراموشی! ذرا یاد
تو کیجیے وہ چیزین آپ نے محبت کے
پھولون مین بسا کے دی تھین جب
سے وہ بے بہا ہو گئی تھین- مگر چونکہ
انمین اب وہ بو ہی نہین رہی لہذا
واپس کرتی ہون کیونکہ جس وقت
مہربان نامہربان ہو گئے اُنکے تحائف
کی قدر وضع دارون کی نظرون کو
آنسوؤن کی طرح گر جاتی ہے-
لیجیے سرکار حاضر ہین-

جہانگیر- اہاہا- کیا تم صاحب عصمت ہو؟
مہربانو- ایکن! یہ کیا فرمایا آپنے- ؟؟
جہانگیر- کیا تم حسین ہو؟
مہربانو- اسکے کیا معنے؟
جہانگیر- کیونکہ اگر تم صاحب عصمت بھی ہو اور
حسین بھی... تو عصمت کو چاہیے کہ
تمھارے حسن سے کسیکو زیادہ آشنا
ہونے کی اجازت نہ دے-

مہربانو- عصمت سے بڑھکر حسن کی اور کون سہیلی
ہو گی!

جہانگیر- لاریب- مگر حسن مین قوتِ تغیر عصمت
سے زیادہ ہے- حسن عصمت کو پلک سے
کچھہ کا کچھہ کر دے مگر عصمت حسن کو اپنے
طرز پر نہین لا سکتی- پیشتر یہ بات
محل خیال کیجاتی تھی مگر اسکا ثبوت ہی
موجود ہے- ہان مین تمکو کبھی چاہتا
تھا-

مہربانو- جی ہان سرکار آپنے ایسا ہی
کچھہ مجھے یقین دلایا تھا-

جہانگیر- تمکو میرا یقین کرنا ہی نہ تھا. کیونکہ
وفاداری کی قلم تخمِ بیوفائی [1]
سے اثر کو بالکل مٹا نہین سکتی- اسکی
کچھہ نہ کچھہ بو یا باس ضرور باقی رہیگی
مین تمکو نہین چاہتا تھا-

مہربانو- اور بھی فریب کھایا- !

جہانگیر- جاؤ کسی گوشۂ عزلت مین جاکے
بیٹھہ رہو اور اللہ اللہ کرو ع
ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را
بیکار کو اُمّ العصیان کیون ہو- گو
مین خود ایمانداری سے لاپروائی
کرتا ہون مگر پھر بھی مجھے اپنے بیجا
افعال سے ایسی ندامت ہے کہ خود اپنے
اوپر نفرین کرتا ہون اور کہتا ہون
کہ کاشکے میری مان مجھے نہ جنتی!!
مین مغرور ہون- کینہ کش ہون

[1] اپنی مان کی طرف جو بیوفا تھی اشارہ کرتا ہے

بے باک ہون اور اتنے افعال زشت
کا مرتکب ہونے کو تیار رہون کہ جنکا
شمار حیطۂ تصور سے باہر اور تدبیر
انجام سے بیرون ہے۔ مگر افسوس کہ
مجہول ہون اور پست ہمت۔ ہم کو
سست اور کاہل آدمیون کا نام
بدنام کرتے ہین۔ یقین مانو ہم لوگ
سخت نامعقول ہین ہم مین سے کسی کا
اعتبار نکرنا۔ اب جاؤ جاؤ کسی گوشۂ
عزلت مین بیٹھہ رہو۔ تمھارے آباجان
کہان ہین ؟

مہربانو۔ حضور گھر مین۔

جہانگیر۔ اُنکو گھر ہی مین بند رکھو۔ کیونکہ جو فعل
حماقت اثر اُن سے صادر ہون گھر ہی مین
ہون تو بہتر ہے اچھا خدا حافظ۔

مہربانو۔ یا اللہ تو رحم کر اسپر۔

جہانگیر۔ اگر تمھاری شادی ہوگی تو مین جہیز
مین تمکو یہ خیال جانگداز دونگا
"عصمت کوش سی عصمت کوش
اور عفت پوش سی عفت پوش کیون ہو
مگر داغ بدنامی سے کوری نہین بچتی
ہو" جاؤ کسی گوشۂ عزلت مین بیٹھہ رہو
اور اللہ اللہ کرو۔ خدا حافظ۔
اور اگر یہ چاہتی ہو کہ شادی ضرور ہو
تو کسی بیوقوف سے کرنا۔ اسمین بہت
اچھی رہوگی۔ کیونکہ دانشمندون کو
جسوقت بیوقوف بنانا چاہتے ہین تو وہ
جان جاتے ہین اور سارا کھیل
بگڑ جاتا ہے۔ بس جائیے کسی گوشہ
مین جاکے بیٹھہ رہیے ورنہ پچھتایئے گا
خدا حافظ۔

مہربانو۔ خدایا بچائیو۔

جہانگیر۔ مین تمھارے[1] فریب و دغا کا حال
بخوبی سُن چکا ہون۔ خدا نے تمکو
چہرا دیا ہے تم اسپہ غازے[2] چڑھاتی
ہو۔ اٹھکھیلیون کی چال چلنا۔
ناز و غمزے بگھارنا۔ چبا چبا کے باتین
بنانا۔ بندگان خدا کے نام دھرنا۔
پھبتیان کہنا۔ آوازے کسنا۔
یہ سب مین خوب جانتا ہون۔ اچھا
اب آپ تشریف لیجایئے مین اس
ذکر پر خاک ڈالتا ہون۔ تو بارنے
مجھے دیوانہ کر دیا ہے آج سے شادیان
موقوف۔ جنکی شادیان ہو گئی ہین
خیر وہ سوائے ایک[3] کے سبہی خوشی
رہین اور جنکی نہین ہوئی ہین وہ
کنواری ہی رہین۔ جاؤ کسی گوشہ
مین بیٹھہ کے اللہ اللہ کرو۔ جاؤ۔

(جہانگیر چلدیا)

مہربانو۔ افسوس صد افسوس ! فلک نے محسن
کو کیا خاک مین ملایا ہے۔ لیاقت۔
شجاعت۔ علم اور کمال کو کیسا برباد
کیا ہے! اس صفات کا شاہزادہ یون مجنون ہو جائے
اور مین بدقسمت اُسکو ان حالون مین دیکھون ع

[1] یعنی عورتون کی۔ [2] غازہ۔ [3] چچا کی طرف اشارہ کرتا ہے

ستم و ستم ہے بسہ [illegible]
خدا و خدا تو اپنے حال پر رحم کر۔
اپنی خدائی کے صدقے مین اسکو
عقل اور حواس عطا فرما۔

بادشاہ و مرزا آغا حسن

بادشاہ۔ عشق۔ او نہون یا یہ مرض عشق نہین
نہ این حکایت را بیانے دیگر است
اسکی گفتگو اگر عقل صحیح سے خالی تھی
تو دیوانون کی بھی اسمین جھپاوٹ
نہین تھی اسکی تخیل جنون کی نباہی
اور کہین سے اندازہ اسکا زہریلا پھل
ایکبار کچھ تحمل سے ور کھلائے گا۔ اسلیے
میری رائے مین اسکے جھلسانے کے لیے
بالفعل یہ کرنا چاہیے کہ جہانگیر جزیرہ
ہوشنگ کو وصول خراج کے واسطے
بھیجا جاے۔ وہان کے بادشاہ نے بہت
عرصہ سے نذر نہین بھیجی۔ شاید سمندر
کے سفر کی تفریح۔ مختلف ملکون کی
آب و ہوا۔ قسم قسم کی چیزون کی بہار
اسکے غنچہ دل کو شگفتہ کرسکے۔ مصلح دماغ
و دافع جنون ہو۔ تمھاری کیا راے ہے؟

مرزا آغا حسن۔ انسب ہے۔ گو پیر و مرشد میرے
دماغ سے ابھی تک اس امر کا تیقن
نہین گیا۔ مین یہی سمجھتا ہون کہ اس
اندوہ و غم کا باعث وہی مہر بانو کا
تغافل ہے کیون بانو ہے نا؟ شہزادے
کی گفتگو تم سن ہی چکے مین اعادہ کی کیا ضرورت
[illegible] راے عالی ہو [illegible] آگے جو [illegible]
[illegible] سب [illegible] تو تما شا [illegible]
کے بعد [illegible] ارشاد فرمائیں
کہ [illegible] اور [illegible] اونکے [illegible]
حال پوچھیں انکے غم اور اندوہ کا باعث
دریافت فرمائیں اور اگر حضور کی راے
ہو تو مین پوشیدہ [illegible]
اسپر بھی اگر [illegible]
کو بھیجد یجیے یا [illegible]
[illegible] فرمائیے۔

سین دوم

تماشا گاہ [illegible]

جہانگیر اور تماشے والا

جہانگیر۔ دیکھو جیسے مین بتلا دیا ہون ویسے ہی
اس بیان کو ادا کرنا۔ اول سے آخر
تک آمد ہو۔ آورد نہ ہو پاے اور
تماشے والون کی طرح نقیبون کی صدا
بلند کا کہین چڑھانا اتارنا۔ نہ ہاتھون
کو بہت ہلانا۔ ہر بات مین ایک
سلاست و ملائمت ہو۔ چاہیے کہ
جذبات دلی کے طرز بیان مین ایسا
اعتدال ہو کہ سامعین کے دلون مین
بیٹھ جاے۔ بس یہی کمال ہنر ہے
بمبئی مین تو کس حقارت سے اسکی
طرف سے منہ پھیر لیتا ہون جسوقت
کوئی پہلا تماشے والا اداے جذبات

یکسان دل دیکھا تو تمھارا۔ فی الواقع
وہ لوگ خاصان خدا سے ہین جنکی
عنان خواہش دست عقل مین ہے
کیونکہ اُنکے دل ایسی حالت اعتدال
پر آجاتے ہین کہ موافقت یا مخالفت
روزگار اُنپر اپنا اثر نہین پہونچا سکتی
ایسا شخص جو بندۂ ہوا و ہوس نہو
اگر مجھے ملجائے تو مین اُسکو اپنے
خانۂ دل مین بلکہ چشم دل مین رکھون
جیسے تمکو رکھتا ہون۔ بس اب
آگے خوف مبالغہ گلوگیر ہوتا ہے۔
آج رات کو بادشاہ کے سامنے
تماشا ہونیوالا ہے۔ اُسمین ایک
نقل والد ماجد کی وفات کے واقعہ
سے جسکا حال مین تم سے بیان کرچکا
ہون بالکل ملتی ہوئی ہے۔ اسلیے
تم سے میری یہ التجا ہے کہ جسوقت
وہ مقام آئے تم بچشم غور میرے چچا کو
دیکھتے رہنا۔ اگر وہ نقل خون ناحق کو
روشنی مین نہ لائی تو بس سمجھ لو کہ
وہ روح خبیث اور شریر النفس تھی
اور یہ میرے توہمات بھی محض وسواس
شیطانی ہین دیکھو خوب غور
کی نظر سے دیکھتے رہنا اور مین
بھی انھین کی طرف اپنی آنکھین
گڑا دونگا۔ اسکے بعد ہم دونون
اپنی اپنی رائے ملائینگے۔

اختر مرزا۔ جو حکم خداوند نعمت۔ تماشا ہوتے
وقت اگر کہین بھی وہ نظر سے
رنگ کا تغیر و تبدل چرا لینا اور مین
نہ گرفت کرسکون تو چوری کا تاوان
میری۔

جہانگیر۔ دیکھو تماشے والے اب آتے ہی ہین۔
مین بے اعتنائی کے ساتھ بیٹھتا ہون
تم بھی کسی کرسی پر جا بیٹھو۔

نوبت بجی نغمہ و راگ ہمراہ
بادشاہ۔ ملکہ۔ مرزا صاحب۔ مہربانو۔
خواجہ ہاشم۔ و دیگر رؤسا و ہمراہیان
و محافظان روشنی لیے پہونچے۔

بادشاہ۔ بیٹا جہانگیر۔ کہو کیا خیالی پلاؤ کہتے
ہین۔؟

جہانگیر۔ شکر ہے پلاؤ سے بھی ہلکی غذا ہے۔ اجو
صرف دَم ہی دَم رہگیا۔ وعدون سے
پیٹ ایسا بھرا ہوا ہے کہ کبھی قربانی
کے دانہ خور بکرے کا بھی نہ دیکھا ہوگا۔

بادشاہ۔ معقول! پوچھی زمین کی تو کہی آسمان
کی۔ ان باتون سے مجھے کوئی علاقہ۔

جہانگیر۔ اور نہ مجھے[ا] (مرزا صاحب سے) کیون
حضرت آپ فرماتے تھے کہ آپ کو بھی
ایکمرتبہ تماشا کرنے کا اتفاق ہوا تھا

مرزا صاحب۔ جی ہان حضور اور اُسمین کامل خیال
کیا گیا تھا۔

جہانگیر۔ آپ کیا بنائے گئے تھے!

مرزا۔ تاج الملوک۔ راجہ اندر کے حکم سے زمین پر

[ا] امید تخت نشینی جسپر میرا ہی حق تھا کیونکہ مین تو دیوانہ ہون

پھینکدیا گیا تھا۔
جہانگیر۔ وکان من الشیطان ۔ ۔ ۔ ۔
اچھا تماشے والے طیار ہون۔
خواجہ ہاشم۔ وہ آپ کے حکم کے منتظر ہین۔
ملکہ۔ جہانگیر بیٹا مان قربان! آؤ تم میرے
پاس بیٹھیو۔
جہانگیر۔ نہین اماجان ۔ اسطرف (آہستہ
سے) جذبہ محبت زیادہ ہے۔ مگر بانو
ہم سوگوارون کو تم کیون پسند
کروگی۔ کاہے کو اپنے پہلو مین جگہ
دوگی۔ عیش پسند۔ شوخ وطرار۔
بانو۔ جی نہین۔ اب مین ایک کی خاطر سے
افسردہ اور گرویدہ ہوگئی ہون۔
عیش۔ نشاط۔ مسرت اور شوخی سے
نفرت ہوتی جاتی ہے۔
جہانگیر۔ ہان نفرت! اور وہ شخص جسکی خاطر
ایسی عزیز ہے اسکا نام؟
مہربانو۔ آپ نہین جان سکتے کیونکہ خود کو
فراموش کیے ہوے ہین۔
جہانگیر۔ مین نہین جان سکتا؟ ہا ہا ہا
مرزا صاحب۔ (بادشاہ سے) ملاحظہ کیا حضور
نے۔ مین جو کہتا ہون۔
مہربانو۔ آج آپ کچھ خوش خوش بہت ہین
شکر ہے۔
جہانگیر۔ کون مین!
مہربانو۔ جی ہان سرکار ہی۔
جہانگیر۔ بجا ہے۔ انسان اگر خوش نہو تو پھر
کرے ہی گیا ہا شہنشاہ بیگم کو دیکھیے
کیسی خوش ہین اور آپا جان کو
سدھارے ہوے ابھی دو گھنٹے بھی
نہین ہوے۔
مہربانو۔ نہین حضور نہین۔ پورے چار مہینے
ہوے ہونگے۔
جہانگیر۔ ہان! پھر یہ ماتمی لباس میرے دشمن
پہنین۔ مین ایک بھاری جوڑا طیار
کراتا ہون۔ یا اللہ! دو مہینے انتقال
کیے ہوے اور ہنوز یاد دل سے نگئی
وہی صورت ہر وقت آنکھون کے
سامنے پھرتی ہے۔ تو پھر عالیقدر
والامرتبت لوگون کے انتقال کے
بعد چھ مہینے تک تو انکی یاد ضرور
رہیگی مگر ایک امر قرین مصلحت و
پرضرورت ہے یعنی انکو زمانہ حیات
مین مساجد ضرور تعمیر کرانا چاہیین
ورنہ بقاے نام نہین ہوسکتا۔

سوانگ آیا

ایک بادشاہ اور ایک ملکہ نہایت
حسین دونون ہم آغوش۔ ملکہ
آسمان کی طرف سر اٹھا کر اظہار محبت
کرنے لگی۔ بادشاہ نے خوش ہو کر اپنا
سر اسکے شانہ پر رکھدیا۔ بعدہ پھولون
کے تختہ پر لیٹ گیا اور نیند آگئی۔
ملکہ نے جب دیکھا کہ سو گیا اُسے چھوڑ کے
اٹھی چلی گئی۔ اتنے مین ایک شخص آیا

بجھ سی گئی ہے۔ نہ وہ چہچہے۔ نہ قہقہے۔
جھوٹ کہے تو کیا تر ہو کہ دیکھو دیکھو کیسے
مجھے تو خفقان ہوتا ہے مگر تمکو اِس سے
تردد نہ چاہیے کیونکہ عورتوں کی محبت
اور قلق کا رشتہ تو معلوم ہی ہے
یا تو بختیوں کے دلوں میں دونوں
ناپید ہوتے ہین یا ہوتے ہین تو پھر
کہین اور کچھ کو رہی نہین ملتا۔ مین جتنی
تم سے محبت کرتی ہون اسکا تمھین
ثبوت ہوئی گیا ہو گا۔ جہان میری محبت
زیادہ ہے وہان یہ وسواس بھی
بڑھے ہوے ہین۔ کیونکہ جتنی محبت
اُتنا ہی قلق زیادہ قلق زیادہ محبت۔

بادشاہ۔ مگر افسوس میرا زمانہ قریب آگیا۔

تماشے والا کون بھروسا۔ ع

این نکتہ سربستہ بیاد مرز تنہا بست
کاین عمر بیک چشم زدن نقش بر آبست

چل چلاؤ کے دن۔ اب وہ دن نہین۔
تھوڑے دنون مین تم سے اور تمھاری
محبت سے بچھڑنا پڑے گا۔ دیکھو قدرت
نے جواب دیا۔ عناصر مین وہ اعتدال
نہین۔ شکر ہے کہ تم تو اِس دنیا مین
ہنسی خوشی۔ محبوب اور معشوق ہو کے
رہو گی اور شاید دوسرا عقد بھی کر لو۔

ملکہ۔ نوج دور پار۔ تمھاری جان سے۔ نا!

تماشے والی خدا کے لیئے ایسا کلمہ تو اپنے منہ سے
نہ نکالو۔ ایسی جھوٹی محبت کو آگ
لگے۔ بیوفائی پر بجلی پڑے۔ دوسرے
کے لیے مجھے خدا نہ رکھے۔ نوج اُس دن
کو مین بیٹھی رہون! خدا تمھارے سامنے
مجھے اُٹھائے۔ دوسرا وہی جنم جلی
کرتیان ہین جو پہلے کو کھالیتیان ہین۔ لوگ
کہتے چڑیلین یا ڈائنین ہونگی جو ایک
کو مار کر دوسرا کرینگی۔ تھو تھو۔ موے
دوسرے شوہر سے ہم کنار ہونا اللہ
جانتا ہے پہلے کی چھاتی پر مونگ دلنا ہے
بلکہ مرے کو مارنا۔

بادشاہ۔ اسمین کیا شک۔ جو کچھ تم کہہ رہی ہو
اسوقت تو سچے ہی دل سے ہے۔ مگر

تماشے والا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے پکے ارادے
اور تدبیرین کچے دھاگے کی طرح
ٹوٹ جاتے ہین۔ اور ہم وقت پر صاف
ایسے نکل جاتے ہین کہ ع ان تلون
تیل ہی نتھا گویا۔ کیا وجہ کہ ارادہ
تو بالکل جانفلے پر منحصر ٹھہرا۔ اُسکا آغاز
تو نہایت ہی جوشش و خروش کے
ساتھ ہوتا ہے۔ مگر فرو رزمانہ کے سبب
انجام انحطاط کے آخری حد پر پہونچ جاتا ہے
اسکی مثال ایسی ہے کہ جبتک ثمر مین
خامی رہتی ہے زیب و زینت شاخ
رہتا ہے اور ہر پختہ ہوا کہ خود بخود زمین پر
سر کے بل آ رہا۔ اور یہ تو معمولی بات ہے
کہ جو ارادے اور تدابیر اپنی ہی ذات
سے وابستہ ہین ہم انکا پورا کرنا تو ہم کیجے

سبق کی طرح اسوجہ سے اور
بھول جاتے ہین کہ انہین کسی کا یاد
نہین ہوتا اور جیسا اوسنے فرط جوش
مین گرگذرتے ہین انکا یہ حال ہوتا
کہ اوہر جوش گھٹا اور جب ارادہ
فرجاتے لگا - فرط شادی وغم جوش
ساتھ ہی تبدیل ارادہ [illegible] تبدیل
بھی ہوجاتا ہے - مثل مشہور ہے زود
فریہ - زود لاغر - جن طبیعتون
مین خوشی کی زیادہ قابلیت ہوتی
ہے انہین رنج کا بھی زیادہ مادہ
ہوتا ہے شادی وغم جہان مین توام
ہین - تو رنج کے ساتھ اگر [illegible]
ہے - دنیا عالم اسباب ہے - پس کچھ
جائے تعجب وحیرت نہین کہ لوگونکی
محبت ایک شخص کی موافقت یا
ناموافقت زمانہ کے ساتھ متغیر ہوجاتی
اور یہ عقدہ ہنوز حل نہین ہوا ہے
کہ دوست ذریعۂ اقبال ہین یا
اقبال باعث حصول دوست ہے -
ادبار کا رخ کرنا اور دوستونکا
منہ موڑنا - ثروت اور مرتبت کا
آنا دشمنون کا دوست بنجانا تو
آئے دن کی بات ہے - محبت تو
جانو بالکل مساعدت زمانہ سے
ہمدوش ہے جو دوستون کی دوستی
سے مستغنی ہین انھین کو دوست

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کامیابی [illegible]
ایسے ہین تو ہمیشہ خیال کرلو کہ دوسرا
شوہر نہ کرونگی - لیکن جس وقت پہلا
شوہر مرا یہ خیال یک قلم ہوا ہوجائیگی -

ملکہ تماشہ والی - خدا نہ کرے خدا نہ کرے !! اے اللہ تو
مجھے اسدن کے واسطے زندہ رکھنا !! اگرمین
ایسا کرون تو میرے دیدے گھٹنون
کے آگے آئے دانہ دانہ کو محتاج ہون!
میرے تن بدن کو سانپ ڈسین -
پور پور کوڑ چوے - دن کو چین اور
رات کو آرام نصیب نہو - ساری
امیدون کا ستیاناس ہوجائے -
کسی کی آئی مجھے لگجائے - خوشی اور
شادمانی سے بے بہرہ ہون - خدا
کے دیدار اور محمد کی شفاعت سے
محروم ہون - دنیا چھٹلے - دونو جہین
مین تھل بیڑا نہ لگے جو کبھی بیوہ ہوکے
مین عقد کا ارادہ بھی کرون -

جہانگیر - اور پھر بھی جو اس قسم کو توڑ ڈالے
(دبا تو سہی)

تماشے والا بادشاہ - ہان بلا شک یہ سخت
قسمین ہین - اچھا میری پیاری اب
تم مجھے ہیبت چھوڑ دو - طبیعت اچاٹ
کچھ بے کیف ہو رہی ہے اگر تھوڑی
دیر آنکھ لگجائے تو شاید بدمزگی دفع
ہو جائے -

تماشے والی ملکہ - آمین اللہ اخدا نے چاہا -
سو رہئے تمھاری طبیعت شگفتہ
ہو جائیگی - [illegible] اگر [illegible]
جیتے جی انکار و نکتا میلا نہو -

جہانگیر - کیون آماجان تماشا کیسا ہے -

ملکہ - مین تو سمجھتی ہون ملکہ اظہار محبت مین
ذرا مبالغہ اور ہوشکرتی ہے -

جہانگیر - مگر وہ دیکھیے گا اسپر قائم رہیگی -

بادشاہ - تمنے یہ تماشا دیکھا ہے کوئی آئینہ
خطرہ تو نہین ہے ؟

جہانگیر - جی نہین فقط یو نہین ہے - سچ مچ
زہر تھوڑی ہی ہے - صرف تماشا
کرتے ہین خطرہ وطرہ کچھ نہین -

بادشاہ - اس تماشے کو کیا کہتے ہین -

جہانگیر - اسکو کہتے ہین " موشدان " یہ ایک
قتل کی نقل ہے جو بصرے مین ہوا تھا
شاہ کا نام شاہجہان ہے اور ملکہ
کا قمرالنسا - تھوڑی دیر مین آپ
ملاحظہ کیجیے گا کیسا ظلم ڈھایا ہے
لیکن ماراچہ - ہم آپ جنکے دل مین
چور نہین کسی برائی بھی [illegible] ہین گے

مگر ہان جنکے دل ملوث ہین اُنکے کلیجے
البتہ دھک دھک ہونے لگینگے -

قمرالزمان آیا

اسکا نام قمرالزمان ہے - یہ بادشاہ
کا بھائی ہے -

مہربانو - سرکار تو پورے شارح ہین -

جہانگیر - ہان بیشک - اگر میرے سامنے
کٹھ پتلیون کا تماشا ہو تو مین تمھاری
اور تمھاری محبت کی اصلی کیفیات
کو بھی [illegible] طور سے بیان کر سکتا ہون -[1]

مہربانو - کیا خوب یک نشد دو شد -

جہانگیر - یہ تعریف تمھارے شوہرون پر صادق
بھی آتی ہے - ہان قاتل شروع کر -
منہ کیا بنا رہا ہے - جلد شروع کر
زاغ بانگ انتقام دے رہا ہے -

قمرالزمان - خیالات خبیثہ - اور وساوس شیطانی
موجود - دست و بازو مین قدرت -
دوا کاری - گھات اور موقع مناسب
کوئی دیکھنے والا بھی نہین - ہان آ
چٹکی بجاتے بنے ہوے ٹکے جو آدھی
رات کی چنی ہوئی بوٹیون سے طیار
ہوا ہے اور جسمین [illegible] کرکے زہر
ہلاہل بھر گیا ہے - اپنی تاثیر صحیح و
سالم جان پر دکھلا تو دے -
(سوتے کے کان مین عرق ڈالدیا)

جہانگیر - غضب خدا کا ملک کے واسطے زہر
دیتا ہے اسمین کا نام شاہجہان ہے

[1] [illegible] کہ تمہاری محبت [illegible] کٹھ پتلیون کا [illegible]

یہ قصہ نہایت دلچسپ و شستہ
فارسی عبارت میں موجود ہے تھوڑی
دیر میں آپ دیکھئے گا کہ قاتل بانو نے
شاہ پر کیسے ڈورے ڈال کر اپنی
محبت کا اسیر کیسے لیتا ہے۔

مہر بانو۔ جہان پناہ اٹھتے ہین۔

جہانگیر۔ آتشبازی سے ڈر گئے!

ملکہ۔ کیون کیسا مزاج ہے؟

مرزا صاحب۔ تماشا موقوف۔

بادشاہ۔ روشنی لاؤ جلد۔

حاضرین جلسہ۔ روشنی! روشنی!

(صرف جہانگیر اور اختر مرزا رہگئے)

جہانگیر۔ ہت ترے مردود کی بھلا مین جانتا
کہان تھا کہ یہ چنچل شکار کو اسقدر
مہلت دینا چاہیے کہ تنہائی مین
بیٹھکر اپنے زخمون پر روئے۔ ایک
کو خوشی دوسرے کو رنج۔ یہی دنیا
کا کارخانہ ہے۔ اپنی اپنی افعال۔

رباعی

آرام سے رات کو کوئی سوتا ہے
زانو پہ جھکائے سر کوئی روتا ہے
اعمال کا ہر اک کے نتیجہ ہے عیان
حاصل ہوگا وہی جو تو بوتا ہے

کیون صاحب اگر خدانخواستہ اقبال
مجھ سے پھر جائے تو کیا لوگ تماشہ
مین ہاتھون ہاتھ مجھے نہ لے لین گے؟

اختر مرزا۔ اے حضور ہاتون ہاتھ کیا
بلکہ بسر و چشم۔

جہانگیر۔ اختر واللہ اُس روح کی بات ٹھیک
سچ نکلی۔ تمنے اسوقت غور کیا تھا؟

اختر۔ حضور بہت اچھی طرح۔

جہانگیر۔ زہرہ کی گفتگو پر۔ ؟

اختر۔ جی ہان حضور خوب ہی غور کیا تھا۔

خواجہ ہاشم اور میر صفدر مین آئے

خواجہ۔ حضور کچھ عرض کرنا ہے۔

جہانگیر۔ شوق سے بے تکلف۔

خواجہ۔ جہان پناہ حضور۔

جہانگیر۔ ہان تو کیا ہوا آنکو!

خواجہ۔ اپنے کمرے مین ہین۔ دشمنون کی طبیعت
بہت نادرست ہے۔

جہانگیر۔ شراب سے۔

خواجہ۔ نہین حضور علالت سے۔

جہانگیر۔ تو حکیم سے یہ کیفیت بیان کرنا چاہیے
میرے علاج سے تو اور دردسر
زیادہ ہوگا۔

خواجہ۔ اے حضور صاف صاف گفتگو کیجیے
اور میرے مدعا سے وحشت کی نہ کیجیے۔

جہانگیر۔ وحشت کیسی مین تو مانوس ہون۔
اچھا فرمائیے۔

خواجہ۔ حضور کی والدہ ماجدہ نے گھبرا کے
مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے۔

جہانگیر۔ آپ نے یہ تکلیف گوارا کی مین نہایت
ممنون ہوا۔

خواجہ۔ مین حضور کے اس خلق و عنایت کا
شکریہ ادا کرتا ہون۔ مگر آپ اگر ستاب

جواب دینی تو ہین شہنشاہ بیگم کے
ارشادات حضور کو مطلع کرون۔
ورنہ رخصت ہونیکی معافی چاہتا ہون۔

جہانگیر۔ جی نہین۔ مین نہین دے سکتا۔

خواجہ۔ اے حضور۔ کیا نہین ؟

جہانگیر۔ مناسب جواب۔ میری عقل
ٹھکانے نہین۔ لیکن جیسا برا بھلا
دیکھتا ہون دونگا۔ آپ ارشاد
تو فرمائیے۔ فرمائیے حضرت شہنشاہ بیگم
کیا فرماتی ہین۔

خواجہ۔ فرماتی ہین کہ آپ نے انکو سخت متحیر
اور پریشان کیا۔

جہانگیر۔ واہ میان لڑکے واہ۔ تمنے اپنی
مان کو متحیر کردیا! شاباش۔
ہان اسکے بعد کیا فرماتی ہین۔
فرمائیے۔

خواجہ۔ ارشاد فرمایا ہے کہ قبل سونے کے
میرے پاس آنا۔ مجھے کچھ کہنا ہے!

جہانگیر۔ بسر وچشم۔ پھر مان ہی ہین!
اور کچھ کہنا ہے ؟

خواجہ۔ حضور آپ کبھی مجھسے بہت محبت
کرتے تھے۔

جہانگیر۔ اہین۔ اور کیا اب نہین کرتا۔

خواجہ۔ کیسے معلوم ہو۔ اس غم اور اس
خلل دماغ کا حضور سبب ہی نہین
بتاتے۔ اور اسمین شک نہین ع
این نالہ دلخراش بے دردی نیست
دوست سے کہدینے مین دلکا بوجھ
ہلکا ہوجاتا ہے۔ دوست سے مخفی
رکھنا گویا خود اپنی صحت کا دشمن
ہونا ہے۔

جہانگیر۔ اچھا۔ اب بتلا ہی دون آپ کو
سُنیئے ؎

سخن درست بگویم نمے توانم دید
کہ مے خورند حریفان و من نظارہ کنم

مین عروج مرتبت سے محروم رہا۔
بس اصل بات یہ ہے۔

خواجہ۔ یہ کیونکر۔ جہان پناہ تو جانشینی کے لیے
حضور سے اقرار ہی کرچکے ہین۔

جہانگیر۔ جی ہان۔ جب بابا مرینگے تب
. . . . . .

تماشے والے باجے لے کر موجود ہوے

اخاہ۔ باجے ہین۔ مین بھی تو دیکھون
ایک ذرا یہان تشریف لائیے۔
(خواجہ سے)
کیون حضرت مجھے کس دام مین آپ
پھنسانا چاہتے ہین۔ ان میٹھی میٹھی
باتون کا دانہ جو آئے دن آپ
ڈالتے ہین تو کسواسطے۔

میرصاحب۔ حضور اصلا یہ نہ خیال فرمائین
مین کچھ پابند فرض ہی نہین ہون
بلکہ پابند محبت بھی ہون۔

جہانگیر۔ معاف کیجیے گا۔ مین اچھی طرح
آپ کا مفہوم سمجھا نہین۔ خیر یہ بانسری

اُسے چھوڑ دینگی - اور حضور کے ارشاد
قول کے موافق ماں کے علاوہ کوئی
اور بھی سُننے والا ضرور ہے کیونکہ
پھر بھی ماں ماں ہی ہے آداب عرض
کرتا ہون - قبل اسکے کہ پیر و مرشد
استراحت فرمانے جائینگے مین حاضر
ہو کر گذارش کرونگا -

بادشاہ - مین نہایت درجہ متردد ہون -
(مرزا آغا حسن گئے)

اُف مجھسے کیسا گناہ کبیرہ سرزد
ہوا - خدا کو ضرور بُرا معلوم ہوا -
ہاے اُس وقت مجھپر کیسا شیطان غالب
ہو گیا تھا - مینے قابیل کا سا عذاب
اپنے سر لیا - اُف - رباعی

ای آنکہ دوای دردمندان دانی
درمان و علاج مستمندان دانی
احوال دل خویش چہ گویم از تو
ناگفتہ تو صد ہزار چندان دانی

مگر ہاے دعاے مغفرت کے لیے ہاتھ
تک نہین اُٹھتے - گناہ کی سنگینی کا
خیال ہاتھ اُٹھانے کی جرأت
نہین کرنے دیتا - یا اللہ کیسے غضب
مین ہون - نہ یہ کرتے بن پڑتا ہے
نہ وہ -
مانا کہ بھائی کے خون سے یہ ہاتھ
آلودہ ہو کر گندہ ہو گیا تو کیا خدا کے
دریاے رحمت و مغفرت مین اتنا
پانی نہین ہے جو اسکو دھوکے پاک
کر دے - شعر

پیشانی عفو ترا پُرچین نسازد جرم ما
آئینہ کی برہم خورد از زشتی اعمال ما

آخر رحم تو ہی کے واسطے مشہور ہے کہ
ع - ہستیِ تو کرامت گناہگاران شد
پھر مین نا امید کیون ہون - اثر دعا
کا سواے اسکے اور کام ہی کیا ہے
کہ ڈگمگاتے ہوے کو قبل گرنے کے
سنبھال لے اور گرے ہوے کو جھاڑ
پونچھکے اُٹھالے - اسلیے مین
بھی اُسکی درگاہ مین دعاے مغفرت
مانگونگا - مجھے امید ہے کہ وہ میرے
گناہ سے درگذرے مگر مانگون تو
کس طریقے سے ؟ - یا اللہ مین نے
جو خون کیا ہے وہ معاف کر دے
لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ کسی طرح
کافی نہین - جن باتون کے لیے مینے
خون کیا اُن سب سے تو مین جُدا
نہین ہوا - تاج بھی ہے - تخت بھی
اور ملکہ بھی - بھلا کیا یہ ممکن نہین ہے
کہ مجرم حاصلات قتل بھی رکھے
اور بخشش بھی دیا جاے ؟ اس دنیا
کے بگڑے ہوے کاروبار کا تو البتہ
یہ نقشہ ہے کہ شاذ و نادر انصاف
مجرم کے مٹھی بھرے ہاتھ کو جھڑک
دیتا ہے اور اکثر اوقات مفاد جرم

۱؎ یہ مرزا صاحب کی خوشامدانہ گزارش ہے

انصاف کا ہاتھہ روک لیتا ہے
مگر خدا کے یہان یہ کچھہ چل نہین سکتا۔
وہان گریز محال ہے۔ ٹھیک ٹھیک
جرم قائم ہوجاتا ہے اور اُلٹے ہمین کو
اپنے خلاف گواہی دینی پڑتی ہے
پھر اللہ اللہ خیر صلاح وہان رہ ہی
کیا گیا۔ خیر اب یہ دیکھنا چاہیے کہ
توبہ سے کیا نفع ممکن ہے مگر خالی توبہ
جبتک حاصلات جرم پر لات
نہ مارئے بیفائدہ ہے۔ ہائے کس مخمصے
مین ہون نہ اُگلتے بنتا ہے نہ نگلتے!
اور دل کی کیا بُری کیفیت ہے اُس
مُرغ نوگرفتار کی مثال ہے جو جسقدر
آزادی کے واسطے پھڑپھڑاتا ہے اور
لاسہ مین لتھڑا جاتا ہے۔ ای ملائک
للہ ایک بیکس کے ایسے بُرے وقت
مین کچھہ مدد کرو۔ اے ضدی گھٹنو
برائے خدا جھک جاؤ۔ ای فولاد کے
دل ذرا موم ہوجا تو ابھی سب بگڑی
بنجائے۔

(سجدہ کرنے لگا)

جہانگیر آیا

موقع تو ہے اسی وقت قصہ پاک
نہ کردون۔ مگر اب تو وہ سجدے مین
جھک گیا اگر اسوقت مارتا ہون تو
سیدھا بہشت کو جاتا ہے۔ پھر یہ قصاص
ہوا کہ ثواب پہونچانا۔ اسپر خوب غور
کرلینا چاہیے۔ آبا جان کو تو اس ظالم
نے ایسے وقت مین مارا کہ تلقین
کے واسطے ہاتھہ اُٹھانے کا بھی
موقع نہ ملا۔ معصیتون اور سیات
مین لتھڑے ہوے سدھارے۔
واللہ اعلم اب وہ کس حالت مین
ہون پھر مین اُس باپ کا بیٹا
ہوکر اس ابلیس کو اپنے ہاتھون بہشت
پہونچاؤن یہ ہرگز عوض نہین
کہلا سکتا۔ اسوقت اشک ندامت
اسکے دل سے گرد معصیت دھورہے
ہین اور سیدھا نجات کی راہ پہ
ہے۔ ایسے وقت قصاص لینا
ہرگز قرین مصلحت نہین۔ اونہونہ!
بس اے تلوار بس (میان مین
رکھہ کر) اور کسی موقع پر ہی جب
کبھی نشہ شراب سے چور ہو یا بادہ
غیظ مین مخمور یا غرق دریاے
فسق و فجور یا کسی اور ایسے فعل
مین مشغول ہو جو مانع مغفرت ہو۔
اُسوقت البتہ۔ تاکہ اُسکی روح خلاب
معصیت مین آلودہ رہے اور
دوزخ مین پھینکی جاے۔ آبا جان
منتظر ہونگی۔ جاؤ اسوقت بچ گئے
کچھہ دن اور زندگی تلخ کے دن
بھرلو۔ خیر۔
رات دن گردش مین ہین سات آسمان

نادر شاہ کا نقشہ نہ کچھ گھبرایا نہ کیا

بادشاہ - (استادہ ہو کر) الفاظ دعائیں

جب صرف زبان شکر آیہ ہو لی

اور دل ہوا تو کر ن کام کی - دعائیں

از حضور قلب و خضوع و خشوع

ہرگز قبولیت کا منہ نہیں دیکھتی -

....

سین چہارم - ملکہ کا کمرہ

ملکہ اور مرزا آغا حسن

....

مرزا - بس آتے ہی ہونگے - دیکھیے صاف

صاف یون کہا یگا کہ تمھاری

آزادی اور طرز روش سے ہم سب

پریشان ہو گئے این - مین ابتک

برابر تمھارے قصورون کو ڈھکتی

جاتی ہون اور جہان پناہ کی آتش

غضب کو ٹھنڈا کرتی رہتی ہون -

مین یہان چھپا رہتا ہون - دیکھیے

مین مکرر عرض کیے دیتا ہون

صاف ہی صاف کہیے گا -

جہانگیر - (باہر سے) اماجان -

ملکہ - آپ خاطر جمع رکھیے - اچھا اے حضرت

ہٹ جائیے - معلوم ہوتا ہے وہی

ہے -

(مرزا آغا حسن پردہ کی آڑ میں چھپ جاتا ہے)

جہانگیر آیا

جہانگیر - اماجان - کیا ارشاد ہے ؟

ملکہ - جہانگیر تمنے اپنے باپ کو بہت ناراض

کر دیا -

جہانگیر - اماجان آپ نے میرے باپ کو بہت

ناراض کر دیا -

ملکہ - ائین ! یہ گستاخانہ جواب -

جہانگیر - ائین ! بیہودہ سوال -

ملکہ - ائین ! یہ آج تمنے کیا ؟

جہانگیر - کیا ماجرا کیا ہے اماں !

ملکہ - کیا تم مجھے بھول گئے -

جہانگیر - واللہ نہیں - آپ یہ کیا فرماتی ہین

آپ ملکہ ہین آپ اپنے دیور کی

بیوی ہین اور کاش کہ ایسا نہوتا

آپ میری مان ہوتین -

ملکہ - اچھا مین انکو بلاتی ہون جو گفتگو

کر سکتے ہین تمسے -

جہانگیر - خیر ذرا بیٹھ جائیے - مین آپ کو ایک

آئینہ دکھاتا ہون جسمین آپ اپنے

دل کی سچی سچی تصویر دیکھینگی -

ملکہ - کیا کریگا ؟ کیا مجھکو مار تو نہین ڈالے گا

ارے دوڑو لوگو - دوڑو -

مرزا - (پردہ سے) ارے کیا ہے - دوڑو -

دوڑو -

جہانگیر - (تلوار کھینچکر) ائین یہ کیا چوہا ہے

ہٹ تو ہے کی -

پردہ مین گھسکر

مرزا - (پردہ سے) ہائے مار ڈالا -

(گر پڑا اور مر گیا)

ملکہ- ہائے میرے اللہ! ارے یہ تو نے کیا کیا؟

جہانگیر- مین نہین جانتا تھا- کیا بادشاہ سلامت

نالتے ہیں؟-

ملکہ- اُف- خون! بُرا ہوا-

جہانگیر- قتل!! بس اماجان ایسا ہی خراب

ہے جیسے ایک بادشاہ کو قتل کرکے

اُسکے بھائی سے شادی کر لینا-

ملکہ- ایک بادشاہ کو قتل کرکے!

جہانگیر- جی ہان قتل کرکے-

(پردہ اُٹھایا مرزا آقا حسن کو پہچانا)

کم بخت بیوقوف- دخل در معقولات

خدا حافظ-

ہائے تو تھا-! ارے مین تو سمجھا تھا

ترا "جہان پناہ" ہے- خیر اپنی

تقدیر پر صبر کرو- زیادہ کف افسوس

نہ ملیے- ذرا بیٹھ جائیے- مین آپکا

دل ملونگا اگر اسمین کچھ بھی

نرمی اور روشنی باقی ہے اور

مذموم عادات مزمنہ سے بالکل

ناقابل الاقرار اور تاریک نہین

ہوگیا ہے تو-

ملکہ- اے ہے تو مین نے کیا قصور کیا ہے جو

تو ایسی سخت باتین کرتا ہے؟

جہانگیر- ایسا فعل جسنے حسن اور عصمت

دونون کا نام بدنام کیا عصمت

کو محض دھوکے کی ٹٹی بنا دیا اور

محبت صادق کی پیشانی سے

گلاب کا پھول لے لیا اور اُسکی جگہہ

داغ بدنامی لگا دیا- ایسا فعل

جسنے عقد کو بالکل مبتذل کر دیا اور

ایسا فعل جسکو دیکھ کے آسمان اور

زمین باوجود دیرینہ سالی ایسی تھرا رہے

ہین کہ گویا قیامت آن پہونچی-

ملکہ- یا اللہ تو وہ کون ایسا فعل ہے

جسکی تمہید اس شور و شوری سے

ہو رہی ہے-

جہانگیر- اس تصویر کو ملاحظہ کیجیے اور اسکو

بھی- دو بھائیون کی تصویرین

ہین- اِسکے چشم و ابرو- زلف

و گیسو سے کیا حسن دلفریب

ٹپک رہا ہے- پری تمثال مشتری

خصال- زہرہ جبین- ماہ مبین-

مشین بہ تاج و تخت- قرین

بہ دولت و بخت- مریخ چشم-

عطارد حشم- صولت و جبروت کی

نشانی- تاج جسپر شایان- تخت

جسکو مزین- یہ تمھارا شوہر تھا-

اور ادھر دیکھو اب یہ شوہر ہے-

جسنے بسان زنگ اپنے حقیقی بھائی

جوہر دار فولاد کو کھا لیا ہے- یہی

تمھاری آنکھین ہین! کیا تمکو

اس بدذات سے راحت کی امید ہے؟

کیا تم اِس ناہنجار پلید سے محظوظ

ہو سکتی ہو-! تمھاری آنکھین ہین؟

یہ محبت تو نہیں ہو سکتی۔ تمھارے
سن میں اب وہ ولولہ کہاں۔
وہ جوش کدھر۔ اب تو سب باتوں
سے دل سرد ہے سہ
بوڑھے ہوئے ہے نہ تکلف شباب کے
ایک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے
اب عقل و تمیز کا زمانہ ہے۔ دیکھو
تمیز اس تصویر کے سامنے اسکو کیا
بتلاتی ہے۔ جس تو تم میں ضرور ہے
ورنہ حرکت کیونکر ہوتی۔ مگر اتنا
ضرور ہے کہ وہ معطل ہو گیا ہے۔
سمجھ داری سے کہا جاتا ہے۔ آجتک
کسی فریقتگی کا ایسا غلام نہیں ہوا،
بلکہ شمہ تمیز ہمیں ضرور باقی رہا جو
ایسے اختلافات میں کام دیا کیا
ہے۔ معلوم نہیں کس کمبخت خبیث نے
تمھاری آنکھوں پر پٹی باندھ دی
افسوس اگر آج جو اس خمسہ میں
سے کسی کا کچھ حصہ بھی باقی ہوتا
تو کیوں یہ آفت آتی۔ اے شرم و
خجالت کہاں ہے تیری تاثیر!
باغی جہنم اگر تو سن رسیدہ۔
ناتہ دیدہ عورت میں اتر نہیں
پیدا کر سکتا تو گرما گرم نوجوانوں
کے واسطے نیکی کو موم ہو کر اپنی حرارت
میں آپ گداز ہو جانے دے اور
اشتعال طبع کے افعال میں انفعال

نہ پیدا کر۔

ملکہ۔ جہانگیر از برائے خدا بس کر۔ تو تو مجھے میرے دل کی آتی کیفیت دکھلائے دیتا ہے۔ میں دیکھ کر سہمی جاتی ہوں کہ سارا دل سیاہ داغوں سے بھرا ہے اور یہ تا یہ عشر چھوٹتے کے نہیں۔

جہانگیر۔ اور پھر ایسے ملعون سے اختلاط اور محبت ایسے ناہنجار سے قربت۔

ملکہ۔ بس بس للہ اور زیادہ نہ کہہ۔ یہ باتیں میرے کانوں میں خنجر سا پیرے جاتی ہیں۔ ارے بس کر بس میرے بیٹا جہانگیر بس۔

جہانگیر۔ کمبخت۔ جہنمی۔ نامعقول۔ خونی۔ بدمعاش۔ اور جو آپ کے پہلے آقا کا عشر عشیر نہیں سارق!! تاج اٹھالیا اور جھپ سے اپنے سر پر اوندھالیا۔

ملکہ۔ للہ بس کر۔

جہانگیر۔ نامعقول! یہ کم بخت اور تاج۔

روح آئی

ای محافظان فلکی! للہ مجھے بچالو
اپنے بازوؤں میں چھپالو!
تو حضور نے کیوں تکلیف فرمائی۔

ملکہ۔ ہائے افسوس۔ ہائے رے دیوانے[۵۱]

جہانگیر۔ کیا اپنے قصوروار بیٹے کو ملامت کرنے آئے ہیں۔ بیشک وہ تقصیروار ہے۔ آئے آپ کے ایسے ضروری حکم

[۵۱] ملکہ کو روح نظر نہیں آئی۔

کی تعمیل مین کوتاہی کی- مین خوب
جانتا ہون کہ آپ اپنے قصوروار
مجھول بیٹے کو جسنے تعمیل حکم مین
کمی کی لعنت ملامت کرنے ہی کو
آئے ہین-

روح- دیکھو بھولنا نہین- میرا آنا تمھارے
زنگ آلودہ ارادے کو جلا دینے
کے لیے ہے- ذرا اپنی مان کو تو
دیکھو کہ کس حالت صدمہ مین
مین ہے- بیٹا انکو تسلّی دو-
انکا دل اسوقت خوف و انفعال
کا نخچیر ہو رہا ہے اور ضعیف الجثہ پر
خیالات اپنا بہت برا اثر کرجاتے
ہین-

جہانگیر- کیون جناب کیا حال ہے؟-

ملکہ- ہاے افسوس! مین دیکھ کے کڑھتی
ہون کہ یہ تیرا کیا لیکھا ہو رہا ہے
یہ تو دیکھتا کس طرف ہے اور باتین
کس سے کر رہا ہے- ہوا سے!
بیٹا تیری آنکھون سے وحشت
ٹپک رہی ہے جس سے تیرے دل
کی کیفیت ظاہر ہے- رونگٹے کسطرح
کھڑے ہین جیسے سوتے سپاہی میدان
جنگ مین آواز قرنا سے- اس خون
کی آگ کو صبر کے پانی سے ٹھنڈا
کرو- مین واری یہ تم دیکھ
کسکو رہے ہو مجھے بھی تو ذرا بتلاؤ-

جہانگیر- انکو- انکو- دیکھو تو کس غور سے
دیکھ رہے ہین- چہرہ پر زردی چھائی
ہے- اگر پتھر بھی انکی ترحم خیز صورت
دیکھین اور انکے حال کو سنین تو
پسیج جائین- اب آپ میری طرف
نہ دیکھین شاید میرا دل بھر آئے
اور مجھکو اس ارادے[۱] کے پورا کرنے
سے باز رکھے اور اس کیفیت مین
مبادا تغیر کا رنگ آجائے تو پھر
خون کے بدلے آنسو ہی نظر آئین-

ملکہ- یہ کس سے تو کہہ رہا ہے-؟

جہانگیر- کیا آپ نہین دیکھ رہی ہین؟

ملکہ- مین! کچھ بھی نہین- لیکن جو کچھ
یہان پر موجود ہے وہ سب میری
آنکھون کے سامنے ہے-

جہانگیر- اور آپ نے کچھ سنا بھی نہین!

ملکہ- کچھ بھی نہین-؟

جہانگیر- کچھ بھی نہین؟ دیکھیے وہ ہین-
دیکھیے کیسے دبے پاؤن چلے جاتے
ہین- ابا جان وہی پوشاک
وکپڑے پہنے ہین جو حیات مین پہنے
تھے- اب بھی دیکھیے وہ دہلیز
کے پاس وہ وہ!

(روح چلی گئی)

ملکہ- بالکل وہم ایسے توہمات کے پیدا کرنیکا
تو تو بادشاہ ہے-

جہانگیر- یہ جو کچھ مینے کہا اسکو جنون نہ خیال کیجیے

[۱] چچا کے قتل کا

ہاتھہ گنہگار دراز ہی کیا - امتحان
نہ لیجیے - جو تہمت بیٹے کو مناسب نہ سمجھیے
سب ابھی دو پہر اسکے جاتا ہون کہ
نہین - اگر لغزش ہون سے تو ضرور
بہک جاؤن گا - آپ جان اسکے آخر
اپنے دل پر تھوڑی ٹھنڈک پہنچا دیں
مرہم نہ رکھو - یہ میرا نصیحت نہین -
بلکہ آپ کے دل کا چور کہتا ہے -
یہ زخم کا انگور باندھ دے گا مگر
زخم کا چور اندر ہی اندر کام کریگا
اور تمام جسم مین زہر پھیلا دیگا -
اسلیے درگاہ الٰہی مین تضرع و زاری
خواستگار معافی تقصیر ہونا چاہیے
گذشتہ پر منفعل ہوجیے آیندہ کیواسطے
احتیاط کا عہد کیجیے اور بیکار کو خود
ناقص پودون کو بانس ڈال کر
اور نہ بڑھائیے - مجھے امید ہے آپ
اسوقت میری درشت گوئی معاف
کیجیے گا - زمانہ نے ایسی الٹی گنگا
بہائی ہے کہ نیکی کو بدی سے صدق
کو کذب سے طالبِ معافی ہونا پڑتا
ہے -

ملکہ - جہانگیر تو نے میرے دل کے دو ٹکڑے
کر ڈالے -

جہانگیر - اچھا تو ناپاک ٹکڑا پھینکدیجیے
اور پاک رہنے دیجیے -
اب تسلیمات عرض کرتا ہون

لیکن ایک بات کہے جاتا ہون چچا
کے قریب تک نہ جائیگا - تجھے نہین تو
ظاہر انکی کتاب تاوہی لیجیے - جسطرح
مشق سے بری عادتین جبلی خو ہون
پر تسلط کرلیتی ہین اسی طرح
عمدہ اعمال کی مداولت سے بری
عادتین بھی اچھی ہو جاتی ہین -
آج کی رات صبر کیجیے - کل اسکی صبر
کی طاقت سی قدر کم ہو جائیگی پرسون
اور بھی کم - رفتہ رفتہ عادت طبیعت
کو تغییر کر دیگی اور جبکہ آپ انفعال
وندامت سے اپنا دل پاک کرکے رحمت
حق کی طالب ہونگی - اسوقت مین
بھی آپ سے اپنے حق مین دعاے خیر کا
ملتجی ہونگا - اس بیچارے (مرزا
آغا حسن کی طرف اشارہ کرکے)
سے سخت نادم ہون - مگر خدا کی مرضی
ہی یون تھی کہ مین اپنی سزا کو
اسکے سبب پہنچون اور یہ میرے سبب
مین مرتکب قتل ہون اور وہ قتل -
اچھا لیے جاتا ہون - نعش کو ٹھکانے
لگا دون گا - اور اگر کوئی باز پرس
کرے گا تو جواب شافی سے بھی مطمئن
کر دون گا - رخصت ہوتا ہون -

ملکہ - تو پھر مین اب کیا کرون!

جہانگیر - بس وہی جو مین کہتا ہون - آج
سے اسکے ناپاک ہاتھہ آپکے جسم کو

آلو وہ نگر سکین وہ آن سے دود
کی مکھی کی طرح الگ تھلگ
رہے - آج کے دن کو ذرا ہی دن
خیال کیجیے جس دن ابلیس لعین
مردود ہوا تھا - مین اس امر کا
آپ کو یقین دلاتا ہون کہ میرا جنون
اصلی نہین بلکہ مصنوعی ہے ---
ایک امر کا مجھے اور خیال آیا کہ آپ نے
انکشافِ راز کی استدعا کیے سو وہ
کیونکہ یہ ممکن ہی نہین - جب آپ
وہ یکجان دو قالب ہین مگر یہ بھی
جتائے دیتا ہون کہ ضرر سے بچنا بھی
محال ہے اس حالت مین آپ نے شاید
وہ قصہ سنا ہو کہ ایک بیوقوف نے
ایک چڑیون کا جھوا جو چھت پہ
رکھا ہوا تھا کھول دیا - چڑیان پھر
سے اڑ گئین - حماقت نے گدگدایا
کہ ہو نہو اس جھوے ہی مین اثر پرواز
ہے آؤ دیکھا نہ تاؤ - بس ایک دفعہ
اسمین بیٹھ گئے اور بازو پھٹ پھٹا کے
جست کرہی بیٹھے - جست کرنا تھا کہ
قلابازی کھاتے ہوے دھڑام سے
زمین پر - گردن لقا کبوتر کی سی
ہو گئی -

ملکہ - اس سے مطمئن رہو - اگر الفاظ کا مدار
انفاس پر ہے اور زندگی کا بھی انفاس
ہی پر تو جبتک زندگی ہے اس
راز کو ہوا نہ لگنے دونگی -

جہانگیر - شاید آپ کو معلوم ہو کہ مجھے جزیرہ کا
ہوشتنگ جانا پڑے گا -

ملکہ - ہان مین کہنا بھول گئی تھی - یہ تصفیہ
ہو چکا ہے -

جہانگیر - کشتیون پر مہر بھی ہو گئی ہے -
اور میرے دو ہم مکتبون کے سپرد
کیے گئے ہین - یہ دونون سیکر
حق مین افعی ہین اور اس امر کی
سعی کے واسطے ہین کہ تسمہ نہ لگا رہے
خیر مزے سے وہ دوسرے کے لیے
کنوان کھودین --- میرا بال
بیکا تھو اور ان کو تحت الثرے
جھکا دون تب تو جہانگیر -
نگہبان توی تراست " وہ ڈال
ڈال تو مین پات پات
ہم سے کہان وہ جائینگے ایسے کہان کے ہین
جب دونون شاطر لڑانے والے
ہوتے ہین اسوقت کنکوون کے
پیچون مین لطف ہوتا ہے -
ان حضرت کے ہاتھون مجھے بوریا
بدھنا باندھنا پڑا - مرنے کے بعد
بھی چھیڑ چھاڑ چلی جاتی ہے - سلامتی
سے دفان بھی ہوے تب بھی ہمین کو
کھلے --- دوسرے کمرے مین گھسیٹے
لیے جاتا ہون -
امان جان تسلیمات عرض ہے

کیون تشبیہ بار صاحب - یہ اسوقت
آپ کیسی الٹی گنگا بہا رہے ہین -
وضعداری کے منے تو یہ نہین -
حضرت سلامت - اللہ اللہ - یہہ
سنجیدگی یہ متانت - آپ تو ایسے منہ
باندھے پڑے ہین جیسے خدا نے زبان
ہی نہین دی تھی - زندہ تھے تو ایسے
مزاج پراق تھے کہ پناہ بخدا - ۶
کس شنوم و یا نشنوم من گفتگوئے
میکنم - حضور کی زبان مین مرحوم قبلہ نما
کی تڑپ تھی - ماشاء اللہ سے تھکنے

کا نام ہی نہین لیتی تھی - مین لڑکپن
سے آپکی زبان کا عالم دیکھتا تھا
کہ جیسے کسی بچے کی کسی بات پر
کھلتی ہو - خیر آئیے - اب کیا
ستے - ۶
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ٭
آداب جان تسلیمات عرض ہے،
(دونون اپنے اپنے کمرون کو گئے)
(جہانگیر مرزا صاحب کو گھسیٹتا لیگیا)
٭

باب چہارم

سین اول - قلعہ کے ایک کمرے مین ٭

(بادشاہ - ملکہ - خواجہ ہاشم - میر صفدر حسین آئے)

بادشاہ - یہ سب سلسلیان نہ خالی از علت نیہ
ست - واہین ہوئیہ - آپ بیان کیجیے
اسکی اصلی کیفیت ضرور معلوم
ہونا چاہیے - تمھارے شہزادے
کہان ہین ؟
ملکہ - تھوڑی دیر کے لیے تخلیہ ہو جاے تو
بہتر ہے -
(خواجہ و میر صاحب نے اشارہ کیا جو کر اٹھ گئے)
اُف ! ! جو آج کی رات مین نے
دیکھا ہے خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے -
بادشاہ - کیون خیر تو ہے - جہانگیر کیسے ہین ؟

ملکہ - دیوانے[58] - مزاج مین طوفان اور سمندر
کی سی کیفیت ہے - حالت جنون
مین پردے کے پیچھے کھڑے سنکر اسنے
ولایتی کھینچ لی - چلّایا "چوہا ہے
چوہا" اور اُسی فرط دیوانگی مین
بے دیکھے بھالے بیچارے مرزا کے
دو ٹکڑے کر ہی تو ڈالے -
بادشاہ - اِئین ! خون ! بھلے کو مین نہ ہوا
نہین تو کیا تعجب میرا بھی یہی حشر
ہوتا - اسکی مطلق العنانی سے سبکو
خوف ہے - کیا تم کیا مین - کیا غیر

۵۸ ملکہ راز کو چھپاتی ہے ٭

اب یہ بتاؤ اس خون ناحق کا عوام
کو کیا جواب دیا جائیگا۔ سارا الزام
ہمارے سر ہے۔ اس مطلق العنانی کا
انسداد اور بندگان خدا کا تحفظ
خاص ہمارا فرض تھا۔ لیکن
فرط محبت مانع ادائے فرض ہوئی
اس نادان مریض کی مثل
ہوئی ہے جو اپنے مرض سخت کو چھپائے
جاتا ہے یہانتک کہ جان پر آبنتی ہے،
اچھا وہ گیا کہاں آخر ؟
ملکہ۔ اسکی لاش کو علحدہ رکھنے کے لیے اور
نرم دلی تو دیکھو اب خود ہی اٹھو
بہار رہا ہے۔
بادشاہ۔ اچھا آؤ۔ بس اب مناسب یہی ہے
کہ قبل طلوع آفتاب جہانگیر
جہاز پر ہو اور جہاز سطح آب پر
رواں ہو۔ اس خون کو جہانگیر
کے دامن سے حکمت عملی سے دھونے
کی کوشش کیجائیگی۔۔۔ خواجہ صاحب!
خواجہ صاحب و میر صاحب حاضر ہوئے
آپ دونوں صاحب چند آدمی اپنے
ہمراہ لیجیے۔ جہانگیر نے فرط
جنون مین مرزا صاحب کو مار ڈالا
اور اپنی ماں کے کمرے سے لاش
اٹھا لیگیا ہے۔ دیکھیے وہ کہاں ہے
لاش کو ڈھونڈھ کے مسجد مین لائیے
ذرا عجلت کیجیے۔ (خواجہ
و میر صاحب گئے)
اچھا بیگم آؤ مصاحبین خردمند کو بلا کر
اب مشورہ لینا چاہیے کہ کیا سوگیا
اور کیا ہم کریں۔ کیونکہ گو بدنامی حرارت
برقی کی طرح دنیا مین پھیل جاتی ہے،
مگر تاہم اگر مناسب طور سے پیش بندی
کیجائے تو ممکن ہے کہ ہم اسکی آنچ سے
بچ جائیں۔ اچھا۔ اٹھو آؤ۔ اسوقت
میری روح کو ازحد اضطراب
وہراس ہے۔ چلے گئے

سین دوم

جہانگیر

جہانگیر۔ بس چین سے میٹھی نیند سوئیے۔
خواجہ صاحب و میر صاحب۔ جہانگیر! شاہزادہ جہانگیر!
جہانگیر۔ ایں! یہ شور چہ معنی دارد؟ جہانگیر
کو کون پکارتا ہے؟ آہا یہ آرہے ہیں
خواجہ و میر صاحب پہونچے
خواجہ ہاشم۔ کیوں حضور لاش کہاں ہے!
جہانگیر۔ جسد وگل مین مل گیا۔
خواجہ۔ فرمائیے کہاں ہے۔ تاکہ ہم یہاں سے
مسجد لیجائیں۔
جہانگیر۔ اسکا آپ ہرگز اعتبار نہ کیجیے۔
خواجہ۔ کہ کا۔؟
جہانگیر۔ کہ مین آپ کا راز رکھ سکتا ہوں اور
خود اپنا نہیں۔ علاوہ برین ایک

بادشاہ۔ اچھا جاییے لے آییے۔
خواجہ ہاشم۔ میر صاحب لے آییے نا !
جہانگیر اور میر صفدر حسین آئے
بادشاہ۔ جہانگیر۔ ارے مرزا صاحب کہان ہین ؟
جہانگیر دسترخوان پر۔
بادشاہ۔ دسترخوان پر کہان ؟
جہانگیر۔ ایسی جگہہ نہین جہان نوش فرما رہے ہین بلکہ جہان نوش کیے جا رہے ہین۔ کیڑون کی ایک جماعت موجود ہے اور جانور کھا کھا کے ہم فربہ ہوتے ہین مگر فربہ کسکے واسطے ہوتے ہین کیڑون کے واسطے۔ بادشاہ اور مفلس دو قسم کی کھانے کی قابین ہین مگر ایک ہی دسترخوان پر۔ بس انجام یہ ہے حضرت سلامت۔
بادشاہ۔ افسوس صد افسوس !
جہانگیر۔ اُس کیڑے سے جو بادشاہ کے گوشت سے پلا ہے مچھلی کا شکار کیجیے۔ اور پھر جس مچھلی نے وہ چارا کھایا ہے اسکو نوش فرمائیے۔
بادشاہ۔ آخر اِسکا مطلب ؟
جہانگیر۔ کچھہ نہین۔ صرف آپ کو جتانا ہے کہ شاہ تر تی معکوس کرتے کرتے فقیر کی آنتون مین پہونچ جاتا ہے۔
بادشاہ۔ میرزا صاحب کہان ہین ؟
جہانگیر۔ بہشت مین۔ کسی کو بھیجیے دیکھہ آئے۔ اگر وہ وہان نہ ملین تو پھر آپ خود جاکر دوسری جگہہ ڈھونڈھیے اور اگر ایک مہینہ کے اندر پتہ نہ لگا تو پھر زینہ سے بارہ دری جاتے وقت انکی بو ضرور پائیے گا۔
بادشاہ۔ جاؤ وہان تلاش کرو۔ (نوکرون سے)
جہانگیر۔ بہت عجلت نکرو۔ آہستہ آہستہ جاؤ۔ مرزا صاحب کہین بھاگ تھوڑی ہی جائینگے۔
(نوکر گئے)
بادشاہ۔ ہم ضروری اور مناسب سمجھتے ہین کہ بغرض تحفظ جسکی ہمکو کیسی کچھہ فکر ہے تمکو یہان سے بعجلت تمام اور کہین ٹال دین۔ بس جھٹ پٹ طیار ہو جاؤ۔ جہاز جزیرہ ہوشنگ کے واسطے طیار ہے ہوا موافق اور تمھارے ہمراہی حاضر۔
جہانگیر۔ جزیرہ ہوشنگ !
بادشاہ۔ ہان۔
جہانگیر۔ بہت بہتر !
بادشاہ۔ ہان میرے ارادون مین تو یہ ہی ہے۔
جہانگیر۔ مین ایک فرشتے کو دیکھتا ہون جو اُن سے واقف ہے۔ جزیرہ ہوشنگ کو۔ بہتر۔ اچھا اما جان تسلیم عرض ہے۔

بادشاہ - جائیے اُسکے ہمراہ جائیے جلد - توقف نہ کیجیے - جھٹ پٹ سوار ہو جیے - میرا مدعا یہ ہے کہ آج رات کو وہ یہان سے ضرور ضرور روانہ ہو جاے - بسم اللہ - لوازمات معاملہ بھی سب درست ہین اب عجلت کیجیے -

(خواجہ ہاشم اور میر صفدر حسین گیے)

اے شاہ ہوشنگ اگر تجھکو مجھ سے کچھ بھی محبت ہے اگر تجھے میرا کچھ بھی پاس ہے - اگر تیرے دل مین میری کچھ بھی جگہ ہے - اگر تجھکو مجھ سے کچھ بھی تعلق ہے اگر تو مجھے کچھ بھی سمجھتا ہے (کیونکہ اسکا مجھے یقین ہے کہ تیغ اصفہانی کے زخم ابھی بھرے نہین اور ہزیمت شکست کے اثر سے ہنوز کشت امن و آمان سبز نہین ہوئی) اگر تو رشتہ مؤانست قطع کرنا نہین چاہتا تو میری آرزوے دلی کو پورا کرے گا - جہانگیر کو ٹھنڈے ٹھنڈے شمشیر اجل کے گھاٹ اتاریگا - یہ کمبخت میرے حق مین تپ کہنہ ہے - للہ مجھے شفا دے - جبتک اسکا رشتہ حیات قطع نہین ہوتا - جامہ زندگی تنگ ہے - جبتک اسکا سر اسکی گردن سے جدا نہین ہوتا میرے دل کو چین نہین - ہجوم ہراس مین آسودگی دل دہیا کے مری جاتی ہے

چلدیا

سین چہارم - شہر سبز

شہزادہ ہمایون اختر - کپتان - سپاہی -

ہمایون اختر - کپتان - تم بادشاہ شہر سبز کی خدمت مین حاضر ہوکے عرض کرو کہ شہزادہ حسب اجازت آپ کے ملک مین ہوکے فوج لیجانے کی استدعا کرتا ہے اور یہ بھی عرض کرنا کہ وہ بلا عذر و بخوشی تمام آپکے ارشاد کی تعمیل کرنے کو طیار ہے -

کپتان - بہت مبارک حضور -

ہمایون اختر - اچھا کوچ -

(شاہزادہ اور سپاہی چلے گیے)

جہانگیر - خواجہ ہاشم - میر صفدر حسین و دیگر اشخاص آئے

جہانگیر - کیون صاحب یہ کسکی فوج ہے ؟

کپتان - شاہ اکبر آباد کی -

جہانگیر - کس مہم پر عازم ہے ؟

کپتان - ترکستان کے ایک صوبہ پر -

جہانگیر - سپہ سالار کون ہے - ؟

کپتان - شاہزادہ ہمایون اختر برادرزادۂ شاہ اکبر آباد -

جہانگیر - تو یہ اب خاص دار السلطنت کو جاتی ہے - یا صرف کسی سرحد پر -

کپتان - بندہ نواز کچا کچا حال مین آپ سے

گزارش کردون - ایک تھوڑی سی
زمین کے واسطے یہ سب طومار ہے -
وہ بھی کچھ ایسی زمین سی زمین
نہیں - اگر ایک روپیہ لگان پر سیر
سرسنڈہ دین تو بھی واللہ مجھے
تکلف ہو - اور اگر بیع کی نوبت آئے
تو واجبی ہی واجبی قیمت اُٹھے -

جہانگیر - تو پھر شاہ ترکستان اسکے تحفظ مین
کچھ سر مغزن بھی نکرینگے -

کپتان - جی نہین - ایک فوج بھیج بھی چکے -

جہانگیر - بیش ہزار فوج اور آٹھ لاکھ روپیہ
ایک ذراسی زمین کے واسطے -
دمڑی کی بڑھیا - ٹکا سر منڈائی -
ایسا جوش فتح تو امن وامان اور
دولت کی جان کے لیے سرطان ہے
جو اندر ہی اندر پک پھوٹ کے
آدمی کا کام تمام کر دیتا ہے - مین آپ
کا نہایت ہی ممنون ہوا -

کپتان - تسلیم -

(چلا گیا)

خواجہ ہاشم - تو حضور تشریف لیچلتے ہین نا؟

جہانگیر - آپ چلیے مین ابھی آتا ہون -

(خواجہ و میر صاحب گئے)

بھئی یہ تمام باتین تو میرے دل مین
لعنت ملامت کی غضب سوئیان
چبھوتی ہین اور مجھے سوتا پاکے
قصاص لینے کے واسطے ٹھنڈے
پانی کے چھینٹے دیتی ہین - اگر خواب
و خور ہی منشاء حیات ختم تو انسان
و بہائم مین فرق ہی کیا؟ انسان
جو ہمکو زیور عقل سے آراستہ
عاقبت اندیشی و حافظہ سے پیراستہ
کیا تو کچھ اسواسطے تھوڑی کہ رکھے
رکھے زنگ لگجائے - خواہ یہ خواہش کی
ہو - خواہ حزم سے پیدا ہونے والی
بزدلی - کچھ میری سمجھ مین نہین آتا
کہ جب سب سامان موجود ہین - وجہ
بھی ہے - ارادہ بھی - قدرت بھی
ذریعہ بھی - تو پھر مین کیون ہی کھڑا
رہجاؤن کہ یہ کام کرنا ہے - وہ تو
صاف توی مثالین بھی آ آ کر
مجھے بار بار ہمت دلاتی ہین -
دور کیون جاؤ اس معرکہ نیرد ہی کو
دیکھو جسکا سپہ سالار کیسا نازک تن
و نازو نعم مین پلا ہوا ہے - آفرین
اس سچے جوش ہمت پر اپنی انکی
سکے آگے انجام کار کو خاطر ہی مین
نہین لاتا - ایک ادنے سی حقیر
چیز کے واسطے اپنی پیاری جان -
اتنی فوج موت آفت اور مصیبت
کے منہ مین دیدیتا ہے - فی الواقع
اعلی مرتبت لوگ وہی ہین جو ذرا
ہی سی بات مین بگڑ جاتے ہین
جس وقت عزت پہ آنچ آئی فوراً

تلوار میان سے کھینچ لی- ہای!!
ایک مین کمبخت ہون- باپ
مارا گیا- مان کی یہ گت ہوئی-
عقل اُبھارتی ہے- غضب اشتعالک
دیتا ہے- مگر مین سب کو لوریون
سے سلاتا ہون- کس بیحیائی سے
دیکھتا ہون کہ بیس ہزار بندگان
خدا جنکو خیالی ناموری نے ایسا
محو کر دیا ہے کہ ایک ذرا سی زمین
کے واسطے جسپر بعد قتل پانون پھیلا
کے سو تک بھی نہین سکتے ہنسی خوشی
سر کٹاتے چلے جاتے ہین- جان کو
لڑکون کا کھیل سمجھتے ہین- بس-
کچھہ نہین- اب سے یا تو میرے
خیالات خونخوار رہین گے اور یا کچھہ
بھی نہین-
ہنگامۂ زبونی ہمت سے انفعال
حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیون نہو
(چلا گیا)

سین ششم

صفدر آباد- قلعہ کے ایک کمرے مین
(ملکہ- اختر مرزا- اور ایک معزز شخص موجود ہین)

ملکہ- مین اُس سے نہ بولونگی-
معزز شخص- وہ از حد مضطر ہے- فی الواقع
مجنون ہوگئی ہے- اُسکی حالت
قابل ترحم ہے-

ملکہ- اچھا تو وہ چاہتی کیا ہے؟
معزز شخص- اپنے باپ کی نسبت بک رہی ہے
کہتی ہے مین سنتی ہون کہ دُنیا
دغاباز ہے اور اپنا سینہ کوٹتی ہے
کبھی کنکریان اُچھالنے لگتی ہے-
کبھی تنکے چننے لگتی ہے- باتین واہی
تباہی جنکا سر نہ پاؤن- لوگ اپنے
اپنے طور پر معنے پہنا لیتے ہین اور وہ
سنکر کبھی ہنس دیتی ہے- کبھی سر
ہلا دیتی ہے جس سے اُنکو یقین
ہو جاتا ہے کہ ہمارے ہی معنے ٹھیک
ہین- اُسکا یہی مطلب ہے- مگر
مطلب وطلب کچھہ بھی جو ہو- محض
مہمل- جنون مین بکتی ہے-
اختر مرزا- بہتر ہے- اُس سے باتین کیجا ئین-
کیونکہ مبادا وہ شریر النفس دلون مین
اور توہمات پیدا کر دے-
ملکہ- اچھا آنے دو- (معزز شخص گیا)
(دل مین) میرے صدمہ اُٹھائے دل کو ذرا سی
سی بات خوف دلاتی ہے جیسے کوئی
آفت ٹوٹ پڑنے والی ہے- مجرم کو
کچھہ ایسے خیالی شبہات گھیرے رہتے
ہین کہ وہ تدبیر تحفظ ہی مین پکڑ لیا
جاتا ہے- سچ کہا ہے چور کے پاؤن
کہتے-

(معزز شخص اور مہربانو آئے)
مہربانو- شہر سبز کی حسین ملکہ شہنشاہ بیگم

کہاں ہین ؟

ملکہ- کیوں مہر بانو ؟

مہر بانو- (گانے لگی)

تیر پر تیر قضا آئیے گا   ایک تیور ہی چڑھا جائیگا
ہے قسم آپ کو بیرحمی کی   کیا کبھی رحم نہ فرمائیے گا
ہجر مین پاس ہین درد و الم   دل نہین ہے وہ تو کیسے بہلائیگا
آئیے آئیے دل لے لیجے   اس کھلونے سے بہل جائیگا

اُسکے کوچہ مین چلے چلیے توق
چھاؤ نی چل کے وہین چھائیگا

ملکہ- کیون بی بی اسکا کیا مطلب ہے ؟

مہر بانو- ہم نہین- پھر آپ تو ٹوک دیتے ہین

(گانے لگی)

مجھے چپ لگی مدعا کہتے کہتے   رُکے ہین وہ کیا جانے کیا کہتے کہتے
صد افسوس جاتی رہی وصل کی شب   ذرا ٹھہرا بیوفا کہتے کہتے
چلے تم کہان مینے تو دم لیا ہے   فسانہ دلِ راز کا کہتے کہتے
بُرا ہو ترا محرمِ راز تونے   کیا اُنکو رسوا بُرا کہتے کہتے
تمہارے گردون مفصل نہ چھوٹو   کہ سر پھر گیا ماجرا کہتے کہتے

ہاے !! ہاے !!

ملکہ- ہاین ! ہاین- یہ کیا بیٹی-

مہر بانو- بس سُنتے جاؤ-

(گانے لگی)

افسوس زہجر یار افسوس   وز دوری آن نگار افسوس
چمنِ نظیرم خزان بنا گاہ   گل کرد ز نو بہار افسوس
امروز قضا کند بحسرت   بر حال من نزار افسوس
اکنون چہ کنم چہ چارہ سازم   دل نیست باختیار افسوس

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

بادشاہ آیا

ملکہ- افسوس ! دیکھیے تو ذرا

مہر بانو- (گانے لگی)

جان میدہم از غم جدائی   اے والد ماجدم کجائی
خون میکنہ زدیدہ فشانم   مژگان شدہ پنجہ حنائی
جان از تن من برون نیاید   تا یابم ازین قفس رہائی
تنہا تو مرا گذاشتی حیف   اینک منم و غم جدائی

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

بادشاہ- کیون بیٹی کیسی ہو-

مہر بانو- حضرت یوسف اپنے بھائیون کے ساتھ جنگل گئے تھے- آج کا دن سبکو روشن ہے- کل کا دن سب کو اندھیرا ہے-

بادشاہ- باپ کی نسبت کہہ رہی ہے-

مہر بانو- بھائی تو کوست ہین- (ہنسنے لگی) اگر تم سے کوئی اسکے معنے پوچھے تو یہ کہد نیا-

(گانے لگی)

نالان ز دلِ حزین خویم امروز   بستہ ہمت کمر گریم امروز
وحشت کشدم بسوے صحرا   گہہ خیزم و گہہ نشینم امروز
جان بر لب و لب بنالہ دمساز   از ہجر تو این چنینم امروز
خود گو کہ شکیب و صبر و آرام   بے تو بچہ سان گزینم امروز

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

بادشاہ- یہ کب سے یہان آئی ہے-!

مہر بانو- مین جانتی ہون سب کا انجام بخیر ہوگا

صبر کرنا چاہیے۔ مگر مین کیا کرون
آنسو نگوڑے آغوشِ چشم سے گرے
ہی پڑتے ہین۔ ہائے انکو اندھیری
گور نے سپرد کر دیا۔ بھیا سے تو
چھپا رہنے کا نہین۔ مین آپ کی
بڑی احسانمند ہوئی۔ پالکی منگواؤ
تسلیم۔ تسلیم۔ تسلیم۔
(چلی گئی)

بادشاہ۔ اُسکے پیچھے پیچھے چلی جائیے۔ ذرا
اچھی طرح دیکھتے رہیے گا۔
(اختر مرزا آگئے)
ہائے ہم کے ہاتھون اسکا یہ حال
ہو گیا ہے۔ اور یہ سب باپ کی موت
کی وجہ سے۔ واقعی بیگم مصیبت
جب آتی ہے اکیلی نہین آتی۔
فوج کی فوج ساتھ لاتی ہے۔
۶۔ یک زخم نیک ناشدہ زخم دگر رسید
اول اسکا باپ مارا گیا۔ پھر جہانگیر
جدا ہوا۔ خیر جہانگیر تو اپنے کرتوتون
گیا۔ اُسکی بہتری اسی مین تھی۔
لوگون کی یہ کیفیت کہ سب کے دل کا
ماتھا بگڑا ہوا ہے۔ مرزا صاحب
کی موت کے چرچے جا بجا ہو رہے ہین
ہماری عقلمندی دیکھیے کہ ہمنے
چپ چپاتے انکو دفن کر دیا۔ مہرانو
بیچاری کے دماغ مین خلل آگیا۔
عقل ہی نہین ٹھیک رہی تو پھر کیا
زرے جانور۔ اور علاوہ برین اور
سب مصیبتون کی مصیبت تو یہ ہے
کہ اُسکا بھائی خفیہ طور سے آیا ہے
اپنے باپ کی موت کی پوچھ گچھ
کر رہا ہے۔ کسی کو معلوم نہین کہ کیا
کریگا کیا نہین۔ اب لوگ اُسکو
بھر رہے ہین۔ اُسکو ابھار رہے ہین
گو کوئی گواہ شاہد تو ہے نہین لیکن
پھر بھی وہ کب چوکنے والے ہین۔
خوب خوب گڑھ رہے ہین۔ اسکا چرچا
پھیل رہا ہے۔ یا اللہ انہین سے صرف
ایک مصیبت میری جان کے لیے
کافی تھی اب یہ مرے پر دُرّے کیون پڑ رہے
ہین۔ (شور ہوا)

ملکہ۔ ایّن! یہ شور کیا ہے۔

بادشاہ۔ میرے حبشی سوار کہان ہین!
حکم دو کہ محلات کی حفاظت کرین۔
(ایک معزز شخص آیا)
یہ کیا معاملہ ہے۔

معزز شخص۔ حضور بڑا غضب ہو گیا۔ للہ جلد
اپنے تئین بچائیے۔ جیسے سمندر طوفان
کے وقت ریت کو نگلتا چلا آتا ہے
ویسے ہی منصور ایک فوج لیے ہوئے
تلاطم مچاتا لوٹتا لاٹتا چلا آرہا ہے
باغیون نے اسکو اپنا بادشاہ
قرار دیدیا ہے۔ تمام رسوم و تمام عہد
دیرینہ القصہ سب ایک زبان پکار رہے

منصور۔ جی نہین فقط اپنے باپ کے دشمنون کے نام۔

بادشاہ۔ اچھا اب تم اُنکے نام دریافت کرنا چاہتے ہو۔!

منصور۔ اُنکے (باپ کے) دوستون کا مین غلام و فرمانبردار ہون میری جان اُنکے واسطے حاضر۔

بادشاہ۔ ہان اب تم سمجھ کی باتین کرتے ہو سعادتمند لڑکے اور مہذب شخص کی طرح۔ مین اس امر کا کامل طور پر ثبوت دیسکتا ہون کہ مین اسبارہ مین محض بے گناہ ہون اور جیسا کچھہ میرے دل کو اُنکی موت کا قلق ہے ......

اہل شہر۔ (اندر سے) آنے دو اس بیچاری کو۔

منصور۔ ایں! یہ شور کیسا...

مہربانو پھول وغیرہ پہنے ہوے آئی

ہاے! آف۔ اُف! ارے سوزش جگر۔ پھونک دے اس دماغ کو۔ اے آنسو کیا دیکھتے ہو! ہاے کیا ظلم کرتے ہو! ارے کس دن کام آوگے! کیون نہین میری پتلیون کو خاک سیاہ کر دیتے ہو! ہاے مین یہ دیکھون۔ قسم ہے خدا کی۔ مہربانو دیکھہ تو تیرے اس جنون کا کیسا مین بدلا لیتا ہون۔

میری پیاری چہیتی بہن۔ میری حسین بتو۔ یا اللہ یہ کیا ہے! ارے یہ کیا قیامت ہے۔ ہاے یہ کیا اندھیر ہے۔ اودھر ایک ضعیف کی جان گئی۔ اِدھر ایک نوجوان لڑکی کے عقل و ہوش۔ دونون کا کچھہ ثبات نہین۔ مگر اللہ رے [illegible] محبت[1]۔ یہ اثر یہ [illegible] بحت۔

مہربانو۔ (گا[illegible]گی)

[illegible]

چون نقش قدم خیزم از جا | یا جان و دل حزین چہ کردی

رفتی و بدرد دوری تو | جان میدہم آخرین چہ کردی

آزردہ شدی زبانوے زار | بر دختر غم نشین چہ کردی

منصور۔ بتو اگر تو صحیح و سالم ہوتی اور ترغیب قصاص دیتی تو اتنا مجھپر اثر نہوتا جیسا اسوقت تیری دیوانگی کر رہی ہے۔

مہربانو۔ (گانے لگی)

جان دادی و روے تو ندیدم | با من دم واپسین چہ کردی

یکبار ز من جدا شدی حیف | ای من بفدایت اینچہ کردی

رفتی و مرا خبر نکردی

بر بیکسیم نظر چرا نکردی

منصور۔ اف! اف! ہا کتنا اثر ہے۔

مہربانو۔ (گانے لگی)

ننھی مین ہون ندادھر آئیگا | ابھی کچھہ سن نہین گھبرائیگا

کیسے یاران عدم کیا گذری | کچھہ لب گور سے فرمائیگا

ساتھہ چھوڑینگے نہ سایہ کی طرح | ہم بھی جائینگے جدھر جائیگا

[1] باپ کی محبت ۱۲

نہ کرین آپ وفا ہمکو کیا | بیوفا آپ ہی کہلایئے گا
نزع مین وصل کی باتین کیسی [۱]
سر مرا کاٹ کے پچھتایئے گا [۲]

منصور- اللہ اللہ فکر و مصیبت- غم و حرمان-
ظلم و ستم مین محبت اور ورد کوٹ کوٹ
کے بھرے دیتی ہے-

مہر بانو- (گانے لگی)

دل ہمارا ہمین ملتا ہی نہین	تھا کبھی سینہ مین یا تھا ہی نہین
ہم بھی پامال ہین اس دنیا مین	کچھ فقط نقش کف پا ہی نہین
بیوفا بھول گیا طرز وفا	باوفا جیسے کبھی تھا ہی نہین
نیت ظالم کو نہین حشر کا ڈر	شاید اللہ کا بندا ہی نہین
روتے ہین ہم ہمین ہچکی ہے	ہنستے ہین وہ انھین پروا ہی نہین
مین بھی ہون گردش قسمت سے تباہ	ایک جنگل مین بگولا ہی نہین
تنگ دل کون ہے اس غنچہ سے	دل مین ظالم کے مرا جا ہی نہین
شوق غم کھایا ہے اتنا ہمنے	اب کہین دیس مین ملتا ہی نہین

منصور- کسکو دکھلاؤن آبلے دل کے [۳]
زخم تازہ ہوے ہین چھل چھل کے [۴]
یا اللہ یہ تو کیا دکھارہا ہے- کیا تو
دیکھتا نہین ! ؟

بادشاہ- مین تم سے ہمدردی کرتا ہون- تمھارے
رنج و الم کا شریک- یقین مانو مین
محض بے گناہ ہون- تم اپنے دوستون
کو ہمارے اپنے درمیان منصف قرار
دو- اگر کسی طرح سے وہ میرا گناہ
قتل سے ثبوت کردین تو میرا جان و
مال سب تمھارا ورنہ چندے صبر کرو ع-
دیر آید درست آید-

مین عوض لینے مین جان و دل لڑا دینے
کو مستعد ہون-

منصور- بہت بہتر- مگر غضب خدا- نہ تو قاتل
ہی کا پتہ- نہ تجہیز و تکفین- نہ قرار-
نہ لوح- نہ رسوم موت- نہ کچھ نہ کچھ
پھر ایسے خون کا بغیر قصاص لیے
مجھے کیسے چین پڑے- اسکا کھوج
مجھپر لازم ہے-

بادشاہ- لاریب- اور جسکا دامن آلودہ بخون
ہو اسکا سر شانون سے اتار لیا جائے
اچھا میرے ساتھ آؤ-

(گئے)

پردہ ششم

قلعہ کے ایک کمرے مین

اختر مرزا اور ایک ملازم

اختر مرزا- کون مجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے؟

ملازم- چند ملاح- کہتے ہین کہ سرکار کے نام
خط ہین-

اختر مرزا- اچھا بلا لاؤ- (ملازم گیا)
جہانگیر ہی نے بھیجا ہوگا اور تو دنیا
کے پردے پر کوئی بھیجنے والا معلوم
نہین ہوتا-

(ملاح آئے)

پہلا ملاح- خدا سلامت رکھے-

اختر مرزا- کہو کیا ہے-

پہلا ملاح- آپ کے نام ایک خط ہے- وہ سفیر
جو جزیرہ ہوشنگ کو جاتا تھا- اسنے

لہ انتشار خیالات ۱۲

بھیجا تھا۔ آپ نے دیا تمام افسانہ بڑا

ہے تاہا

اختر مرزا۔ (پڑھتے ہیں)

پھر تلاش میں ہے تو کہاں (پہنچا)

پیارے اختر

سچ کہنا کتنی جلد خط بھیجتا ہوں۔

جب خط پڑھ چکنا تو ان لوگوں کو

بادشاہ کی حضوری میں پہونچا دینا

انکے نام بھی خط ہیں۔

اچھا اب اپنے جہانگیر کا دکھڑا

سنیے۔ ان بحار رد آشنا ہوا اہل (تو)

ڈاکوؤں نے تعاقب کیا جہاز

کم بخت ایسی ناچار لڑائی پر

آمادہ ہوتا پڑا۔ تمھیں بتاؤ اور

کیا کرتے۔ لنگر ڈال کر ان کے

جہاز کو اپنے جہاز تک کھینچ ہی تو

لیا۔ اور مین نے غضب کی پھرتی

کی انکے جہاز پر سوج کی طرح

ایک مرتبہ چڑھ ہی تو گیا۔ مگر گیا

تو پھر بسان آب دریا لوٹنا

نصیب نہوا۔ کیونکہ اتنے ہی دیر

مین وہ اپنا جہاز نکال لے گئے۔

جہانگیر قید ہوگئے۔ واہ ری قسمت

گر دام سے چھوٹے تو قفس میں آئے

وحشیون سے سابقہ۔ خوف و ستم

کا سامنا۔ مگر اسکی شان کے

قربان اُن کو ڈاکوؤن مین لعل۔

انھوں نے کچھ سمجھ کر ایسی آؤ بھگت

اور خاطر کی کہ مجھے حیرت ہوگئی۔

اب مجھے بھی اوسے احسان لازم ہے

ہے۔ گر دہم زیر بار منت اوست شد

یہ اور خط بادشاہ کو جھٹ پٹ پہونچا دینا

اور تم دیر نہ لگاؤ فوراً میرے پاس

چلے آؤ۔ کھانا وہان کھانا۔ پانی

یہان پینا۔ اختر پیارے اختر۔ مین

تجھسے ایسا ماجرا بیان کرنے والا ہون

کہ جو تجھے سکتے مین ڈال دے گا۔ اور

تصویر حیرت بنادے گا۔ جب تک

تجھسے نہ کہہ لون گا بیچین رہونگا ہم

میرے محسن تمکو میرے پاس پہونچا دینگے

خواجہ ہاشم اور میر صفدر حسین جزیرہ

ہونسنگ چلے جاتے ہونگے۔ انکی

نسبت بھی کچھ کہنا ہے۔ والسلام

وہی تمھاری محبت کا اسیر

جہانگیر

اچھا آؤ تمھیں بادشاہ کی خدمت مین

لیچلون۔ جھٹ پٹ فراغت کر کے

تجھے انکے پاس پہونچا دو جنھوں نے

تمھیں بھیجا ہے۔

(چلے گئے)

پردہ ہفتم

قلعہ کے ایک کمرے مین

بادشاہ اور منصور

بادشاہ۔ تمنے بغور سُن لیا نا کہ مینے تمھارے

باپ کی جان لی۔ وہ میرے خون کا
بھی پیاسا تھا۔ اب تو تمھین میری بیگناہی
کا یقین ہوا؟ مجھکو تم ہمیشہ اپنا
بہی خواہ سمجھو اور دوست دلی۔
منصور۔ ہان وہ تو اب منکشف ہی ہو گیا
مگر یہ فرمائیے کہ آپ نے ابتک ان
جرائم کا کوئی تدارک کیون نہین کیا
اور پھر کیسا جرم خطرہ جان۔ یہ
تو مقتضائے تحفظ جان۔ اور مقتضائے
عقل تھا جناب۔

بادشاہ۔ کیا کرتا۔ دو سبب مانع تھے۔ شاید
تم انکو بالفعل ضعیف خیال کرو مگر
میری دانست مین وہ بہت قوی
تھے۔ ملکہ اُسکی مان اُسپر جان دیتی
ہے۔ اُسی کو دیکھ کر جیتی ہے۔ اور
میرا یہ عالم ہے۔ اب وہ میرے حق
مین زہر ہی کیون نہو۔ کہ میری زندگی
اُس سے (ملکہ) وابستہ ہے۔
دوسری وجہ یہ کہ جمہور اُسپہ ایسے
مفتون و شیدا ہین کہ کچھ کہا ہی
نہین جاتا اُسکی تانبے کی چیز بھی
انکی نگاہون مین سونے کی ہے۔
اُسکے افعال ذمیمہ بھی انکی نظرون
مین افعال حسنہ ہین۔ پھر تمھین انصاف
کرو کہ ایسی تیز مخالف ہوا مین بلکہ
تیر جو مین لگاؤن تو لوٹ کے میرے
ہی سینہ مین ترازو ہونگے یا نہین۔

بھلا اتنا نہ تک کسی طرح پہونچ سکتے
ہاین۔ !

منصور۔ یہ تو سب سچ مگر مین اپنے دل کو کیسے
سمجھاؤن۔ میرے باپ کو مجھسے
چھین لیا۔ میری پیاری لائق فائق
بے نظیر بہن کو عقل و ہوش کا گہنا اتار کے
جنون کے کنوئین مین جھونک دیا۔
کچھ ہو عوض ضرور لونگا۔

بادشاہ۔ اچھا تو پھر اسکے لیے اپنی جان کیون
ہلکان کیے ڈالتے ہو۔ صبر کرو میان
صبر۔ ہم کیا فرشتہ ہین کہ کوئی
ہمارے حلق پر خنجر رکھے اور ہم بیٹھے
تماشا دیکھین۔ ہم [illegible] نہین۔ ابھی
بہت کچھ تمسے کہنا ہے۔ مین تمسے
پوچھتا ہون آخر تمھارے باپ سے
مجھے کچھ محبت تھی کہ نہین ؟ بیشک
تمھاری اور اپنی جان کا تحفظ لازم
ہے کہ نہین ؟ صرف یہی قیاس مجھکو
یقین دلانے کے لیے کافی ہے۔۔۔

ایک نامہ بر آیا

کوئی خط ہے ؟

نامہ بر۔ حضور جہانگیر نے یہ خط آپ کو دیا ہے
اور یہ شہنشاہ بیگم کو۔

بادشاہ۔ جہانگیر نے ! لایا کون !

نامہ بر۔ حضور ملاح۔ مینے انھین دیکھا نہین
مجھکو تو محمد اشرف نے دے۔ محمد اشرف
کو ان سے ملے ہونگے۔

بادشاہ۔ منصور سنو۔۔۔ اچھا رخصت
(ناصر چلا گیا)

جناب والا
آداب بصد تکریم و تعظیم۔
مین خوف گستاخی سے کیسے عرض
کرون کہ کسکی سلطنت مین لٹ گیا
کل حاضر خدمت اقدس ہو کر
قدم بوسی حاصل کرونگا۔ جس وقت
مین اپنی تعجب خیز اور حیرت انگیز
واپسی کا سبب گزارش کرونگا
مجھے امید ہے کہ آپ مجھے معاف
فرمائینگے۔
حقیر۔ جہانگیر

یہ معاملہ کیا ہے! کیا سب کے سب
واپس آگئے۔ یا کوئی فقرہ ہے۔

منصور۔ کیا سواد خط آپ نہین پہچانتے!

بادشاہ۔ جہانگیر کا ہے۔ "لٹ گیا" اور
پھر مکرر لکھتا ہے "تنہا" تمہاری
سمجھ مین کیا آتا ہے!

منصور۔ مین خود خبط مین ہون۔ مگر اچھا ہوا
آنے دیجیے میرے دل کے پھپھولے
پھوٹ جائینگے۔

بادشاہ۔ منصور اگر ایسا ہو تو۔۔۔ اور کیونکر
نہو گا وہ تو لائق ہے۔۔۔ تو تم میرا
کہنا مانوگے؟

منصور۔ جی ہان۔ مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ
صلح کی کوشش سے میرے دل کو
صدمہ ہوگا۔

بادشاہ۔ نہین جب تمہارے دل کو ٹھنڈک
پڑی تب ہی۔ مجھے یقین ہے اب
وہ جزیرہ ہوشنگ نہ جائیگا۔ اگر
واپس آیا تو دیکھنا مین کیسے سبز
باغ دکھاتا ہون کہ بایدوشاید
مین نے ایک تدبیر سوچی ہے کیا عجب
کہ پٹ پڑے اور لطف یہ کہ سانپ
مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ اُسکی مان کو
سان گمان بھی نہو۔ وہ اُسکو
اتفاق سے زیادہ نہ سمجھے۔

منصور۔ مین آپ کی ہر طرح متابعت کرونگا
مجھے تو یہانتک منظور ہے کہ وہ میرے
ہاتھ سے ہو تب بھی کچھ مضائقہ
نہین۔

بادشاہ۔ بس ٹھیک ہے! جب سے تم نے دہلی
کا سفر کیا ہے تمہاری ایک صفت
کے آوازہ نے جہانگیر کے دل مین
آثار رشک و حسد پیدا کیا ہے کہ اور
تمام صفات مل کے نہین پیدا کرسکتے۔
حالانکہ میری راے مین وہ صفت
مین بہت ہلکی ہے۔

منصور۔ وہ کون صفت ہے۔؟

بادشاہ۔ جو اُن کے لیے وہ ایک ضروری
زیور ہے۔ دو مہینے ہوے فیروزآباد
سے یہان ایک شخص آیا تھا۔ میرا
ذاتی علم ہے کہ فیروزآبادی پڑے

شہسوار ہوتے ہاین مگر یہ شخص اپنے
فن مین یکتا تھا - مین کیا بیان
کرون تجسے - بس ایک سحر پھیلا
رکھا تھا -

جانور غضب کا کڑوا - قیامت کا
شوخ و چلبلا - مگر کیا بیٹھتا تھا -
یہ تھوڑی کوئی کہہ سکتا تھا کہ سوار
اور گھوڑا جدا جدا ہاین وہ وہ ہنر
دکھلائے کہ صلّ وجلّ - بیک نظر
او جھڑ مین گر پڑتا تھا - فرس تخیلہ
ناخون لیتا تھا -

منصور - فیروز آبادی تھا ؟

بادشاہ - ہان فیروز آبادی -

منصور - واللہ اور کوئی نہین - میر رفعت علی

بادشاہ - بس وہی وہی -

منصور - مین خوب واقف ہون آن سے
وہ ملک مین اپنا نظیر نہین رکھتے -
ناک ہے واللہ ناک -

بادشاہ - اور تمھاری پٹے بازی کی تعریف
کرتا تھا - کہتا تھا کیا ہاتھ تیار ہے
نور کی صفائی ہے - قسم کھاکے کہتا
تھا کہ ملک مین تمھارے مقابلے کا
کوئی نہین - مقابلہ کیا کوئی خاک
کرے - تمھاری صفائی اور پھرتی
کے سامنے آنکھون مین اندھیرا
آجاتا ہے - ہاتھ کی گردش تک تو
سوجھتی نہین - یہ سنکر جہانگیر کے

دل مین نسبت حسد بھڑکی اور وہ
خدا سے چاہتا تھا کہ کہین تم آؤ تو
وہ دو دو ہاتھ آزما دیکھین - اب
اس سے مینے یہ تدبیر نکالی ......

منصور - اس سے کیا تدبیر نکل سکتی ہے -

بادشاہ - مین یہ پوچھتا ہون کہ تمھین اپنے
باپ سے کچھ محبت تھی کہ نہین -
یہ سوگ یہ رنج یہ الم سب دیکھنے
ہی کا ہے - یا کچھ سچ بھی ہے ؟

منصور - یہ آپ کس واسطے دریافت کر رہے
ہاین ؟ -

بادشاہ - مین جانتا ہون کہ تم اپنے باپ سے
بہت محبت کرتے تھے - مگر بات یہ
ہے چونکہ آغاز محبت محدود بالوقت
ہے اسلیے وہ ماثور وقت ہے -
مرور وقت : باعث انطفاے
شعلہ محبت ہے - اور افراطِ قوت
خود باعثِ تفریط ہے - دیکھ لو کہ
امراض دموی نتیجہ افراط خون ہوتے
ہاین - بس جس فعل کا ہاین ارادہ
ہے اسکا انجام اسی وقت مین
ہونا چاہیے جس وقت اسکی قوت کا
غلبہ ہے اور اگر اسمین تاخیر کی تو
پھر گیا - اسکا پورا ہونا معلوم ہے
جرارتِ شوق پھر کہان وقت ہی جب نکل گیا
اب تو یہ ہاین نداتمین صبر کیا تھا ہائی کیون
جہانگیر آتا ہے اب دیکھین تم

جسکی خوشنما شاخون کا مصفا نہر مین عکس
پڑتا ہے۔ وہان قسم قسم کے پھولون کے
ہار اور گلدستے بنا رہی تھی۔ چمیلی۔ گلاب
بیلا۔ جوہی۔ اور ایک پھول بھلا سا
نام ہے نگوڑا۔ موے گنوار تو ایسا
بھونڈا نام لیتے ہین لیکن لڑکیان اُسے
چمپا کہتی ہین۔ جیسے ہی اُس
نگوڑے پھول کے توڑنے کے لیے ہاتھ
بڑھایا شاخ تھی نازک۔ بس اُسکے
لچکتے ہی قیامت ٹوٹ پڑی پھر
نہ سنبھل سکی۔ نہر مین جا رہی۔ کپڑے
ہوا بھرنے کے سبب پانی پر کنول کے
پھول کی طرح اُسے تھوڑی دیر تک
سنبھالے رہے اور وہ بڑے مزے مین
اپنے گیت گاتی رہی جیسے پانی اُسکا
گھر ہو مگر بس وہی تھوڑی دیر تک
جب پانی سے کپڑے بھاری ہوے ایکدفعہ
لیکر اُسے بیٹھ گئے اور اُسکا گیت پورا
نہونے دیا۔

منصور ہاے! تو ڈوب گئی!

ملکہ۔ ہان ڈوب گئی۔

منصور۔ پیاری بالو۔ بہت پانی مل گیا تجھے
اسلیے مین آنسوون کو اجازت
نہین دیتا۔ مگر یہ ہمارا دستور ہے
اور فطرت نہین مانتی۔ اب شرم جا ہے
جو کہے۔ جب یہ نکل چکین گے کمزوری[1]
بھی نکلجائیگی۔ آداب عرض ہے حضور
مین ایک پُرسوز تقریر کرتا جو آگ
لگا دیتی مگر اِس نے اُسپر پانی ڈالدیا
(گیا)

بادشاہ۔ بیگم۔ اِسکے پیچھے ہو لو۔ نہین معلوم
کس کس طرح سے مینے اِسکا
غصہ فرو کیا تھا۔ مجھے خوف ہے
کہ کہین پھر کوئی اور فساد برپا نہ کرے
اسلیے اسکے پیچھے پیچھے چلنا
چاہیے۔

(چلے گئے)

[1] یعنی نسائیت۔ کیونکہ رو دینا عورتون کا خاصہ ہے ۱۲

باب پنجم

پردۂ اول

قبرستان

(دو مزدور پھاوڑے لیے پھونچے)

دوسرا فزدور۔ بسم اللہ۔

پہلا فزدور۔ بتاؤ وہ کون ہے جو بیمار
معمار
جہاج ساج اور بڑھیی سے جیادہ
جہاز ساز زیادہ
پائدار بناتا ہے۔

دوسرا فزدور۔ پھانسی ساج۔ کاہے سے پھانسی
ساز
ہاجارون کی گردن مڑوڑ ڈالتی ہے
ہزارون
اور پھر ویسی کی ویسی بنی رہتی ہے۔

پہلا فزدور۔ واللہ بڑی بوجھ کے آدمی ہو۔
سوجھ
پھانسی درست۔ مُل پھانسی کیونکر
کے درست کیونکر کے وہ بُرے کام
کرنے والون کو درست کردیتی ہے
مگر یار جے یہ ٹھیک نہین۔ پھانسی
سیت سے جیادہ پائدار نہین ہوسکتی
سمجھ
تمھین پھانسی راس آئے۔ اچھا
ایک دپھے اور اکل لڑاو۔
دفعہ عقل

دوسرا فزدور۔ وہ کون ہے جو مسمار۔ جہاج ساج
معمار جہاز سازسے
اور بڑھیی سے جیادہ پائدار بناسکتا ہے
زیادہ

پہلا فزدور۔ بس یہ ایک بات بتادو۔

دوسرا فزدور۔ اہاہا واللہ۔ اب کہو تو بتا ہی
دون۔

پہلا فزدور۔ مگر ٹھیک ہو تو سند ہے۔

دوسرا فزدور۔ واللہ نہین بتا سکتا۔

جہانگیر۔ اختر مرزا دور سے پھونچے

پہلا فزدور۔ لے رہنے دیجیے جحت۔ جیادہ
حضرت زیادہ
سرکھپی رہنے دیجیے۔ لدو گدہا
کہین مارے سے گھوڑا ہوسکتا ہے۔
دیکھو بتائے دیتے ہین۔ لاکھ روپیہ

کی بات ہے۔ کبھی کوئی جو تمسے پوچھے
تو کہنا "گورکن" اسکی بنائی ہوئی
تاسیرات تا حشر تک رہینگے۔ تھوڑے
تعمیرات
دن کرسی مین جاکے رہ آؤ تو پھر اور
بھی اکل پر سیکل ہوجائے۔ ہان
عقل صیقل
یار جے لے لاؤ کہین سے اددا۔

(جلو کے اشارے سے)

(دوسرا فزدور گیا)

(کھودتا جاتا ہے اور گاتا جاتا ہے)

دپھن کرتا مجکو کسے یار مین
دفن
کبر بلبیل کی بنے گلجار مین
قبر گلزار
رات سی لاسہ پڑا ہے بے کپھن
لاشہ کفن
کیا کپھن ملتا نہین باجار مین
کفن بازار
دپھن کرتا مجکو کسے یار مین۔ (دم لیکر)
دفن

ہان۔ بجاکت سے دُہری کمر ہوگئی ہے۔
نزاکت

جہانگیر۔ اِس کمبخت کو کچھ بھی خیال ہے۔ کیا کام
کررہا ہے اور کیا گا رہا ہے۔

اختر مرزا۔ جی ہان گورکنی کرتے کرتے اِسکا دل سخت
ہوگیا۔

جہانگیر۔ یہی بات ہے۔ کم کام کرنے سے ہاتھ
ملائم رہتے ہین۔

پہلا فزدور۔ (گانے لگا)

بجاکت سے دوہری کمر ہوگئی ہے
نزاکت
سبِ دردوگم یون بسر ہوگئی ہے ٭ تڑپتے تڑپتے سحر ہوگئی ہے
شب غم
سبِ دردوگم یون بسر ہوگئی ہے ٭ گجر بج رہا ہے سحر ہوگئی ہے
شب غم

(ایک کھوپری پھینکی)

جہانگیر۔ اس کاسہ سر کی بھی زبان تھی اور وہ

تملیک نامے - تمسک - ہبہ نامے -
بیع نامے - لکھا لکھا کر علاقے کے
علاقے خورد برد کیے ہونگے - گواہی
دستاویز و کیا خوب کام آئین -
گاڑھے وقت مین سردست دائین
بائین کوئی جھوٹون پوچھنے والا
نظر نہین آتا - فقط دو دانت
تبرکاً رہ گئے ہاین اُنپر بھی پچھاوڑے
کا دانت ہے - واہ رے تملیک نامہ
انتقال کرتے ہی اپنے قابض
سے بدل گئے - ہائے! جس پر کہ
مادہ قانون و حجت ٹھہرا ہوا تھا
اُسمین اب مٹی اٹی ہوئی ہے ع
بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا
حسرت اس تبدّل کہنہ تابوت کا
جسمین شاید آپ کے کاغذاتِ علاقہ
بمشکل سماتے داخل خارج آپکے
نام ہوا -

اختر مرزا - جی ہان بس یہی کائنات ہے -

جہانگیر - اچھا مین اس سے پوچھتا ہون کیون
یہ کس آدمی کے لیے کھودتے ہو -

پہلا مزدور - جی نہین کسی آدمی کے لیے نہین -

جہانگیر - عورت کے لیے سہی -

پہلا مزدور - نہ کسی عورت ہی کے واسطے -

جہانگیر - اچھا اسمین کون دفن کیا جائیگا -

پہلا مزدور - اُسکی لاس [لاش] جو ایک زمانے مین
عورت تھی مگر اب مرگئی کھدا بکھسے [خدا بخشے]
اُست -

جہانگیر - دیکھتے ہو جانگگو کو کیسی ہندی
کی چندی بگا لتا ہے - ذرا سوچ
سمجھ کے بولنا چاہیے - اختر واللہ
باللہ - تین برس سے مین کچھ عجیب
بات دیکھتا ہون - یہ دیہاتی
بیطور مصاحبین امرا کی تراش
خراش اور حاضر جوابی کا چربا
اُتار رہے ہاین - کیون میان
تم کبسے گورکنی کرتے ہو -

پہلا مزدور - بس اُس دن سے جس دن ہمارے
بہر ببج کے بادسیاہ [بادشاہ] نے سیاہ [شاہ]
اکبر آباد کو سکست [شکست] دی -

جہانگیر - اسکو کتنا زمانہ ہوا - ؟

پہلا مزدور - ماذ اللہ [معاذ اللہ] - یہ تک نہین مالم [معلوم] -
حجت [حضرت] - یہ تو بیکوف [بیوقوف] سے بیکوف [بیوقوف]
بھی جانتا ہوگا - ارمین جس روج
جہانگیر سہجادہ [شہزادہ] پیدا ہوا تھا -
وہی جو کھفگان [خفقان] ہو گئے ہین اور
ہوسنگ [ہوشنگ] ٹاپو کو بھیج دیے گئے
ہین -

جہانگیر - ہان - ہان - مگر کیون ہوشنگ
ٹاپو کیون بھیجے گئے -

پہلا مزدور - ارمین کھفگان [خفقان] ہو گئے تھے نا -
ہوان (وہان) وہ اچھے ہو جانیگے
اور اگر نہون تو بھی ہوان (وہان)
کوئی کباحت [قباحت] کی بات نہین ہے -

جہانگیر- یہ کیون؟

پہلا مزدور- کیونکہ وہان انکا خفقان پن ڈھک جاے گا۔ وہان آپ دیکھیے خفقان ہی خفقان بستے ہین-

جہانگیر- یہ خفقان کیسے ہو گئے-

پہلا مزدور- کہتے ہین کچھ عجیب طرح سے-

جہانگیر- عجیب طرح سے کس طرح-

پہلا مزدور- انکی عقل مین فتور پڑ گیا تھا-

جہانگیر- کہان-

پہلا مزدور- یہین سہ بیچ مین تیس برس سے مین یہان یہ پیشہ کرتا ہون-

جہانگیر- کتنی مدت تک یہان آدمی قبر مین سڑتا نہین-

پہلا مزدور- اگر جیتے جی سے پہلے سڑا ہو تو ٹھیک نو برس تک بچا رہے گا- چمڑا بنانے والا نو برس سے کم نہین-

جہانگیر- یہ چمڑے والا سب سے زیادہ کیون-

پہلا مزدور- وجہ یہ ہے کہ چمڑا بنانے والے کی کھال موم جامہ ہو جاتی ہے پانی اسپر اثر ہی نہین کرتا اور سب سے زیادہ یہ پانی ہی لاش سڑا گلا دیتا ہے- اس کھوپڑی کو دیکھیے یہ زمین مین تین اور بیس تیئیس برس رہی-

جہانگیر- کسکی ہے؟

پہلا مزدور- یہ بے نصیب اک پگلا تھا- آپ نہین جانتے ہین گے-

جہانگیر- ہان مین نہین جانتا ہون-

پہلا مزدور- کمبخت کے مزاج مین پلے سرے کا مسخرا پن تھا- ایک دفعہ کیا کیا میرے سر پہ گرم گرم پانی کا گھڑا اونڈیل دیا- یہ کھوپڑی سہراب کی ہے۔ بادشاہی مسخرون مین تھے-

جہانگیر- یہ یہ کاسہ سر اٹھا کر

پہلا مزدور- جی ہان یہی-

جہانگیر- ذرا مین تو دیکھون- (کاسہ سر لیکر) افسوس صد افسوس میان سہراب! اختر مین انکو خوب جانتا ہون- اول درجے کے ہنسوڑ اور غضب کے حاضر جواب تھے انھون نے کم ت کم ہزارون ہی مرتبہ مجھے گود مین لیا ہوگا- مگر اب دیکھیے کیسی نفرت معلوم ہوتی ہے- استفراغ ہوتا ہے یہان یہ ہونٹ تھے جنکو مین نے واللہ اعلم کتنی مرتبہ چوما ہوگا- ہاے تمھاری اب وہ ظرافت وہ برجستہ جواب وہ چرپرے فقرے- وہ چہلین- وہ دلگی بازی وہ ادکھیان جو سامعین کو لوٹن کبوتر بنا دیتی تھین کہان گئین- کتنی خوشنما شکل ہے ہاے آپ ذرا تکلیف کیجیے اور کسی بیگم صاحب کے

پاس جاکر اتنا سمجھا دیجیے کہ چاہیے
کتنا ہی آپ غازہ لگائیے چاہے
کتنی ہی افشان چنیے مگر ایکدن
وہ اچھی صورت یہی صورت ہونی
بدی ہے۔
ہاں اختر بھئی ایک بات تو بتاؤ۔

اختر۔ فرمائیے۔؟

جہانگیر۔ تم کیا خیال کرتے ہو۔ سکندر اعظم
کی بھی تہ زمین یہی نوبت ہوئی
ہو گی۔

اختر۔ اسمین کیا شک۔ وہان سب
برابر ہین۔

جہانگیر۔ اور ایسا ہی تعفن۔ اونہہ!
(ناک سکوڑ کے)
(کاسۂ سر پھینکدیا)

اختر۔ جی ہان بندہ نواز۔

جہانگیر۔ دیکھین اپنی کیا کیا گتین ہوتی ہین!
ذرا قوت متخیلہ کو تکلیف دیجیے اور
سوچیے تو کہ سکندر کی خاک کی
قبل اسکے کہ اُسے پیالہ بنکے کسی خراباتی
کے ہونٹ چوسے ہونگے کیا کیا
کایا پلٹ ہوئی ہو گی۔

اختر مرزا۔ حضور طول امل ہے یہ۔

جہانگیر۔ بھائی طول امل کیا۔ یون شروع
کرو۔ سکندر نے اس دار ناپائدار کو
چھوڑا۔ سکندر تہ خاک مدفون
ہوا۔ سکندر خاک سے ملا خاک ہو گیا
وہ گل انقلاب دیدہ کمھار کی
انگلیون مین ایک اور گردش سے
دوچار ہوئی۔ پیالہ بنی۔ کسی کلال
کی بھٹی مین پہونچی۔ اور کسی خراباتی
کے ہونٹون تک آئی۔ افسوس!!

؎ بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند و نے نادری

مگر خاموش خاموش۔ الگ الگ
بادشاہ آتا ہے۔

مہربانو کا جنازہ۔ منصور۔ مولوی۔ بادشاہ
ملکہ۔ و دیگر اشخاص بلباس ماتمی لیے ہوئے آئے

یہ سب کے سب کیسے چپکے
آرہے ہین؟ خاموشی کی گھٹا چھائی
ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس
مُردے نے گریبان جان پر دست درازی
کی ہے مگر امارت کی بو آتی ہے۔
ادھر چلے آؤ۔ ذرا آڑ مین کھڑے ہوکے
دیکھین۔

(اختر اور جہانگیر آڑ مین ہو گئے)

منصور۔ اور کیا رسم ہونی چاہیے؟

جہانگیر۔ یہ تو منصور ہے۔ اُمرائے عالی تبار
مین سے ایک نوجوان۔

منصور۔ اور کیا رسم ہونی چاہیے؟

مولوی۔ رسوم ضروری ہو چکے۔ اسکی موت مشتبہ
تھی۔ مگر حکم حاکم مرگ مفاجات ورنہ
یہ نعش بول و براز مین پھینکدی جاتی
جہان نفخ صور تک پڑی رہتی اور بوجھل

دعائے مغفرت کے سنگساری ہوتی
مگر اب تو تمام کنواریون کے رسوم
ادا کیے گئے۔ قبر پر پھول بھی چڑھائے
گئے۔

منصور۔ ابتو کچھہ نہین باقی ہے۔!

مولوی۔ نہین اب کچھہ نہین۔ ایسے مردے
کے لیے دعاے مغفرت اور فاتحہ پڑھنا
داخل عذاب ہوتا ہے۔

منصور۔ خیر اب قبر مین اتارئیے۔ انشاء اللہ
میری پیاری بہن کے پاک اور معصوم
مرقد سے خوشبودار پھول اُگینگے۔
ای بےرحم۔ شقی القلب مولوی
دیکھہ لینا میری بہن حور ہوگی اور تو
جہنم مین پڑا جلا کرے گا۔

جہانگیر۔ این! پیاری مہر بانو!

ملکہ۔ جو دل مین تمنا تھی مرے وہ نہ بر آئی۔ ہائے مری بچی
مین اپنی ہوس پہ تجھے دیکھہ نپائی۔ ہائے مری بچی
قسمت مین تو تھا قبر پہ یون پھول چڑہانا۔ ای وائے اپنا
پھولون سے تری سیج بنانے نہین پائی۔ ہائے مری بچی
ہائے میری آرزو نہ پوری ہونے پائی
مینے تجھے جہانگیر کی دولھن بنتے
نہ دیکھا۔ تیری سیج پھولون سے سجانا
نصیب نہوئی۔ قبر پر پھول چڑھانا
بدا تھا۔

منصور۔ اے قہر و غضب کی بجلی۔ اس کمینے کے
سر پر گر پڑ جسنے میری پیاری بہن کے
ہوش و حواس کو چھین لیا۔ ذرا ٹھہر

ابھی مٹی نہ ڈالو۔ ایک مرتبہ اور مجھے
اپنی بہن کو پیار کر لینے دو۔
(قبر مین اوتر گیا)
اچھا اب جتنی چاہو مٹی ڈالو۔ مجھے
بھی اسی کے ساتھہ توپ دو!

جہانگیر۔ (بڑھکر)
وہ کون ہے جسکی سینہ کوبی پر بجلی
تلملا کے رہجاتی ہے۔ جسکی اشکباری
پر ستارے آنسو ہوے جاتے ہین۔ وہ
کون ہے جسکی آہ وزاری دیکھکر
سیارے ثوابت ہوے جاتے ہین۔
ہاے وہ بدنصیب دلگیر جہانگیر ہے۔
(قبر مین اتر گیا)

منصور۔ خدا تجھے جہنم داخل کرے۔
(جہانگیر کو چمٹ گیا)

جہانگیر۔ للہ ایسے کلمات سے اپنی زبان
آلودہ نکرو۔ میرے گلے سے انگلیان
ہٹاؤ۔ کیونکہ گو مین زود رنج اور
بیہودہ نہین ہون۔ مگر تاہم مجھہ مین
کوئی چیز نہایت ہی خوفناک ہے
جس سے تمکو پرہیز لازم ہے۔ بس
ہاتھہ الگ رکھو۔

بادشاہ۔ چھڑا دو انکو۔

ملکہ۔ جہانگیر۔ جہانگیر!

حضار۔ حضرات!

اختر۔ حضور جانے دیجیے۔ نپٹ رہئیے۔
(دونون چھڑا دیے گئے اور قبر سے نکل آئے)

جہانگیر۔ بس اسی بات پر مین ان سے
لڑون گا۔
جبتک میری آنکھون مین حرکت
ہے اور جسم مین حرارت عسریزی
باقی ہے لڑون گا۔
ملکہ۔ بیٹا کس بات پر ؟
جہانگیر۔ مین مہربانو کو چاہتا تھا۔ چالیس ہزار
بھائیون کی محبت میری چاہت
کے برابر نہین ہوسکتی۔ اچھا کچھ نہین
تم اپنی محبت کا ثبوت دو۔
بادشاہ۔ منصور۔ ارے وہ تو دیوانہ ہے۔
ملکہ۔ خدا اور خدا کے رسول کے لیے اوسکی
بات کا برا نہ مانو۔
جہانگیر۔ اوسکے غم مین تم کیا کرسکتے ہو۔ رورو
کے مرجاوگے ؟ لڑمروگے ؟
اپنے ہاتھ سے اپنی بوٹیان کڑوا لوگے ؟
زہر کا گھونٹ پی جاوگے ؟
خنجر سینے کے وار پار کرلوگے ؟
مین تو کر گذرون گا۔
تو یہان لٹنے بہانے آیا ہے اور
اسکی قبر مین کود کر مجھپر فوقیت
لیجانا چاہتا ہے۔ اچھا یہی سہی۔
زندہ دم اسکے ساتھ دفن ہوجا ۔
دیکھین کون ہوجاتا ہے۔ مجھسے
ناحق دون کی لیتا ہے۔
ملکہ۔ ہاے یہ دیوانہ پن کی باتین کرتا ہے۔
جہانگیر۔ سنیے تو حضرت یہ آج مجھسے آپ کے تیور

کیون بگڑے ہوے ہین۔ مین تو آپسے
ہمیشہ سے محبت رکھتا ہون۔ مگر
خیر کچھ پروا نہین۔ کسی کی وفاشعاری
اور کسی کی دشمنی و بغض ایکدن
ظاہر ہی ہوجاے گا۔ یہ ہزار پردون
مین چھپائے چھپنے کی نہین۔
(چلدیا)
بادشاہ۔ اختر مرزا۔ آپ ذرا انھین کے
ہمراہ رہیے۔
(اختر مرزا گئے)
(منصور سے)
ہماری شب کی گفتگو کیا غصے کو ٹھنڈا
کرنے اور تمھین ڈھارس دینے کے
لیے کافی نہین۔ ہم آج ہی تو فکر
کیے دیتے ہین۔ بیگم دیکھو ذرا اپنے
جہانگیر کی حفاظت رکھنا۔ اس قبر
کا نام بہت مدت تک زندہ رہے گا
انشاءاللہ عنقریب اس جھنجھٹ اور
خدشے سے نجات ملی جاتی ہے۔ اسوقت تک
ہمکو احتیاط اور صبر سے چلنا چاہیے۔
پردۂ دوم۔ قلعہ کے ایک کمرے مین
(جہانگیر اور اختر)
جہانگیر۔ خیر یہ تو ختم ہوا۔ اب دوسری کیفیت
سنیے۔ تمھین سب واقعات یاد
ہین نا ؟
اختر۔ بھلا بھولنے کے ہین !
جہانگیر۔ اختر میرے دل مین ایک تلاطم

له یہ تو صرف اوسکا بھائی تھا مین تو عاشق

مچا ہوا تھا آنکھیں رات بھر نیند کی
راہ تکتی رہ گئیں۔ میری یہ کیفیت
تھی جیسے کوئی باغی زنجیر اور بیڑیوں
میں جکڑا پڑا ہو۔ بلکہ اس سے بھی
بدتر۔ اللہ ری عجلت! مگر واہ
عجلت بھی وہ عجلت تھی جسکا تعریف
منہ چومتی تھی۔ بعض اوقات
تعجیل و عدم احتیاط وہ کام کر جاتی
ہے کہ تدبیر پختہ منہ دیکھ کر رہجاتی
ہے اسلیے ہمکو اس مدبر حقیقی و دستور
ازلی کے وجود کا پتہ لگتا ہے جو نقش
تدابیر انسان پر خواہ وہ کیسا ہی
بھدا اور بھونڈا کیوں نہو۔ کچھ ایسا
رنگ و روغن دیدیتا ہے کہ جان
پڑ جاتی ہے۔

اختر۔ لاریب۔

جہانگیر۔ جیب سے اپنے کمرے سے اٹھا۔ دیاسلائی
لیا دو اوڑھ تاریکی میں اسکو ادھر
ادھر ٹٹولنے لگا۔ غرضکہ وہ لفافہ
اوڑا کر اپنے کمرے میں رینگتا آیا
اسوقت وجدان نے کچھ ایسی سٹ
ماری کہ مطلق پاس اخلاق نہ کیا
شقے کو چشم منتظر کی طرح کھولا۔
کھولا تو کیا دیکھتا ہوں اختر!
اف ری قساوت قلبی! قطعی حکم
ہاے۔ میری زندگی کسی کے لیے جرم ہوا!
میرا جینا کسی کے واسطے ہوا ہوگیا!!

نادری حکم کہ یہ شقہ دیکھتے ہی بلا تامل
حتی الامکان تلوار یا زہر سے نہ رہن پاے
جہانگیر کا سر تن سے جدا کر دیا جاے۔

اختر۔ ایں! ابھی نہیں۔

جہانگیر۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اتفاقیہ
شقہ ابھی موجود ہے۔ بوقت فرصت
پڑھیے گا۔ مگر میں کیا کہتا تھا بھول گئے!

اختر۔ ہاں۔ ہاں۔

جہانگیر۔ آفات و مصائب کی چہار جانب سے
یورش۔ خوف و وحشت دست و گریبان
پھر اس ہنگامہ میں مہلت اندیشہ
کہاں۔ مگر تائید خدا۔ معاً ایک بات
ذہن میں آگئی۔ میں ایک نیا شقہ
ہوشیاری تمام سنبھال کے لکھا۔
چونکہ خط نستعلیق سے مجھے چڑ تھی
اور ہمیشہ اس عادت کے ترک کرنیکی
کوشش دامنگیر رہا کرتی تھی مگر
کیسے گاڑھے وقت کام آئی۔ جانتے
ہو میں نے کیا لکھ مارا؟

اختر۔ کیا؟

جہانگیر۔ بعد القاب و آداب یہ لکھا۔ خدا کرے
ہماری محبت و وفاق کا درخت
ہمیشہ بارآور رہے اور یاہمی صلح
کا چمن دست خزاں سے محفوظ۔
وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ مدعا یہ ہے
کہ اسکے پڑھتے ہی بغیر تامل حامل
شقہ کے خط حیات کو لفظ غلط کیطرح

پہلے مثنوی تجھے نپھر فاہ۔ تو تشس
ذرا بیتی !

اختر مرزا- اور مُہر کیسی لگائی- ؟

جہانگیر- سچ تو یہ ہے کہ ذرا بر سر امداد تھا-
ای قدر اقربان احسانت شوم
انچہ احسان است قربانت شوم
اتفاق سے میری جیب مین ابا جان
کی مہر پڑی ہوئی تھی- بادشاہی
حضرت سب ایک سانچے کی ہوتی
ہین نا- لفافہ بند کرکے مہر لگائی اور
چپکے سے وہین رکھدیا- کسی کو شبہہ
تک بھی نہوا- دوسرے دن تو جنگ
سجری تھی- اُسکا جو کچھہ انجام ہوا
وہ تو تمھین معلوم ہی ہے-

اختر- تابتکہ خواجہ صاحب وجناب میر صاحب قبلہ
ٹھنڈے ٹھنڈے چلدیے ہونگے-

جہانگیر- پھر اُنھون نے بھی تو یہ کام دوڑ کے
اپنے سر لیا تھا- اچھا ہوا اسکدوش
ہوگئے- واللہ ہمکو کس مردود کو ذرا
بھی اون پر تاسف ہوتا ہو- اور
مدبر کہ خلقی کے کان پر جون تک
جو رینگتی ہو- اُنھون نے اپنے
ہاتھون اپنے پاؤن مین کلھاڑی
ماری- ازماست کہ برماست-
چکّی کے پاٹون مین دانہ بیچارہ پسے
نہ تو کیا ہو- !

اختر مرزا- واہ رے بادشاہ! صد رحمت!

جہانگیر- اب اسکے حق مین جو تجھہ مین نہ گزرون
وہ تعجب ہے- مجھپر تو فرض عین ہے
کیسخت انے میرے باپ کی جان
لی- مان کی یہ گت کی- میرے
حقوق غصب کیے- اور قیامت
تو یہ ہے کہ حقوق ہی نہین بلکہ میری
جان کا گاہک ہوگیا تھا- اور باقی
ہی کیا رہگیا تھا- شکر ہے تیری
درگاہ مین یا اللہ ع
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت-
اب ایسے فریب ودغا کے صلہ مین اِس
اجل رسیدہ کے منہ مین آب خنجر
نہ ٹپکاؤن تو خلاف محبت وخلاف
انصاف ہے- ایسے حرامزادے کی
رسّی کاٹ ہی ڈالنا مناسب ہے تاکہ
سارے فساد اور مفسدہ پردازی کا ڈنڈا
ہی پھینک جاے-

اختر- اور تھوڑے دنون مین تو اُس شقہ کا نتیجہ
اُسکو معلوم ہی ہوجائیگا- اسمین
کسی طرح کا شک ہی نہین-

جہانگیر- یہان بھی کچھہ دیر نہین- اتنا وقفہ
کافی ہے- بس ایک وار اور تسمہ تک
نہ باقی چشم زدن مین زمین وآسمان
کا فاصلہ ہوجاے- لیکن اختر مجھے سخت
تاسف ہے کہ اسوقت منصور سے گفتگو
کرنے مین مین اپنے اوپر ضبط نکرسکا-
اُسکے دل پر بھی ویسا ہی زخم ہے جیسا

میرے دل پر۔ اُسکی آنکھیں بھی تیری
طرح کسی کا سر تن سے جُدا دیکھنے
کی متمنی ہین۔ اسکے واسطے مین
اُس سے معذرت خواہی کرون گا۔ مگر
اس سر کی قسم اسکی اُسوقت کی
باتون نے میری یہ کیفیت کر دی تھی
کہ ع۔ لگی اک آگ تلوون سے کہ
بس سر سے دھوان نکلا۔

اختر۔ چپ۔ چپ۔ چپ۔ کوئی آتا ہے!
(میر مشتاق علی صاحب پہونچے)

مشتاق علی۔ حضور کی واپسی پر خیر مقدم
کہتا ہون۔

جہانگیر۔ تسلیم۔ آپ ان سے واقف ہین۔

اختر مرزا۔ جی نہین۔

جہانگیر۔ بڑے خوش قسمت اور نیک نہاد ہو۔
ایسے شخص کی شناسائی باعث
ذلت و بدبختی ہے۔ گو یہ شخص مجسم
بدی ہے۔ لیکن دولت کے سبب
بادشاہ کے ہان بہت بڑا وقار
ہے۔ روپیہ سب عیبون کو ڈھانکے
ہوئے ہے۔ ع
اے زر تو خدا نۂ و لیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

مشتاق علی۔ حضور اگر فرصت ہو تو خود بدولت
کا پیغام کہون۔

جہانگیر۔ مین ہمہ تن گوش ہون۔ وہان کیون
تکلیف سے بیٹھے گا کرسی پر بیٹھیے
آخر یہ کسکے واسطے ہے۔

مشتاق علی۔ (جُھک کر فرشی سلام کیا) حضور
کی بندہ نوازی ہے۔ مین بہت اچھی طرح
بیٹھا ہون۔ یہان پر ذرا ہوا آتی ہے
اُفوہ۔ کتنی بلا کی گرمی ہے اسوقت

جہانگیر۔ گرمی! مین تو کہہ سکتا ہون کہ لالی
جاڑا ہے۔ پچھوا چل رہی ہے۔

مشتاق علی۔ جی ہان بجا فرمایا حضور نے۔

جہانگیر۔ مگر تاہم ایک طرح کی اُمس ضرور ہے۔

مشتاق علی۔ جی ہان۔ بندہ پرور سخت
اُمس ہے۔ زبان قاصر ہے۔ حضور
"خود بدولت" سے آپکی طرف سے
ایک بڑی بھاری شرط لگائی ہے

جہانگیر۔ آپ بہت تکلف سے بیٹھے ہین اس
کرسی پہ آئیے۔

مشتاق علی۔ حضور مجھے یہین بہت آرام ہے
تو بندہ نواز آج کل آپنے سنا ہی
ہوگا منصور تشریف لائے ہین۔
بڑے ہی لائق و فائق۔ نیک بخت بلکہ
بلکہ یون کہنا چاہیے کہ صفات حمیدہ
کا اسطلے نمونہ ہین۔ آپ انکی ملاقات
سے نہایت درجہ محظوظ ہونگے۔

جہانگیر۔ اے عزّوجل۔ کیا قوت توصیف
وتحسین پائی ہے۔ کتنی بسیط تعریف
کی۔ مجھے اسکا کما حقہ علم ہے کہ بہترین
قوت مدرکہ اُنکے شمار اوصاف مین
انگشت بدندان ہے۔ ایسے دشوار

اور اہم امر کی کوشش ہی کے خیال سے وہم ششدر و حیران ہے۔ فی الواقع وہ مجموعۂ اوصاف حسنہ و زبدۂ نوع بنی انسان ہیں۔ حق تو یون ہے کہ وہ خود اپنی مثال ہین۔

مشتاق علی۔ واللہ باللہ حضور انکے حق مین بہت صحیح فرما رہے ہین۔

جہانگیر۔ مگر غایت تمہید ہان تو آپ نے ایسے شخص کا مذکور جسکا محض خیال بیان اوصاف ہی مستحق پریشانی عنقاے فکر ہے۔ کیون کیا۔

اختر مرزا۔ اگر آپ دونون صاحب سادے سادے لفظون مین ایک دوسرے کا مفہوم سمجھ لیجیے تو کیا خلاف شان ہے۔

جہانگیر۔ مین کہتا ہون۔ آخر ان حضرت کا تذکرہ کیون کیا گیا۔

مشتاق علی۔ منصور کا ؟

اختر مرزا۔ وہ سنہرے روپہلے الفاظ سب چک گئے جیب کھک ہو گئی۔ !

جہانگیر۔ جی ہان انھین کا۔

مشتاق علی۔ مین نہین کہہ سکتا کہ آپ کو علم نہین۔ . . . . .

جہانگیر۔ مین یہ سنکر آپ کا نہایت ممنون ہوا مگر آپ کی تحسین بقول صائب ہے۔

؎ صائب دو چیز می شکند قدر شعر را
. . . .

مشتاق علی۔ علم نہین کہ منصور کیسے کچھ کامل ہین

جہانگیر۔ جی نہین اسکے اقرار مین مجھے تکلف ہے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہ مستلزم مقابلہ مابین ذات منصور و بندہ ہے۔ علم ذاتِ غیر بغیر علم ذات خاص (خود) غیر ممکن ہے۔ حاشا بندہ ولی[1] بننے کی جرأت نہین کر سکتا۔

مشتاق علی۔ بندہ نواز میرا یہ مفہوم تھا کہ وہ فن شمشیر مین کامل ہین اور اسمین کوئی شک نہین کہ وہ ایک عالم کی نظرون مین بے نظیر ہین۔ جہان پناہ نے چھہ عربی گھوڑونکی شرط لگائی ہے اور انھون نے چھہ شمشیر اصفہانی مع میان وغیرہ کی۔ تین میان جب ٹرا او تو حضور غضب ہین۔ آنکھ نہین ٹھہرتی واللہ۔ کافر ہو جو جھوٹھ کہتا ہو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ستارے جڑے ہوے ہین۔

جہانگیر۔ سلمے ستارے کا تو فی الواقع ایسا ہی کام ہوتا ہے۔ چھہ عربی بمقابلہ چھہ شمشیر اصفہانی! کیون یہ شرط لگائی گئی ہے نا ؟

مشتاق علی۔ جہان پناہ اس بات پر قائم ہین کہ فریقین کے بارہ ہاتھون مین یہ ممکن ہی نہین کہ وہ تین ہاتھ آپ سے زیادہ ہو جائین اور وہ کہتے ہین کہ نو میرے اور بارہ انکے۔ اب یہ آپ ہی کی رضامندی پر منحصر ہے۔

[1] ولی را ولی می شناسد

پروا نہین - ؎ - دل افگندیم بسم اللہ
مجریہا و مرسٰہا -

اختر - واہ! پروا کیسے نہین جناب -

جہانگیر - حماقت ہے - ایسے بیچین کرنے والے
دسوسے عورتون کو زیبا ہین مردون
کو نہین -

اختر - مین جو کہتا ہون اگر آپ کا دل نہ چاہتا ہو
تو ہرگز نہ اُٹھیے - مین ابھی بیسین بندی
کیے دیتا ہون راستہ ہی مین جا کے
کہے دیتا ہون کہ دشمنون کی طبیعت
نا درست ہے چلیے چھُٹّی ہوئی -

جہانگیر - اجی لاحول ولا - ایسی ایسی بدشگونیون
کو ہم بھلا خاطر مین لاتے ہین؟
خدا اپنی چیونٹی کی بھی حفاظت کرتا ہے
اگر اسی گھڑی تک کی ہے تو ٹھہر کے
آنے سے رہی - اگر ٹھہر کے آنے سے
رہی تو بس اسی گھڑی تک کی ہے
اگر اس گھڑی بھی ٹل گئی تو آئندہ
رُک نہین سکتی - بہرحال طیاری
ضروری ہے - یہان کا کچھ ساتھ لیجانا
ہے ہی نہین پھر جلدی سے ناگواری
وخوف چہ معنی دارد - ٹل تو سکتی ہی
نہین - اسوقت نہین تو اُسوقت -
پھر عبث ہے کہ اقرار کرکے انکار کیجیے -

بادشاہ - ملکہ - منصور - مشتاق علی ودیگر
مصاحبین ومعززین کئی ایک جوڑیان ٹیچر کی
ایک میز اُسپر شربت اور پانی بھرے ہوئے گلاس

بادشاہ - بیٹا جہانگیر یہان آؤ - اور یہ ہاتھہ
اپنے ہاتھہ مین لو -
(بادشاہ نے منصور کا ہاتھہ جہانگیر کے ہاتھہ مین دیا)

جہانگیر - مین قصوروار ہون اور آپ سے معافی
چاہتا ہون - آپ کی شرافت اور
نیک نفسی مجھے امید دلاتی ہے کہ آپ
میری تقصیر معاف کیجیے گا - یہ تو
آپ نے سنا ہی ہوگا کہ خلل دماغ نے
مجھے کیسا حزین وزار کر رکھا ہے - جو
حرکت ناشائستہ مجھسے سرزد ہوئی اور
جسپر آپ کی طبیعت آپ کے دل -
آپ کے خیال عزت نے آپ کو منقبض
ہونے پر مجبور کر دیا - محض مقتضائے
جنون سے تھی - جہانگیر منصور کو رنج
پہونچائے -؟ جہانگیر سے یہ ممکن ہی
نہین - مگر جب کمبخت جہانگیر آپ مین
نہو اور منصور کو رنج پہونچائے تو
وہ جہانگیر کا فعل نہین - جہانگیر
اُس سے قطعی منکر ہے - پھر وہ فعل
کسکا تھا! اُسکے جنون کا اور جب یہ
امر ہے تو پھر بیچارہ جہانگیر تو خود ظلم رسیدہ
ہے - اُسکا جنون اُسکا دشمن قلبی ہے -
کیا آپ کی ملائم اور نیک طبیعت مجھکو
اِس انکار وندامت پر جو مین حاضرین
کے سامنے ظاہر کر رہا ہون معاف
نہین کر سکتی! میری تو یہ کیفیت ہے
کہ مین نے مکان کی طرف تیر چلایا

اور اپنے ہی بھائی کی طرف چوٹ
پہونچائی۔

منصور۔ میرا دل جو سب سے زیادہ انتقام کی طرف
دلاتا تھا صاف ہو گیا۔ مگر نقصانِ
عزت آشتی کے ہاتھ کو جھٹک دیتا ہے
جبتک چند معززین اپنی زبان سے
اس صلح و آشتی کے قبول کرنے کی
اجازت نہ دیں۔ اسمین البتہ مین
مجبور ہون مگر اسوقت تک مین
تمھاری محبت کو محبت کی طرح
برتتا ہون اور اسکی رسمون کے
خلاف نکرون گا۔

جہانگیر۔ جزاک اللہ ہان اب مجھے اس
برادرانہ محبت کی بھری ہوئی بازی
سے انکار نہیں۔ لاؤ۔ ایک پٹا
لاؤ۔ بسم اللہ۔

منصور۔ ایک مجھے دو۔

جہانگیر۔ تمھارے بانکپن کے ہنر میری سادگی
سے ایسے چمکین گے جیسے شب تار
مین ستارے۔

منصور۔ للہ بہت بنایئے نا۔

جہانگیر۔ واللہ جو بناتا ہون۔

بادشاہ۔ مشتاق علی پٹے دونون کو دیدو۔
جہانگیر بنیا شرط جانتے ہو۔

جہانگیر۔ جی ہان۔ آپ نے کمزوری کے کاندھون پر
زیادہ بار شرط رکھدیا۔

بادشاہ۔ مین مطمئن ہون۔ دونون کو دیکھ چکا ہون
لیکن انکو زیادہ مشق ہے اسلیے یہ
اپنے لیے رعایت کی ٹھانی۔

منصور۔ اسمین کیا شیشہ ملا ہوا ہے۔ معاذاللہ
اتنا بھاری۔ دوسرا لایئے۔

جہانگیر۔ بس یہ ٹھیک ہے میرے لیے۔ یہ تو
طول مین برابر ہین نا!

(دونون لڑنے کو تیار ہوتے)

مشتاق علی۔ جی ہان حضور۔

بادشاہ۔ میز پر ایک جام پرتگالی میرے لیے
رکھدو جسوقت جہانگیر اول مرتبہ۔
دوسری مرتبہ ضرب لگائے یا تیسرے
وار مین برابر ہو جائے کل توپون کی
سلامی سر ہو یا بادشاہ جہانگیر کے زور بازو
کی ترقی کا جام پیئے گا۔ اور ایک دُر
شاہوار نچھاور کرے گا۔ جسکی قیمت
چار بادشاہان شہر نشہر کے درۃ التاج
سے زیادہ ہوگی۔ لاؤ۔ جام لاؤ۔
نقارچی۔ بگلچی کو۔ بگلچی توپچیون
کو۔ توپچی آسمان کو اور آسمان
زمین کو ندا دے کہ بادشاہ جہانگیر
کے زور بازو کا جام پیتا ہے۔۔۔۔
اچھا شروع کیجیے۔ حکم یعنی دیکھتے رہیے

جہانگیر۔ بسم اللہ۔ (منصور سے مخاطب ہوکر)

منصور۔ بسم اللہ۔

(دو وار ہونے لگے)

جہانگیر۔ ایک!

منصور۔ اونہو ہنہ!

جہانگیر۔ انصاف!

مشتاق علی۔ ضرور ایک! اور بخوبی محسوس!

منصور۔ اچھا مانا۔ اور آئیے۔

بادشاہ۔ ذرا ٹھہریئے۔ جام لاؤ۔ ابجہانگیر دیکھو

یہ موتی تمھارے نام پر اور یہ جام

تمھاری سلامتی کا۔

(نقارے بجے اور توپین چلین)

جام دو آنکو۔

جہانگیر۔ یہ وار ختم ہو لینے دیجیے۔ بسم اللہ۔

(لڑنے لگے)

یہ دوسری ضرب! کہیے ہان۔

منصور۔ بیشک۔ انکار کسکو!

بادشاہ۔ ہمارا شہزادہ لیجائیگا۔

ملکہ۔ زور اور دم تو ہے ہی نہین ـــ بیٹا

رومال لے کر پیشانی کا پسینہ تو پونچھ ڈالو

تری مان تری کامیابی کا جام

پیتی ہے۔

(جام اٹھالیا اور پینے لگی)

بادشاہ۔ بیگم نہ پیو۔

ملکہ۔ مجھے شدت کی پیاس ہے۔

(پی گئی)

بادشاہ۔ (آہستہ سے) ہاے زہر کا پیالہ

مگر اب کیا ہوتا ہے۔

جہانگیر۔ امان جان مین ابھی نہ پیون گا۔

ذرا دم لے لون۔

ملکہ۔ توبہ کتنا پسینہ ہے۔ ادھر آ

پونچھ تو دون۔

منصور۔ حضور اب اسوقت میرا وار ہوتا ہے

بادشاہ۔ شاید۔

منصور۔ (آہستہ سے) مگر ایمان کے خلاف

ہے۔

جہانگیر۔ یہ تیسرا وار ہے آؤ منصور۔ مین

دیکھتا ہون تم کھیل کر رہے ہو برائے خدا

پوری قوت بازو کیون صرف نہین

کرتے۔ مجھے خوف ہے کہین مجھے ایسا

ویسا تو نہین سمجھتے۔

منصور۔ ہان۔ یہی بات ہے پھر آئیے

بسم اللہ (لڑنے لگے)

مشتاق علی۔ دونون طرف خالی۔

منصور۔ ابتو نہین خالی۔

منصور نے جہانگیر کو زخمی کیا۔ گتھم گتھا مین

ہتھے بدل گئے۔ اور جہانگیر نے منصور کو زخمی کیا

بادشاہ۔ چھڑا دو! غصہ آگیا۔

جہانگیر۔ نہین۔ نہین۔ آؤ پھر آؤ۔

ملکہ گر پڑی

مشتاق علی۔ ایئن شہنشاہ بیگم کو یہ کیا ہوا۔

اختر مرزا۔ ایئن! ایئن! حضور دیکھیے تو

یہ دونون کے خون کیسا نکل رہا ہے۔

مشتاق علی۔ منصور یہ کیا!

منصور۔ از ماست کہ بر ماست۔ مین خود اپنی

دغابازی سے مارا پڑا!

جہانگیر۔ یہ ملکہ کو کیا ہوا!

بادشاہ۔ خون دیکھ کر غش آگیا۔

ملکہ۔ اونہو نہہ۔ جام نے۔ جام نے آہ میرے

۱؎ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گو وہ کیسی ہی خراب ہے مگر کتنا چاہتی ہے۔ ۲؎ یعنی قصاص لیتا ہوں ۱۲

پیارے جہانگیر جام سے!

زہر تھا (مرگئی)

جہانگیر- دغابازی- مقفل کرو دروازہ۔

دغابازی کی کس نے ؟

منصور- جہانگیر او جہانگیر! تم زندہ نہین

بچ سکتے- دنیا کے پردہ پر کوئی دوا

نہین بچا سکتی- اب آدہ گھنٹے

کے بھی مہمان تم نہین ہو- وہ دغاباز

قاتل تمھارے ہاتھ مین ہے- بیٹا[1]

اور زہر مین بجھا ہوا- میری دغا

مجھ ہی پر لوٹ پڑی- لو مین لیتا

ہون- اور ہمیشہ کے لیے- زہر نے

تمھاری مان کی جان لی- زیادہ

مین نہین کہتا- یہ اس بادشاہ

کا بس بویا ہوا ہے-

جہانگیر- یہ زہر مین بجھا ہے- بہتر ہے

تو زہر بیکار کیون جائے-

(بادشاہ کے پٹا بھونک دیا)

حضار- دغابازی! دغابازی!

بادشاہ- آہ- اب بھی بچا لو- مجھے میرے

دوستو- صرف زخم لگا ہے-

جہانگیر- رہ کمبخت- زانی- بدکار- قاتل

یہین تک نہین- یہ جام بھی پی

تیری بیوی[2] یہین ہے نا جا سکے

[1] برہنہ- جب صرف تفریحاً پٹا کھیلتے ہین تو اسکی دہار کند کر دیتے ہیں یا ایک مصالحہ لگا دیتے ہین تاکہ زخم نہ لگے اور ضرب کا نشان دیا پر آجائے جس سے ہم اسکی شہادت ہو۔

پیچھے پیچھے چلا جا!

منصور- اچھا کیا- اسی نے زہر بھی گھولا

تھا-

شہزادہ جہانگیر! بھائی وقت

تنگ ہے- ہم بھی ایک دوسرے

سے معافی مانگ لین- نہ میرے

نہ میرے باپ کے خون کا عذاب

تمھارے سر- نہ تمھارے خون کا

میرے سر!

(مرگیا)

جہانگیر- اللہ بھی معاف کرے! چلو مین بھی

آتا ہون- اختر اب مجھ مین کچھ

ہے نہین- اے کم نصیب ملکہ الوداع!

یہ واقعہ دیکھ کر جن صاحبون کے

رنگ اوڑے ہوئے ہین اور بدن

مین لرزہ ہے اُن سے مین اگر مہلت

ملتی تو کل اسرار بیان کر دیتا مگر

ملک الموت ماننے کے نہین- اختر

اب دم نکلتا ہے- تم زندہ ہو شبہہ

کرنے والون سے میری بیگناہی

بیان کرکے مطمئن کر دینا-

اختر مرزا- کبھی یقین[3] نفرمائیے- ع

صد خندہ مرگ بر چنین زیست- اب

زندگی کس مصرف کی- ابھی چند

قطرے اور باقی ہین-

جہانگیر- تجھے اپنی جوانمردی کی قسم وہ پیالہ

[3] کہ مین تمھارے بعد زندہ رہونگا-

مجھے اُٹھا دے - قسم خدا کی مین پیے
پیے نہ چھوڑوں گا - میرے اچھے اختر
خیال تو کرو اگر یہ راز ایسی ہی سربستہ
رہ گیا تو کیسا خراب نام چھوڑ کے مین
مرا - میرے اختر - اگر تم مجھ کو چاہتے ہو
تو چند سے اور راحت[1] کی جدائی برداشت
کرو اور میری کہانی کہنے کے لیے
اس مصیبت انداز دنیا مین چند
پُر درد و الم سانسین بھرنے کو ٹھہر جاؤ -
(دور سے آواز سلامی آئی)
یہ شور جنگ نما کیسا -

شتاق علی - شہزادہ ہمایون اختر ترکستان
سے فتحیاب ہو کر واپس آئے ہین -
جزیرہ ہوشنگ کے سفیر کی سلامی سر
ہوئی -

جہانگیر - اختر اب مین مرتا ہون - زہر ہلاہل نے
کام تمام کر ڈالا - جبتک جزیرہ
ہوشنگ کا پیغام آئے آئے مجھ مین کچھ
نرہیگا لیکن مین پیشین گوئی کرتا ہون
کہ بتجویز تاج شہزادہ ہمایون اختر
کے لیے ہے -
مین بھی اسکی تائید دم آخر کرتا ہون
جس واقعہ نے اُنکے سر پر تاج رکھا
اسکی کیفیت بیان کر دینا - بس اب
رخصت -
(مر گیا)

اختر مرزا - ہائے وہ ایک شریف اور عالی دل
ٹوٹ گیا - میرے پیارے شہزادے!
اپنے اختر کا آخری سلام قبول کرو -
تری روح کو فرشتے اپنے خوش الحان
بازوون پر بہشت مین لیجائین!
یہ نقارے ادہر کیون آرہے ہین -

شہزادہ ہمایون اختر مع سفیر جزیرہ ہوشنگ
وغیرہ نشان و طبل وغیرہ آئے

ہمایون اختر - این! یہ کیسا -
اختر مرزا - آپ دیکھنا کیا چاہتے ہین - اگر
کسی غم یا مصیبت کو تو جستجو نہ کیجیے
ہمایون اختر - ان لاشون پر مظلومی برستی
ہے - اے موت تیرے ہان کون
ایسی دہوم دہام کی دعوت ہونیوالی
تھی کہ تو نے اتنے شہزادون کو اس
بیرحمی سے ذبح کیا -
اول سفیر - کیا غمناک سمان ہے - شاہ ہوشنگ
کے مراسلے مین بہت دیر ہوئی - وہ
کان بہرے ہوگئے - جسے یہ مژدہ سنتے
کہ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگئی - صفدر حسین
اور خواجہ ہاشم فی النار والسقر ہوے
اب اسکا شکریہ کون ادا کرے گا -
اختر - وہ تھوڑے ہی ادا کرتا - اگر زندہ بھی ہوتا
اُنکے قتل کے لیے اسکا حکم نہین تھا
لیکن چونکہ ایسی غمناک حالت مین
آپ ترکستان سے اور آپ ہوشنگ سے
یہان آپہونچے ہین - میری غرض ہے کہ
آپ حکم دین کہ یہ لاشے ایک بلند مقام پر

[1] راحت ابدی

کیسے بیانات تاکہ مین ناواقف ہون

کو ان تمام تعہات سے واقف کردون

آپ کے کانون مین گناہ خونریزی

خلاف فطرت افعال۔ انتقامیہ قتل

قتل بذریعہ فریب اور آخرکار

اغراض مین غلطی واقع ہونیوالی شہر

کے سر پر آفت کے ٹوٹنے کی آواز

مہیب آئیگی

ہمایون اختر۔ ضرور ابھی سننا چاہیئے۔ چند امرے

نامدار کو بھی بلالو اور میری نسبت یہ کہ

مین غمگین دل سے اپنے نصیب کے

عطیہ کو قبول کرتا ہون۔ اس سلطنت مین

مجھے ورثاً حق پہونچتا ہے جو مجھے

دعوے کرنے پر مائل کرتا ہے[1] —

اختر۔ اسکی نسبت بھی کہنے کا موقع ملیگا اور اُسکے

مفصل حالات بیان کیے جائینگے۔ تاکہ

اسکی نسبت ابھی ہو چکا ہے تو تیرے دل میں

نہ ہو کہ آئندہ تجھ پر فتور اور دقت واقع ہو۔

ہمایون اختر۔ اچھا چار کپتان جہانگیر کے لاشہ

کو سپاہیانہ کرّ و فر سے اس بلندی

پر لیجائین کیونکہ اگر مجھ پر کسنا چاہتا

ہے تو وہ اس اعزاز کے قابل پایا جاتا ہے[2]

اور اس آخری سفر مین جنگی باجا اور

سامان ہونا چاہیے۔ نہایت احترام

سے لاشون کو اٹھائین۔ یہ بھی زندگانی

ہی کے قابل تھے مگر ان سے خطا و

قصور وابستہ ہے۔ فوج سے کہو

کہ سلامی داغے۔

(لاشون کو لیے ہوے جاتے ہین)

[1] جہانگیر کی وصیت جو ہمایون اختر کے لیے تھی۔

[2] ہمایون اختر کی تخت نشینی۔

صحیح نامہ اغلاط ناٹک

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۷	۲	۲۶	نان	تا	۴۱	۱	۲	منترا	منترہ
۱۰	۱	۲۷	بادشاد	بادشاہ	۴۶	۱	۲۶	گرداودنگا	گرد دودنگا
۱۲	۱	۳	شب انگیز	نصیب غینہ	۴۷	۱	۷	سلہ	سلہ مہربانو
۱۳	۱	۴	[illegible]	یمی نان	۵۵	۱	۱۰	ے طرح	بیٹھیے
۱۴	[illegible]	۱۴	پھبان	پھبارن	۶۰	۲	۱۰	[illegible]	[illegible]
۲۰	۲	۲۵	کاتنک	سکا تھہ	۶۹	۱	۲۱	لیجاتے ہین	لیے جاتے ہین
۲۶	۱	۱۲	شا	صبا	۷۱	۱	۴	پیشور	تیموری
۳۱	۲	۲۳	جاے	جاسئے	۷۱	۱	۱۵	راز	زار
۳۷	۱	۸	مرکب انحطار	مرکب من انحطار	۷۳	۲	۲۵	گھبرائے گا	ڈر جائے گا
۴۰	۱	۲۲	نشترسا	نشترسی					